مختصر

تفسیر ابن کثیر

دوسرا حصّہ

مع فہرست مضامین قرآن عظیم

تالیف:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر القریشی الدمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ:

مولانا حافظ محمد داؤد راغب رحمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُختصر تفسیر ابنِ کثیر

دوسرا حصّہ

.....{ آسان اردو ترجمہ }.....

تصنیف : علاّمہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتفسیر : مولانا حافظ محمد داؤد خان راغب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح وتنقیح : شیخ القرآن والحدیث مولانا محمود احمد حسن حفظہ اللہ

اضافہ وترمیم : مولانا امان اللہ فیصل ومولانا عبدالحمید صغیر حفظہما اللہ

معاونین : مولانا مشتاق احمد شاکر ومولانا عمر فاروق حفظہما اللہ

زیرِ نگرانی : محمد عبید اللہ عبد اللہ حفظہ اللہ

ناشر : الاعلام الاسلامی

کمرہ نمبر 10، دوسری منزل، گلشن ٹیرس (بلڈنگ)، نزد جامع کلاتھ مارکیٹ
ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون: 32210209 / 32627369

طلب کیجئے .....تقسیم کیجئے .....صدقہ جاریہ میں حصّہ ڈالیئے

یہ کتاب مولانا حافظ محمد داؤد خان راغب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے آپ کو تحفتاً پیش کی گئی ہے۔ اللّٰہ غفور رحیم اپنی رحمتِ خاص سے ان کی اور تمام مسلمان بہن بھائیوں کی مغفرت اور درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

بطور صدقۂ جاریہ یہاں آپ اپنا یا اپنے مرحومین کا نام لکھ کر یا صرف نیت کر کے تقسیم کیجئے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ..... نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

فہرست مضامین (دوسرا حصّہ) حروف تہجی کے اعتبار سے

عنوان	نمبر صفحہ
آ	
آخری نبی کی نبوت پر حسد	417
آخرت میں دیدار پروردگار ہوگا	640
الف	
ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد عطا کی گئی	629
ابراہیم علیہ السلام پر دلائل توحید کا انکشاف	625
ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں	464
ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کو نصیحت کرنا	624
اتفاق واتحاد کا حکم اور اختلاف کی ممانعت	666
اجماع امت بھی حجت ہے	459
احکام شریعت پر عمل کرنے سے برکات کا نزول	551
ارضِ مقدس میں 40 سال تک یہود کے داخلہ پر پابندی	522
اسلام ہی سیدھی راہ ہے	670
اطاعت گزاروں کو بڑے لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی	425
اللہ پوری کائنات کا بادشاہ ہے	469
اللہ تعالیٰ بڑی حکمت والا ہے	488
اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کا صلہ	354
اللہ تعالیٰ حرام خوروں کو پاک نہیں فرماتا	534
اللہ تعالیٰ شہنشاہ مطلق ہے	464
اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا حکم	529
اللہ تعالیٰ کفار کو ڈھیل دیتے ہیں	614
اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے معبودوں کو تلاش کرنے کی ممانعت	671
اللہ تعالیٰ کو کفار کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے	356

عنوان	نمبر صفحہ
اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم	639
اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کا حکم	541
اللہ تعالیٰ کی آیات کو ظالم نہیں مانتے	586
اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ اور گمراہ لوگوں کو خوب جانتا ہے	646
اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی	552
اللہ رحم کرنے والا ہے	432
اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت دونوں کا سوال کرو	470
اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت اور مغفرت	556
اللہ کو دھوکہ دینے کا مطلب	476
اللہ کی بادشاہت میں کوئی حصہ دار نہیں	417
اللہ کی نافرمانی کا حکم دینے پر امیر کی اطاعت نہ کی جائے	420
اللہ نافرمانوں کو فنا کرنے پر قادر ہے	470
اللہ ہی پوری کائنات کا مالک ہے	532
اللہ کی عبادت اور رسول کی اطاعت پر نجات ہے	463
اللہ نے مسلمانوں کو ان کے دشمن سے آگاہ کر دیا	412
امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اللہ کی گواہی	432
امانت ادا کرنے کا بیان	419
امت سے کیا مراد ہے؟	603
انبیا علیہم السلام کی راہ سیدھی اور سچی ہے	651
انبیا کو جھٹلانا اللہ کی تعظیم کا حق ادا نہ کرنا ہے	632
انبیائے کرام علیہم السلام کی پیروی کا حکم	631
انبیا علیہم السلام سے دشمنی	644
انبیا علیہم السلام کے آنے کی وجہ	608

عنوان	نمبر صفحہ
انبیا علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا چکے	652
انبیا علیہم السلام حجت کے لئے مبعوث ہوئے	492
انبیا علیہم السلام سے ان کی امتوں کے بارے میں سوال	577
انبیا علیہم السلام اور فرشتے بھی اللہ کے غلام ہیں	496
انسان کی تخلیق	637
انسانیت کا احترام فرض ہے	525
اہل کتاب اسلام قبول کریں تو ان کیلئے دگنا اجر ہے	561
اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے	505
اہل کتاب کو اسلام کی دعوت	546
اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی حلّت	506
اہل کتاب کی عہد شکنی	511
اہل کتاب کی مذمت	362
اہل کتاب کے باطل عقیدہ کی تردید	516
ایک گمراہ کن مغالطہ کا ذکر	662
اللہ تعالیٰ ہر قسم کا عذاب دینے پر قادر ہے	618
اللہ اور رسول کی اطاعت کامیابی کیلئے ضروری ہے	566
اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے	615
اللہ تعالیٰ کی شان اور اسکے فضل وکرم کا بیان	617
اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا عذر ختم کر دیا ہے	668
اللہ تعالیٰ ہی اندھیرے اور اجالا کا خالق ہے	636
اللہ کو ماننے والے اور شیطان کے پجاری برابر نہیں	610
اللہ ربّ العزّت ہی سب پر غالب ہے	593
اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے بڑھ کر کوئی گواہ نہیں	593
اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرنے کی سزا	570
اللہ کی رحمت اس کے غصّہ پر غالب ہے	590
اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی تمام آفات سے بچاتا ہے	617
اللہ کی آیات کو جھٹلانے والوں کا انجام برا ہے	562
اللہ کے اقوال واحکام سچے اور انصاف پر مبنی ہیں	645
اللہ کے سامنے پیشی	635
اللہ مختار مطلق ہے	604
اللہ نے کائنات بغیر نمونہ کے پیدا کی	639
ب	
باغیوں کی سزا	526
بت پرستی اور شرک کی مذمت	635
بتوں کے نام کے جانوروں کا بیان	573
بخل کی برائی	357
بد بخت محتاجی اور بیماری سے سنگدل بن جاتے ہیں	606
بددُعا کرنا شان اسلام کے خلاف ہے	481
برے اعمال کا بدلہ	359
برے اعمال کرنے کا انجام	554
بصائر سے مراد	640
بعثت انبیا علیہم السلام کے بعد ہی نافرمانوں پر عذاب اترتا ہے	653
بعثت انبیا علیہم السلام اللہ کی رحمت ہے	654
بغیر احرام والے شخص کا کیا ہوا شکار مُحرم کھا سکتا ہے	569
بغیر توبہ کے شرک کبھی نہ بخشا جائے گا	414
بلا مہر یتیم لڑکی سے نکاح کی ممانعت	373
بناوٹی اسلام کا اظہار منافقوں کی عادت رہی ہے	548
بنی اسرائیل کا احکام تورات پر عمل کرنے سے انکار	485
بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی یاددہانی	518
بنی اسرائیل کو جہاد کا حکم	519
بنی اسرائیل کی بزدلی	519
بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کی ممانعت	373

بیوی کا حصہ	382
بے جان چیز کی عبادت حماقت ہے	626
بے جان سے مرعوب ہونا نادانی ہے	627
بے خوف ہوکر تبلیغ کرنے کا حکم	661
بے دینی پھیلانے والے کو حرم سے روکنا واجب ہے	502
بے شمار تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں	585
بے فائدہ اور غیر ضروری سوالات کی ممانعت	571
بیت اللہ کی طرف بھیجی جانے والی قربانیوں کے احترام کا حکم	501
بیویوں کو تنگ کرنے کی ممانعت	388

پ

پاک اور ناپاک برابر نہیں	571
پالتو جانوروں کے فوائد	659
پانی کی برکات	638
پرہیزگاروں کا بیان	367
پُرخلوص توبہ ضرور قبول ہوتی ہے	479
پوری کائنات کا خالق صرف اللہ ہی ہے	626
پوری کائنات کا معبود اللہ ہی ہے	586
پیداوار میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا بیان	658

ت

تباہ و برباد ہونے والی اقوام سے عبرت حاصل کیجئے	590
تقلید کی مذمت	574
تقویٰ کا بیان	370
تلاوت قرآن سے دل متاثر ہوتے ہیں	561
تمام انبیا علیہم السلام پر وحی اُتری	491
تمام انبیا علیہم السلام پر ایمان لانا شرطِ ایمان ہے	482
تمام انبیا علیہم السلام کا دین ایک لیکن شریعتیں الگ الگ ہیں	540
تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہیں	658
تمام قوتیں اللہ ربّ العزّت ہی کے پاس ہیں	607
توبہ کا بیان	455
توبہ کرنے پر تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں	527
توبہ کی قبولیت کا آخری وقت	387
توحید چھوڑ کر شرک اختیار کرنا باعث ہلاکت ہے	622
توحید ہی باعث نجات ہے	628
توحید کے دلائل	363
توحید کی رغبت اور شرک سے نفرت	404
تورات کی تعریف	666
تورات میں بھی قصاص کا حکم موجود ہے	536
تورات میں ہدایت اور روشنی ہے	535
تورات وانجیل میں ہدایت ونور ہے	537

ج

جبت و طاغوت	416
جرائم کی وجہ سے عذاب آتا ہے	480
جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ حرام ہے	648
جنت ایمان وعمل والوں کے لئے ہے	497
جنگ حمراء الاسد کا بیان	353
جنگ کے بعد دشمن کا تعاقب کرنے کا حکم	452
جنگِ اُحد کی مصیبت کا بیان	350
جہاد کا حکم مسلمانوں کی خواہش کے مطابق آیا	430
جہاد کا حکم ملنے سے پہلے صبر کرنے کا حکم تھا	361
جہاد کی رغبت	428
جہاد کی فضیلت	436
جہاد کے ذریعہ کمزور مسلمانوں کی مدد کرنے کا حکم	428
جھوٹا الزام لگانے کی وعید	456

چ	
چور کی توبہ مقبول ہے	531
چوری کرنے والوں کی سزا	531
چھپے، کھلے ہر گناہ سے بچنے کا حکم	647
ح	
حالتِ احرام میں شکار کرنے پر فدیہ	567
حرام جانوروں کا بیان	503
حرام چیزوں کا بیان	660
حرام کمائی کی ممانعت	397
حرم اور حرمت والے مہینوں کے احترام کا حکم	501
حسد کی ممانعت اور رشک کی رخصت	399
حسن سلوک کے مستحقین کا بیان	405
حق سے منہ پھیرنے والوں کے لئے معافی نہیں	493
حق کو نہ ماننے والوں کی مذمت	588
حق کی پیروی اور باطل سے دور رہنے کی تاکید	558
حقیقت میں عیسائی بھی مسیح علیہ السلام کے پیروکار نہیں	513
حلال جانوروں کا کھانا حلال ہے	647
حلال چیزوں کا بیان	504
حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنا بہت بڑا گناہ ہے	563
حلال چیزیں استعمال کرنے کا حکم	563
حواریوں کا جواب	580
خ	
خرچ صرف رضائے الٰہی کیلئے کریں	408
خلاف شرع مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت	620
خلاف شرع وصیت کی اصلاح	378
خلاف شرع مجالس میں شریک ہونے کی ممانعت	474
خلیل اللہ علیہ السلام کا خاندان	624
خنزیر کی حُرمت	504
خوانِ نعمت کا بیان	579
خواہش پر معجزہ کی درخواست عذاب طلب کرنا ہے	642
خودکشی کی ممانعت اور وعید	397
خودساختہ قوانین پر عمل کرنیوالے خسارہ میں ہیں	658
خیانت کرنے والوں کی حمایت نہ کرنے کا حکم	453
د	
دشمن کے ہاتھ رک جانے کی ایک مثال	510
دشمنوں کی آرزو	396
دعوت ربّانی کو نہ ماننے کی سزا	418
دنیا اور آخرت کے عذاب سے توحید ہی بچاتی ہے	608
دنیا کے اکثر لوگ گمراہ ہوتے ہیں	646
دنیا محض ایک کھیل ہے	600
دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب	430
دُنیا کا ہر فیصلہ قرآنی احکام کے مطابق کیا جائے	539
دوست اور حلیف وارث نہیں بن سکتے	400
دین اسلام پر قائم رہنے کی ہدایت	369
دین میں ثابت قدمی	490
دیوی دیوتاؤں کے پجاری شیطان کے پجاری ہیں	460
ذ	
ذمّی بھی وصیت پر گواہ بنائے جاسکتے ہیں	577
ر	
راہ انبیا پر چلنے والوں کے لئے جنت کی بشارت	651
رحمت عالم ﷺ بحیثیت منصف	424
رحمت عالم ﷺ سچّا دین لیکر تشریف لائے	514
رحمت عالم ﷺ کی صفت	544
رسول اکرم ﷺ پر احسانات	457

رسول اکرم ﷺ کو تسلی	418
رسول اکرم ﷺ کی اطاعت، اللہ ہی کی اطاعت ہے	433
رسول اکرم ﷺ کی بعثت نعمت عظمیٰ ہے	349
رسول اکرم ﷺ کی بعثت	517
رسول اکرم ﷺ کی وصیت	664
رسول اکرم ﷺ سے مشرکین کا فضول مطالبہ	603
رسول اکرم ﷺ فرشتہ نہیں تھے	609
رسول اکرم ﷺ کا اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں	591
رسول اکرم ﷺ کو مزید تسلی	589
رسول اکرم ﷺ کی احادیث سے فائدہ اٹھانے والے	602
رسالت محمدی پر اللہ اور فرشتوں کی گواہی	493
رسول اکرم ﷺ نے لوگوں تک مکمل وحی پہنچادی	551
رسول اکرم ﷺ کو جہاد کا حکم	435
رسول اکرم ﷺ کی اطاعت فرض ہے	423
رسول اکرم ﷺ کی خواہش	355
رسول اکرم ﷺ کو وحی کی پیروی کرنے کا حکم	641
رسول اکرم ﷺ ہدایت وحق لے کر مبعوث ہوئے	494
رسول کو غیر اللہ کے فیصلوں کی ضرورت نہیں	645
رسول اکرم ﷺ نے اپنی ذمہ داری ادا کردی	570
ریاکاری اور نام ونمود کی مذمت	362
ریاکاری کرنے والوں کو انتباہ	407
ریاکاری منافقین کی صفت ہے	476
ز	
زخموں کا قصاص	537
زمانہ جاہلیت کی رسومات کی تردید	659
زنا کے ابتدائی حکم کی تنسیخ	385
زندگی بعد الموت برحق ہے	599
زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں کی شرمندگی کا بیان	599
زندہ سے مُردہ اور مُردہ سے زندہ کی پیدائش	636
س	
ساری مخلوق اللہ ربّ العزّت ہی کی ہے	591
ستاروں کے فوائد	637
سچے مومنوں کے لئے اجر وثواب	562
سعادت مندوں کا بیان	419
سلام کرنے والے کو بغیر تحقیق کے قتل کرنا منع ہے	444
سوتیلی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے	388
سوتیلی ماں سے نکاح کرنیوالے کے لئے حکم	390
سود خوری حرام ہے	490
سورۂ نساء کی فضیلت	370
سیدھی راہ کون سی ہے؟	666
ش	
شانِ نزول (سورۂ انعام)	585
شراب، جوا اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ	565
شر پسند ہمیشہ سے ہیں	649
شرک اور بت پرستی کی ممانعت	557
شرک بھی اللہ کی مشیت پر موقوف ہے	642
شرک سب سے زیادہ سنگین گمراہی ہے	459
شرک سے بچو اور اللہ پر الزام نہ لگاؤ	495
شرک سے تمام اعمال ضائع ہوجاتے ہیں	630
شرک سے بچنے کا تاکیدی حکم	613
شرک کی ممانعت	664
شرک وبدعت کی کوئی سند نہیں	663
شرکیہ اعمال کی تردید	655
شریعت پر اپنی رائے مقدم کرنے والے منافق ہیں	533

شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم	504
شکار کے ذریعہ سے آزمائش	567
شوہر کا حصہ	382
شہداء کی زندگی	352
شہنشاہ حقیقی کے عذاب سے ڈر کر توحید اختیار کرنے کا حکم	468
شیطان بزدل بناتا ہے	355
شیطان پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی لعنت ہے	460
شیطان جن بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی	644
شیطان کا لوگوں کو بہکانا	656
شیطان کی تمنا	565
شیطان کے وعدے جھوٹے ہیں	461
شیطان گمراہ کرتا ہے	460
شیطانی وعدوں پر یقین کرنے والوں کو تنبیہ	461
ص	
صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے	569
صحبت صالح اختیار کرنے کا حکم	611
صلہ رحمی کی تاکید	371
صور پھونکے جانے کا بیان	623
ط	
طاقت کے باوجود ہجرت نہ کرنے والوں کا انجام	446
طلاق دیتے وقت مہر واپس لینا جائز نہیں	390
ظ	
ظالم ظالموں کا دوست ہوتا ہے	652
ظلم وحسد کا برا انجام	523
ع	
عابد، اللہ تعالیٰ کی حفاظت ومدد میں رہتے ہیں	512
عدل پر قائم رہنے کا حکم	471
عذاب دیکھ کر تمنا بیکار ہے	597
عذاب دینا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے	614
عذابِ الٰہی سے نجات زبردست کامیابی ہے	592
عذر شرعی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کا بیان	445
عقل مندوں کیلئے نشانیاں	364
علم وراثت	380
علمائے یہود کی بے پروائی کی مذمت	548
عمل کے مطابق جزا وسزا ہے	653
عورت کی تخلیق	370
عورتوں سے حسن معاشرت کا بیان	389
عورتوں کی اصلاح کا طریقہ	403
عہد پورا کرنے کا حکم	500
عیسائیوں کے باطل عقیدہ کی تردید	555
عیسائیوں کے کفریہ عقیدہ کی تردید	555
عیسیٰ علیہ السلام کی دعا	580
عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت	581
عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا اعلان	579
عیسائی مسلمانوں سے قریب تر ہیں	560
عیسائیوں کا شرک	515
عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے عیسائی ایمان لے آئیں گے	489
عیسیٰ علیہ السلام کو نعمتوں کی یاددہانی	578
عیسیٰ علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی	582
عیسیٰ علیہ السلام سے شرک کے بارے میں سوال	582
غ	
غروب ہونے والا معبود نہیں ہوسکتا	625
غیب جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے	615
غیر مسلموں سے دوستی کی ممانعت	542

ف	
فخر اور غرور کرنے والا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں	405
فرشتہ کو رسول بنا کر کیوں نہیں بھیجا گیا	589
فرقہ بندی کی مذمت	669
فضل کے مستحق	426
فضول سوالات سے ممانعت کی وجہ	572
فضول گفتگو کی ممانعت	458
ق	
قابیل نے دفن کا طریقہ کوّا سے سیکھا	525
قاتل پر قتل کا گناہ	524
قتل خطا (غلطی سے قتل) پر دو باتیں واجب ہیں	443
قتل کی کیفیت	524
قتل کے حکم سے مستثنیٰ منافقین	440
قتل مسیح علیہ السلام کا بے بنیاد دعویٰ	487
قتلِ عمد (جان بوجھ کر قتل کرنے) کی وعید	443
قرآن مجید میں غور و فکر کا حکم	434
قرض اور وصیت کے بعد ہی ورثہ تقسیم ہوگا	382
قرآن ایک مفصل اور روشن کتاب ہے	515
قرآن حکیم پر ایمان لانے کا حکم	413
قرآن سے صرف مومن ہدایت پاتے ہیں	641
قرآن کریم پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں	552
قرآن کریم پر عمل کرنے کی ترغیب	667
قرآن کریم کی عظمت	538
قرآن کریم کے ذریعہ سے لوگوں کو ڈرایا جائے	610
قرآن کریم لوگوں کو جہنم سے ڈرانے کیلئے اتارا گیا ہے	633
قرآن کریم میں احکام کا تفصیلی بیان ہے	395
قرآن کریم نور مبین ہے	497
قرآن مجید اللہ کی سیدھی راہ ہے	498
قرآن وحدیث چھوڑنے والے مسلمان نہیں	421
قسم کا کفارہ	564
قوم لوط کا عمل کرنے والے کے لئے حکم	386
قیامت اپنے وعدوں کے ساتھ عنقریب آ رہی ہے	654
قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں	668
قیامت کا دن اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے	585
قیامت کے دن برے اعمال برے اشکال میں ہونگے	600
قیامت کے دن بڑے سے بڑا فدیہ بھی رد کر دیا جائے گا	621
قیامت کے دن جنات کو ڈانٹ	652
قیامت کے دن عدل وانصاف سے فیصلہ ہوگا	670
قیامت کے دن کسی کی وکالت کام نہ آئے گی	454
قیامت کے دن کفار کی پریشانی	409
قیامت کے دن مشرکوں کے شریک گم ہو جائیں گے	595
قیامت کی یقین دہانی	438
قیامت کے دن بدترین سزا کے مستحق	547
قیامت کے دن صداقت کام آئے گی	584
ک	
کافر اور مرتد کی بخشش نہیں ہے	473
کافر حکمِ الٰہی سے جی چراتے ہیں	541
کافر و مومن کی مثال	649
کفار کے عیش و آرام سے دھوکہ نہ کھایئے	366
کفار کو قرآن فائدہ نہیں دیتا	596
کامل مومنین کی صفت	543
کبیرہ گناہ سے بچنے کی برکات	398
کتاب و نبوّت کا ملنا اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے	631
کتاب وسنت کی پیروی کرنا فرض ہے	458

کسی انسان کی بات کو شریعت کے حکم پر مقدم کرنا	648
کسی کا عمل ضائع نہیں جائے گا	408
کسی کی اس کے منہ پر تعریف نہ کرو	415
کفار ایمان لانے والے نہیں	644
کفار حسب خواہش شریعت مانتے ہیں	553
کفار دوسروں کو بھی ایمان سے روکتے ہیں	597
کفار سے دوستانہ تعلقات کی ممانعت	478
کفار سے دوستی کی ممانعت	545
کفار کا اذان ونماز کا مذاق اڑانا	546
کفار کا اللہ تعالیٰ پر الزام	573
کفار کا ایمان نہ لانا آپ ﷺ پر گراں گزرتا تھا	602
کفار کا باطل عقیدہ	598
کفار کا بے جا مطالبہ	588
کفار کبھی بھی دوزخ سے رہائی نہ پائیں گے	530
کفار کو جہنم کی وعید	510
کفار کو مسلمانوں پر فوقیت نہیں	416
کفار کو مہلت دینے کی حکمت	356
کفار کی مثال	604
کفار کی آخرت	530
کفار نشانیاں بھی ٹھکرا دیتے ہیں	649
کلالہ کے ورثاء	382
کلالہ کا بیان	498
کمزور مسلمانوں کا بیان	612
کمزور مسلمانوں کیلئے ہجرت نہ کرنے پر معافی	447
کنجوس لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو چھپاتے ہیں	407
کنجوسی کی مذمت	406
کیا جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ مقبول ہے؟	444

گ

گناہ ہلاکت کا باعث ہیں	587
گناہوں پر گناہگار ہی پکڑے جائیں گے	456
گناہوں کی وجہ سے یہود پر کئی حلال چیزیں حرام تھیں	489
گنہگار چھپ نہیں سکتے	454
گواہی انصاف سے دی جائے	509
گواہی اللہ کی رضا کے لئے دینے کا حکم	471

ل

لوگوں کو اللہ ہی صاحبِ اختیار واقتدار بناتا ہے	671
لوگوں کو خلاف شرع کاموں سے روکا جائے	621
لوگوں کے ایمان نہ لانے پر آپ ﷺ کا غمگین ہونا	601
لونڈی سے نکاح جائز ہے	394
لونڈی کی حلت	393
لونڈیوں سے نکاح کی اجازت	396

م

ماپ تول میں عدل وانصاف کا حکم	665
مال ودولت کی فراوانی کہیں عذاب الٰہی تو نہیں؟	606
ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم	664
مبلغ کا کام تبلیغ ہے، منوانا نہیں	619
مُتعہ حرام ہے	393
مجاہدین کی فضیلت	446
مجبوری کی حالت میں بقدر ضرورت حرام کی اجازت	660
محافظ فرشتوں کا بیان	616
محتاجی اور بیماری اللہ کی طرف سے انتباہ ہے	605
مراتب میں فرق	672
مرد عورت سے افضل ہے	401
مرد کا دُہرا حصہ اور عورت کا اکہرا حصہ	380

مساوات ہر پہلو سے ناممکن ہے	467
مسلمان اہل کتاب کی تعریف	368
مسلمان کس سے دوستی کریں	545
مسلمان محض رضائے باری تعالیٰ کیلئے لڑتے ہیں	429
مسلمانوں پر دو بڑی نعمتیں	508
مسلمانوں کا تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان ضروری ہے	483
مسلمانوں کا خون حلال نہیں	441
مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنا ضروری ہے	574
مسلمانوں کو ایمان کے تمام اصولوں پر حاوی ہونا چاہئے	472
مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ کرکے تبلیغ کرتے رہنا چاہئے	601
مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب	436
مسلمانوں کو سلام کا جواب دینے کا حکم	437
مسلمانوں کو ہر وقت دفاع کے لئے تیار رہنے کا حکم	427
مسلمانوں کی عزت کرنے کا حکم	612
مسیح بن مریم علیہ السلام کی تخلیق کس طرح ہوئی	495
مسیح علیہ السلام کے خلاف سازش	487
مسیح علیہ السلام معبود نہیں بلکہ اللہ کے بندہ اور رسول ہیں	557
مشرک اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا بڑا ظالم ہے	633
مشرک بھی مشکل وقت میں اللہ ہی کو پکارتے ہیں	605
مشرکوں سے برأت کے اعلان کا حکم	670
مشرکوں کی مذمت	638
مشرکین سے شرک کے بارے میں پوچھا جائے گا	595
مشرکین کا ذبیحہ حرام ہے	506
مشرکین کے خودساختہ قوانین	656
مشرکین کے لئے جنت حرام ہے	555
مصائب کے ذریعہ امتحان	356
مصلحت کی بنا پر کفار کے معبودوں کو برا کہنے کی ممانعت	642
مصیبت کی دوسری وجہ	350
منافقین کا برا طریقہ	434
منافقین کی مذمت	559
منافق اور مرتد دونوں کا انجام ایک جیسا ہے	473
منافق غیر مسلموں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرتے ہیں	542
منافق کفار سے دوستی کرتے ہیں	473
منافق مسلمانوں کے زوال کے منتظر رہتے ہیں	475
منافقین تردد کا شکار رہتے ہیں	477
منافقین کا بہانہ	351
منافقین کا بیان	440
منافقین کے برے اعمال	431
منافقین کیلئے آگ کا سب سے نچلا طبقہ ہے	478
منافقین گمراہی پھیلاتے ہیں	438
منافقین مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں	439
منافقین کی ایک خاص نشانی	427
منافقین کی مذمت	422
منافقین کی نادانی کا بیان	433
منہ بولے بیٹے کی بیوی حرام نہیں	392
موت یقیناً آئے گی	431
مومنوں کو جنت کی بشارت	510
مہاجرین اور شہداء کی فضیلت	365
مہر ادا کرنا ضروری ہے	374
میاں بیوی میں جدائی کی صورت میں حکم	468
میراث میں عورتوں کا حصہ بھی مقرر ہے	377
میاں بیوی میں نااتفاقی کا حل	403
میاں بیوی میں نااتفاقی	466
مُحرم پر خشکی کا شکار حرام ہے	569

محرم کیلئے دریائی شکار حلال ہے	568
ن	
نادانوں پر تصرفات کی پابندی	375
نافرمان اپنے (برے) انجام کے منتظر رہیں	654
نافرمان عذاب الٰہی کا شکار ہوں گے	592
نافرمان لوگوں کی عادات	425
نافرمانوں کی جگہ فرمانبردار پیدا کرنا اللہ کیلئے آسان ہے	543
نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے	594
نبی کریم ﷺ کی امت کیلئے شفاعت کی دعا	583
نجات کا دارومدار نیک اعمال پر ہے	462
نزول قرآن اللہ تعالیٰ کی حجت ہے	667
نشہ وجنابت کی حالت میں مسجد میں جانے کی ممانعت	410
نظام شمسی وقمری کی باقاعدگی	636
نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے	592
نماز خوف کی اقسام	449
نماز قصر کا بیان	449
نماز کی پابندی اور تقویٰ کا حکم	623
نماز خوف کے بعد اللہ کا ذکر کرنے کا حکم	451
نیک اعمال کرنے کا حکم	553
نیک خاتون کی چند نشانیاں	402
نیکی کا بدلہ نیکی ہے	436
نیکی کے کاموں میں آپس میں تعاون کرنے کا حکم	502
نیکیوں کا اچھا لگنا ہدایت کی نشانی ہے	650
نیند اور بیداری بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں	616
نیک اعمال کا سنت نبوی کے مطابق ہونا شرط ہے	464
نیک کام کرنے والوں کیلئے قیامت کے دن احترام	462
نیکیاں اور معافی قرب باری تعالیٰ کا ذریعہ ہیں	482
و	
وحی الٰہی کا انکار ہر معجزہ کا انکار ہے	643
وراثت میں حدود اللہ کو پامال کرنے پر وعید	383
ورثاء اور عصبہ کے حصے	381
ورثہ تقسیم کرتے وقت غیر وارثوں کو دینا بھی مستحب ہے	377
وصیت پر دو گواہ بنانے کا بیان	575
وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا افضل ہے	507
وضو کا بیان	507
وضو میں پاؤں دھونا واجب ہے	508
وقت گزر جانے کے بعد ہوش میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں	598
وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے	391
وہی ذبیحہ حلال ہے جس پر اللہ کا نام لیا جائے	646
ہ	
ہابیل نے تقویٰ کی وجہ سے مقابلہ نہیں کیا	523
ہٹ دھرمی کا انجام	613
ہجرت کی ترغیب	448
ہدایت وگمراہی رب کی حکمت پر موقوف ہے	663
ہر چیز کا خالق ومالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے	584
ہر نبی نے رسول اکرم ﷺ کی بشارت دی	594
ہر نفس کو موت آنی ہے	360
ہر فیصلہ کے ظہور کا ایک وقت ہے	619
ی	
یتیم جب بالغ ہو جائے تو اس کا مال اسے دیدیا جائے	376
یتیم کے اولیا کو ہدایات	376
یتیم کے مال کی حفاظت	372
یتیم لڑکیوں کا حکم	465
یتیموں کا مال کھانے سے بچنے کا حکم	665

یتیموں کا مال ناحق کھانے کی وعید	378
یہود پر ناخن والے جانور حرام کر دیئے گئے تھے	661
یہود کا اللہ تعالیٰ پر الزام	415
یہود کا برا انجام	559
یہود کا بے بنیاد دعویٰ	414
یہود کی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی شانِ اقدس میں گستاخی	550
یہود کی بدنیتی	535
یہود کی گستاخی	358
یہود کے ایک باطل عقیدہ کی تردید	359
یہود و نصاریٰ کا غلط طریقۂ زندگی	558

یہود پر اللہ کی پھٹکار ہے	416
یہود پر عذاب کے اسباب	512
یہود پر موسیٰ علیہ السلام کی بددعا	521
یہود کا مریم صدیقہ علیہا السلام پر شرمناک الزام	486
یہود کی حقیر تجارت	411
یہود کی ہٹ دھرمی	484
یہود کے بڑے گناہ	486
یہودی اور مشرک مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں	560
یہودی تحریف (اصل مفہوم بدلنے) کے عادی ہیں	412

اس تفسیر میں اضافہ و ترمیم کے وقت جن تفاسیر سے مدد لی گئی ہے ان کے نام یہ ہیں :-

❶ معارف القرآن (مولانا مفتی محمد شفیع) ❷ تفہیم القرآن (مولانا ابو الاعلیٰ مودودی)
❸ ضیاء القرآن (پیر محمد کرم شاہ الازہری) ❹ تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن (ڈاکٹر محمد لقمان السلفی)
❺ تفسیر الطبری (ابوجعفر محمد بن جریر الطبری) ❻ فتح القدیر (محمد بن علی الشوکانی)

تفسیر پڑھنے سے پہلے یہ اصول سمجھنے انتہائی ضروری ہیں

❶ اللہ تعالیٰ ہی تمام جہانوں کا مالک اور حقیقی معبود ہے۔ اسی نے انسان کو سمجھنے کی قوت، بھلائی اور برائی کی تمیز دے کر پیدا کیا ہے۔

❷ دنیا ایک امتحان گاہ ہے۔ دنیا میں اسلامی قوانین کے مطابق انسان زندگی گزارے گا تو اس کیلئے جنت ہے ورنہ جہنم۔

❸ قرآن کریم ایک مفصل ہدایات نامہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور یہ دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

❹ قرآن مجید کا مرکزی مضمون ''انسان اور ہدایات برائے انسان'' ہے اس لئے اسے سمجھنے کی بھرپور کوشش کیجئے۔

❺ قرآن کریم میں مرکزی مضمون کے ساتھ ساتھ توحید باری تعالیٰ اور حقوق العباد کی ادائیگی پر بھی زور دیا گیا ہے۔

❻ قرآن کریم میں بیان کردہ احکام کو اچھی طرح سمجھا جائے اور ان پر عمل کرنے کی بھی بھرپور کوشش کی جائے۔

❼ تفسیر کے مطالعہ کے دوران کسی مقام پر اگر کوئی سوال ذہن میں آئے تو کسی مستند عالم سے جواب معلوم کیا جائے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿164﴾

بے شک اللہ نے مومنوں پر (بڑا) احسان فرمایا ہے کہ ان ہی میں سے ایک ایسا رسول (ﷺ) مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، انہیں (گناہوں سے) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و دانائی (سنت) کی تعلیم دیتا ہے، جبکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔ ﴿164﴾

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ

(جنگ اُحد کے دن) جب تمہیں تکلیف پہنچی تو تم کہنے لگے کہ یہ مصیبت (ہم پر) کیسے

آیت 164: رسول اکرم ﷺ کی بعثت نعمت عظمیٰ ہے:

بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر عظیم احسان ہے کہ ہم جیسے ہی ایک انسان کو نبی بنا کر بھیجا ہے جس کا رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا اور تمام معمولات ہماری طرح ہیں۔ اگر آپ ﷺ فرشتہ، نور یا کسی اور مخلوق میں سے ہوتے تو ہم یہ فوائد آپ ﷺ سے حاصل نہیں کرسکتے تھے، نبی اکرم ﷺ ہمارے لئے بہترین نمونہ اسی صورت میں ہی بن سکتے ہیں کہ آپ ﷺ ہماری جنس (بشر) سے ہوں، کیونکہ ایک انسان جن مراحل سے گذرتا ہے کوئی اور مخلوق اس کی مکلّف نہیں۔ مثلاً کھانا، پینا، روزی کی بھاگ دوڑ، محنت و مشقت، تکلیف و پریشانی اور دیگر انسانی لوازمات کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور آخرت کی فکر۔ آپ ﷺ نے یہ سب عملی طور پر کرکے دکھایا۔ اگر آپ ﷺ کسی اور مخلوق میں سے ہوتے تو کوئی یہ اعتراض کرسکتا تھا کہ آپ ﷺ کو تو دنیا کی کوئی فکر نہیں، آپ ﷺ عبادت نہیں تو اور کیا کریں گے؟ کتاب وحکمت سے یہاں قرآن وسنت مراد ہے۔ (مزید معلومات کیلئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر الکہف 18: آیت 110)

قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿165﴾

آئی؟ حالانکہ (جنگِ بدر میں) تم نے اس سے دگنی تکلیف کفار کو پہنچائی تھی۔ آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ یہ (مصیبت) تمہارے اپنے (برے) اعمال کا نتیجہ ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ ﴿165﴾

وَمَاۤ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿166﴾

اور (جنگِ اُحد کے دن) جب دو لشکر آپس میں لڑے، اس دن تمہیں جو بھی تکلیف پہنچی وہ اللہ کے حکم سے پہنچی اور یہ اس لئے ہوا کہ اللہ دیکھ لے کہ مومن کون ہیں؟ ﴿166﴾

آیت 165: جنگِ اُحد کی مصیبت کا بیان:- جنگِ احد کے دن مسلمانوں پر یہ مصیبت آئی کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوگئے اور کچھ زخمی ہوئے اور خود رسول اکرم ﷺ بھی زخمی ہو گئے جو سب سے بڑی مصیبت تھی۔ مسلمانوں کو آگاہ کیا جارہا ہے کہ تم اس سے قبل جنگِ بدر میں کفار کو اس سے دگنی مصیبت پہنچا چکے ہو۔ اب گھبرا کر یہ کہتے ہو کہ یہ مصیبت ہم پر کیوں آئی؟ یہ تمہاری ہی غلطیوں اور نافرمانیوں کا نتیجہ ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:- ''بدر کے موقع پر کفار کے 70 قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا تھا، اگلے سال اس کی سزا یہ بھگتنا پڑی کہ 70 صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ مسلمانوں کے میدانِ جنگ سے پاؤں اکھڑ گئے۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے، خود (لوہے کی ٹوپی جو جنگ میں استعمال ہوتی ہے) کی کیلیں آپ ﷺ کی پیشانی میں پیوست ہوگئیں۔'' (ابن ماجہ)

آیات 166 تا 167: مصیبت کی دوسری وجہ:- مسلمانوں کو جنگ اُحد کے دن تکالیف اور غم کا سامنا اس لئے کرنا پڑا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی صف سے منافقین کو واضح کرنا چاہتے تھے چنانچہ اس دن مومن ثابت قدم رہے اور منافقین نے جنگ سے راہِ فرار اختیار کی جیسا کہ عبد اللہ بن اُبی منافق کا جب جنگ کے بارے میں مشورہ نہ مانا گیا تو وہ اپنے 300 ساتھیوں سمیت جنگ میں شریک نہ ہوا اور واپس مدینہ چلا گیا، راستہ میں انہیں مسلمانوں

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ
لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا
لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ
اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ
بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿167﴾

اور (یہ اس لئے بھی ہوا کہ) اللہ دیکھ لے کہ منافق کون ہیں؟ اور جب اُن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو یا (شہر مدینہ کا) دفاع کرو تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم جہاد جانتے ہوتے تو تمہارا ساتھ ضرور دیتے۔ یہ لوگ اُس دن ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ وہ اپنے منہ سے ایسی باتیں کہہ رہے تھے جو ان کے دلوں میں نہیں تھیں اور وہ جو کچھ چھپا رہے تھے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ ﴿167﴾

اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَ
قَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ

یہ وہی لوگ ہیں جو خود تو پیچھے بیٹھے رہے اور اپنے بھائیوں کے بارے میں (جو لڑائی میں مارے گئے تھے) کہنے لگے اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو قتل نہ ہوتے۔

کی ایک جماعت ملی، انہوں نے ان منافقین کو واپس جنگ میں شریک ہونے کی رغبت دلائی مگر انہوں نے یہ بہانہ بنا کر اپنی جان چھڑا لی کہ ہم اسے جہاد سمجھتے ہی نہیں، اگر ہم اسے جہاد سمجھتے ہوتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے۔ آپ لوگ اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے لئے جارہے ہیں، اس لئے ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ منافقین کفار کے زیادہ قریب اور ان کے زیادہ ہمدرد ہوتے ہیں۔

آیت 168: منافقین کا بہانہ:

یہ آیت ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جو میدان جنگ میں نہیں گئے تھے۔ جب انہیں مسلمانوں کی شہادت کی خبر ملی تو کہنے لگے کہ اگر وہ لوگ ہماری بات مانتے اور جنگ کیلئے نہ

قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿168﴾

آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو پھر موت کو اپنے آپ سے ٹال کر دکھا دینا۔ ﴿168﴾

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿169﴾

ان لوگوں کو مردہ نہ سمجھو جو اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) شہید ہوگئے بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں ان کے رب کے ہاں رزق بھی دیا جاتا ہے۔ ﴿169﴾

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ

جو کچھ اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اُس پر وہ بہت خوش ہیں اور اُن (مومنوں) کے بارے میں بھی خوشی محسوس

نکلتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے تو ذرا اپنی موت کو ٹال کر تو دکھاؤ۔

آیات 169 تا 171: شہداء کی زندگی :- اگر چہ شہداء اس دنیا میں شہید کر دیئے جاتے ہیں لیکن ان کی روحیں زندہ ہیں، جنہیں عالم برزخ میں روزی دی جاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ''شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے جسم میں ہوتی ہیں، وہ جنت کے پھل کھاتی ہیں اور عرش سے لٹکی ہوئی قندیلوں میں آرام کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو عزت و اکرام کا معاملہ کیا ہے، اس سے بہت خوش ہیں اور دنیا میں ان کے جو مومن بھائی رہ گئے ہیں ان کے بارے میں سوچ سوچ کر خوش ہوتی ہیں کہ انہیں بھی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کوئی خوف لاحق نہ ہوگا اور نہ ہی کسی بات کا غم ہوگا اور وہ جنت کی نعمتوں سے مستفید ہونگے۔'' (بخاری، مسلم) ❷ '' شہید کے علاوہ کوئی بھی جنتی دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کریگا۔ صرف شہید دنیا میں واپس آنے کی خواہش کرتا ہے اس لئے کہ وہ شہادت پر ملنے والے اکرام کا مشاہدہ کر چکا ہوتا ہے۔'' (مسلم)

بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿170﴾

کرتے ہیں جو ابھی تک ان سے نہیں ملے لہٰذا ان پر نہ خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ ﴿170﴾

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿171﴾ ع

وہ اللہ کی نعمت اور فضل حاصل ہونے پر بہت ہی خوشی محسوس کرتے ہیں اور بے شک اللہ مومنوں کا اَجر ضائع نہیں کرتا۔ ﴿171﴾

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿172﴾ ج

یہی وہ لوگ ہیں، جنہوں نے (جہاد کے دوران) زخم لگنے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا حکم مانا، ان میں سے جن لوگوں نے بھی اچھے کام کئے اور پرہیزگاری اختیار کی ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔ ﴿172﴾

آیات 172 تا 173: جنگ حمراء الاسد کا بیان:

مشرک جب مسلمانوں کو اُحد کے میدان میں شکست دیکر اپنے شہروں کی طرف واپس جانے لگے تو راستہ میں یہ سوچ کر افسوس کرنے لگے کہ ہم نے مدینہ والوں پر بھرپور حملہ کیوں نہیں کیا تا کہ فیصلہ مکمل ہوجاتا اور سارا جھگڑا ہی ختم ہوجاتا۔ یہ سوچ کر انہوں نے دوبارہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جب اس حملہ کی مسلمانوں کو اطلاع ملی تو ان کا ایمان مزید بڑھ گیا اور انہوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے)۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو بلا کر فرمایا: ”قبل اس کے کہ مشرکین ہم پر حملہ کریں، آپ لوگ مشرکین کا پیچھا کرو تا کہ وہ تم سے مرعوب ہوجائیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ابھی تم میں قوت و چستی باقی ہے“۔ مسلمان زخمی ہونے کے باوجود آپ ﷺ

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿173﴾

اِن ہی میں سے (کچھ) لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف (کفار کی) فوج جمع ہوچکی ہے، پس تم اُن سے ڈرو، اس بات نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کردیا اور انہوں نے کہا کہ اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ ﴿173﴾

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿174﴾

آخر کار وہ لوگ اللہ کا فضل اور نعمت لے کر لوٹے۔ انہیں کوئی (بھی) تکلیف نہیں پہنچی اور انہیں اللہ کی رضا کی پیروی کرنے کی سعادت (بھی) حاصل ہوئی اور اللہ بہت زیادہ فضل کرنے والا ہے۔ ﴿174﴾

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ

یہ شیطان ہی تو ہے جو تمہیں اپنے دوستوں

کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مشرکین کے تعاقب میں روانہ ہوگئے۔ چنانچہ ابوسفیان جو حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنارہا تھا اسے جب مسلمانوں کے پیچھا کرنے کی خبر ملی تو مرعوب ہوکر اپنے ساتھیوں سمیت واپس مکہ روانہ ہوگیا اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے خوف وہراس ڈال دیا۔ اسے جنگِ حمراء الاسد سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے کہ جب مسلمان کفار کے تعاقب میں مقام حمراء الاسد جو مدینہ سے 8 میل کے فاصلہ پر تھا، پہنچے تو کفار مرعوب ہوکر واپس چلے گئے۔ نیز اس آیت کریمہ میں ان مومنوں کی تعریف بیان کی جارہی ہے جنہوں نے زخم کھانے کے بعد بھی رسول اکرم ﷺ کے حکم کی فوراً تعمیل کی۔

آیت 174: اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کا صلہ:- جب مسلمانوں نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بھرپور مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کا خوف ان سے دور فرمادیا اور مسلمان اپنے شہر میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے صحیح وسالم خیریت سے لوٹ آئے، ان پر دشمن

اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿175﴾

(کفار) سے ڈراتا ہے تم ان سے نہ ڈرو، صرف مجھ (اللہ) ہی سے ڈرو۔ اگر تم (سچے) مومن ہو۔ ﴿175﴾

وَ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿176﴾

(اے نبی ﷺ) جو لوگ کفر میں سبقت کررہے ہیں، ان کی سرگرمیاں آپ کو غمگین نہ کریں، بے شک وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کیلئے کوئی حصّہ (باقی) نہ رکھے اور ان کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔ ﴿176﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ

بے شک جن لوگوں نے ایمان کے بدلہ میں کفر کو خرید لیا وہ اللہ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچاسکیں گے

کا کوئی بھی داؤ نہ چل سکا اور نہ ہی انہیں کوئی تکلیف پہنچی۔

آیت 175: شیطان بزدل بناتا ہے:- اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ شیطان تمہیں اپنے دوستوں اور پیروکاروں کا خوف دلانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے، لیکن تم ان سے نہیں ڈرو، کیونکہ مسلمان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

آیت 176: رسول اکرم ﷺ کی خواہش:

رسول اکرم ﷺ چاہتے تھے کہ تمام لوگ اسلام لے آئیں اور دن رات اسی کوشش میں لگے رہتے تھے، لیکن بہت سے لوگ آپ ﷺ کی تکذیب اور مخالفت کرتے تھے، اُن کے کفر و شرک کی نجاست میں گرنے سے آپ ﷺ کو سخت صدمہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دلاسا دے رہے ہیں کہ اگر یہ خود آگ میں گر رہے ہیں تو گرنے دیں، آپ ﷺ اس بات کا غم نہ کریں اس لئے کہ یہ لوگ خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿177﴾

اور ان ہی کو دردناک عذاب ہوگا۔ ﴿177﴾

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿178﴾

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں یہ ان کیلئے بہتر ہے، ہم تو انہیں اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ وہ گناہوں میں اور بڑھ جائیں اور ان کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔ ﴿178﴾

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ

اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم اس وقت ہو، یہاں تک کہ وہ پاک کو ناپاک سے علیٰحدہ کردے

آیت 177: اللہ تعالیٰ کو کفار کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے:- کفار اور مشرکین نے ایمان کے عوض کفر، توحید کے عوض شرک اور ثواب کے عوض عذاب خریدا۔ اس سے یہ لوگ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ یہ خود ہی اپنے آپ کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا رہے ہیں۔

آیت 178: کفار کو مہلت دینے کی حکمت:

دنیا میں کفار کو جو مہلت دی جارہی ہے اس سے وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ مہلت ان کے حق میں بہتر ہے۔ انہیں تو صرف اس لئے مہلت دی جارہی ہے کہ وہ کفر اور سرکشی میں مزید آگے بڑھتے جائیں اور ان کے گناہوں میں مزید اضافہ ہوجائے، پھر آخرت میں یہ رسوا کن عذاب میں مبتلا ہوجائیں۔ (مزید معلومات کیلئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیات 182 تا 183)

آیت 179: مصائب کے ذریعہ امتحان:- مومنوں کو مصائب میں مبتلا کرکے ان کا امتحان لیا جاتا ہے تاکہ دوست اور دشمن کا حال معلوم ہوجائے، کھرے کھوٹے میں تمیز ہوجائے اچھا اور برا الگ ہوجائے۔ یہاں مصائب سے جنگِ اُحد والے مصائب مراد ہیں، جن سے مسلمانوں کی بہادری، جاں نثاری، ثابت قدمی اور صبر و استقلال کا امتحان لیا گیا تھا۔

اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿179﴾

اور اللہ تمہیں غیب کی باتیں نہیں بتانا چاہتا، لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے (غیب کی باتیں بتانے کیلئے) چن لیتا ہے اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہیں بہت بڑا اَجر ملے گا۔ ﴿179﴾

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ

اور جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے بہت کچھ عطا فرمایا ہے اور وہ اس میں کنجوسی کرتے ہیں تو وہ اس کنجوسی کو اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بہت ہی برا ہے۔ جس مال میں انہوں نے کنجوسی کی قیامت کے دن اُسی (مال) کے طوق انہیں پہنائے جائیں گے اور آسمان

اللہ ربّ العزّت خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے کس کے دل میں نفاق ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ مصائب کے ذریعہ امتحان لیکر مسلمانوں پر واضح کرنا چاہ رہے ہیں کہ کون منافق اور کون مومن ہے؟

آیت 180: بخل کی برائی :- بخیل کا جمع کردہ مال آخرت میں اس کے کام آنے والا نہیں بلکہ بعض دفعہ دنیا میں بھی یہ مال وبال جان ثابت ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اس مال کا اسے طوق پہنایا جائیگا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ''جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتا، قیامت کے دن وہ مال اس کے لئے گنجا سانپ بنادیا جائے گا جو اس کے پیچھے پیچھے رہے گا اور وہ اس سے (ڈر کر) بھاگتا پھرے گا مگر وہ سانپ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا اور وہ سانپ کہتا رہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ (اٰل عمران 3 آیت 180)

وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿180﴾

و زمین کی ملکیت اللہ ہی کی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ ﴿180﴾

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿181﴾

اللہ نے ان لوگوں کی بات یقیناً سن لی ہے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں۔ ہم ان کی باتیں لکھ رہے ہیں اور ان کا انبیا (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرنا بھی لکھ رہے ہیں اور (قیامت کے دن) ہم ان سے کہیں گے کہ لو اب آگ کا عذاب چکھو۔ ﴿181﴾

تلاوت فرمائی''۔(ترمذی) ❷ ''اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے مال دے رکھا ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا تو وہ مال قیامت کے دن دو نقطوں والے گنجے سانپ کی شکل میں آکر اس کے گلے کا طوق بن جائیگا اور اس کی باچھیں چیر کر کہے گا (ڈرتا کیوں ہے) میں تو تیرا خزانہ ہوں''۔(بخاری)

آیت 181: یہود کی گستاخی :- جب سورۂ بقرہ 2: آیت 245 اتری، (ترجمہ) ''کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پس اللہ اسے خوب بڑھا چڑھا کر دے۔'' تو یہود نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اے محمد ﷺ کیا آپ کا رب محتاج ہوگیا ہے جو بندوں سے قرض مانگتا ہے۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔ (ابن ابی حاتم۔عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) یہودیوں کے ایک عالم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں ایسے اللہ کی ضرورت نہیں جو فقیر ہو اور ہم سے مانگے، وہ تو ہمارا محتاج ہے، اگر وہ غنی ہوتا تو ہم سے کیوں مانگتا؟ اور وہ اللہ ہمیں تو سود لینے اور دینے سے منع کرتا ہے اور خود سود دیتا ہے، اگر مالدار ہوتا تو سود کیوں دیتا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے بارے جب یہ نازیبا الفاظ سنے تو اس عالم کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا اور کہا کہ اگر ہمارا تم سے معاہدہ نہ ہوتا تو میں تمہیں قتل کر دیتا۔ چنانچہ وہ یہودی آپ ﷺ کی عدالت میں یہ مقدمہ لے کر حاضر ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿182﴾

یہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا بدلہ ہے اور بے شک اللہ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔ ﴿182﴾

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ نے ہم سے یہ عہد لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک کہ وہ کوئی ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ جلا دے، آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے تمہارے پاس انبیا (علیہم السلام) بہت سی

تو انہوں نے کہا کہ اس یہودی عالم نے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ بات کہی تھی جس پر مجھے غصہ آگیا اور میں نے اسے اس کی سزا دی ہے۔ یہودی عالم اپنی بات سے مکر گیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ یہ یہودی جو کچھ کہہ رہے ہیں، ہم اسے تحریر میں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ گستاخی، انبیا کا قتل کرڈالنا، رسول اکرم ﷺ کی تکذیب اور ان کے علاوہ دوسرے کرتوتوں کی انہیں سخت سزا ملے گی۔

آیت 182: برے اعمال کا بدلہ:- قیامت کے دن لوگوں کو جو عذاب دیا جائے گا، وہ ان کے برے اعمال کے بدلہ میں ہوگا، جو کہ سراسر انصاف پر مبنی ہوگا، کیونکہ خالق اپنی مخلوق پر کبھی بھی ظلم نہیں کیا کرتا۔

آیات 183 تا 184: یہود کے ایک عقیدہ کی تردید:

یہود کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں، جب تک اس کا یہ معجزہ نہ دیکھ لیں کہ اس نبی کی امت میں سے کسی کے صدقہ کو آسمانی آگ آکر جلاڈالے۔ یہود سے کہا جارہا ہے کہ اس نبی ﷺ سے پہلے بڑے بڑے انبیائے کرام علیہم السلام تمہارا مطلوبہ معجزہ بھی لیکر آئے، پھر تم نے ان کی مخالفت کیوں کی؟ انہیں

وَ بِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿183﴾

نشانیاں اور وہ نشانی بھی لے کر آئے جس کا تم مطالبہ کر رہے ہو پھر تم نے انہیں قتل کیوں کیا؟ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ ﴿183﴾

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ﴿184﴾

(اے نبی ﷺ) اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلا رہے ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی کئی ایسے انبیا (علیہم السلام) جھٹلائے گئے جو کھلی نشانیاں، صحائف اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔ ﴿184﴾

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿185﴾

ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اور قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ پس اُس دن جسے آگ سے دور رکھا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو وہ یقیناً کامیاب ہو جائے گا اور دنیا کی زندگی صرف دھوکہ کا سامان ہے۔ ﴿185﴾

ناحق قتل کیوں کیا؟ دراصل تم کسی بھی نبی پر ایمان لانا اور اس کی پیروی کرنا ہی نہیں چاہتے۔

آیت 185: ہر نفس کو موت آنی ہے:- ہر ذی روح کو موت آنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر ذی روح فنا ہونے والا ہے۔ انسانوں اور جنوں کی طرح فرشتے بھی فنا ہو جائیں گے اور سب کو موت آئے گی۔ دوام اور بقا صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات کو ہے، جو ایک ہے اور سب پر غالب ہے۔ (پڑھئے ترجمہ وتفسیر الرحمٰن 55: آیات 26 تا 27)

دنیاوی زندگی میں مالدار اور عزت والا ہونا حقیقی کامیابی نہیں بلکہ حقیقی کامیابی تو یہ ہے کہ قیامت کے دن جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-

لَتُبْلَوُنَّ فِيْۤ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿186﴾

یقیناً تمہیں تمہارے اموال اور جانوں کے ذریعہ آزمایا جائے گا اور تم اپنے سے پہلے والے اہل کتاب اور مشرکین سے ضرور تکلیف دہ باتیں سنو گے۔ پس اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ ﴿186﴾

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ

اور (یاد کرو) جب اللہ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا کہ تم اس کتاب کو لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرو گے اور اسے ہرگز نہیں چھپاؤ گے، تو انہوں نے اس عہد کو

---

❶ ”جو شخص دوزخ سے بچنا اور جنت میں جانا پسند کرے اسے ایمان کی حالت میں ہی موت آنی چاہئے۔“ (مسلم) ❷ جنت میں بالشت بھر جگہ مل جانا دنیا اور دنیا میں موجود سب چیزوں سے بہتر ہے۔“ (بخاری، مسلم)

آیت 186: جہاد کا حکم ملنے سے پہلے صبر کرنے کا حکم تھا:- جنگِ بدر سے پہلے اہل کتاب اور مشرکین مسلمانوں کو بہت سی ایذا رسانی کی باتیں سناتے تھے، اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو صبر سے کام لینے اور اپنے عذاب سے ڈرنے کی نصیحت کی۔ مومن دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمایا جاتا ہے، کبھی مال و جائیداد سے، کبھی بیماری اور آفت سے اور کبھی دیگر شدید قسم کی مصیبتوں سے۔ اس کا ایمان اس سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کیلئے اور جنت کے حصول کیلئے بخوشی کڑی سے کڑی آزمائش برداشت کرتا رہے۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اللہ عزّ وجل کے اسی حکم کے مطابق اہل کتاب و مشرکوں سے درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی ایذاؤں پر صبر و ضبط سے کام لیتے تھے۔ یہاں

ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿187﴾

پس پشت ڈال دیا اور اسے تھوڑی قیمت پر ہی بیچ ڈالا ۔ پس بہت ہی برا کاروبار تھا جو انہوں نے کیا۔ ﴿187﴾

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿188﴾

یہ لوگ جو اپنے برے اعمال پر خوش ہورہے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کے ناکردہ اعمال پر بھی ان کی تعریف کی جائے، انہیں آپ عذاب سے محفوظ نہ سمجھیں، انہیں دردناک عذاب ہوگا ۔ ﴿188﴾

تک کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جہاد کا حکم بھیج دیا۔ (ابن ابی حاتم)

آیت 187: اہل کتاب کی مذمت:

اس آیت میں اہل کتاب کی مذمت ہے اور انہیں ڈانٹا گیا ہے کہ ان سے انبیا علیہم السلام کی زبانی رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لے لیا گیا تھا اور یہ بھی اقرار لیا گیا تھا کہ آپ ﷺ کا ذکرِ خیر لوگوں میں پھیلاتے رہیں اور لوگوں کو آپ ﷺ کی اطاعت پر آمادہ کرنے میں سرگرم رہیں اور جب آخری پیغمبر تشریف لے آئیں تو ان کے فرماں بردار بن کر رہیں اور ان کی ہر طرح سے مدد اور حمایت کریں لیکن انہوں نے لوگوں سے آپ ﷺ کی صفات چھپالیں اور جس بھلائی کا وعدہ لیا گیا تھا اس کو دنیا کی تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ ڈالا۔ یہ کتنا برا سودا اور کس قدر حقیر بدلہ تھا۔ اس میں خصوصاً علما کو بھی انتباہ ہے کہ اہل کتاب جیسا سودا نہ کرو ورنہ جو وبال ان پر آیا تھا وہ تم پر بھی آسکتا ہے۔

آیت 188: ریا کاری اور نام ونمود کی مذمت:

اس آیت مبارکہ میں ایسے تمام لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو ریاکاری اور نام ونمود کی خاطر

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿189﴾

اور آسمانوں اور زمین میں بادشاہت صرف اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ ﴿189﴾

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿190﴾

بے شک آسمان وزمین کی تخلیق ، رات اور دن کے باری باری آنے جانے میں، اہل عقل کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ ﴿190﴾

الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا

جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد

کام کرتے ہیں یا کام تو کم کرتے ہیں لیکن اس سے زیادہ کا اظہار کرتے ہیں یا جو خوبی ان کے اندر نہیں ہوتی اسے اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بارے میں کوئی جھوٹا دعویٰ کیا تا کہ لوگوں کے سامنے بڑائی کا اظہار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا وقار گھٹا دیتا ہے۔ (مسلم) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب کسی غزوہ میں جاتے تو منافقین پیچھے رہ جاتے تھے اور اپنی اس چالاکی پر خوش ہوتے اور آپ ﷺ کی واپسی کے بعد آپ ﷺ کے پاس آ کر عذر پیش کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ جو خیر کا کام انہوں نے نہیں کیا ہے، اس پر بھی ان کی تعریف ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری، مسلم)

آیات 189 تا 190 : توحید کے دلائل :

ان آیات میں یہود کے گستاخانہ انداز کو رد کیا جارہا ہے اور کائنات کے تمام لوگوں کو بتایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تو سب کا رب ، مالک اور معبود حقیقی ہے، ہر چیز اسی کے قبضہ وقدرت میں ہے اور ہر چیز کا تصرف اسی کے پاس ہے۔ وہ فقیر کیوں کر ہوسکتا ہے؟ ساری کائنات اسی کی محتاج، آسمان و زمین کی پیدائش ، لیل و نہار کی گردش، موجیں مارتا ہوا سمندر ، نہروں اور دریاؤں کی روانی ، بلند وبالا پہاڑ ، ہرے بھرے درخت اور کھیت ، نباتات اور بوٹیاں، نیز کائنات کی ہر نعمت اور ہر مخلوق میں اللہ عزّ وجل اور اس کی قدرتِ کاملہ پر ایمان لانے کیلئے

وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿191﴾

کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) اے ہمارے رب، تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو ہر عیب سے پاک ہے۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ ﴿191﴾

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿192﴾

اے ہمارے رب، جسے تو نے آگ میں داخل کردیا اسے تو نے ذلیل کردیا اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ ﴿192﴾

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۣ

اے ہمارے رب، ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا، جو ایمان کی طرف دعوت دے رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ

بہت سی نشانیاں ہیں جن سے عقلمند نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

آیات 191 تا 194: عقل مندوں کیلئے نشانیاں:

ان آیات میں ان نیک لوگوں کا تذکرہ ہورہا ہے جو ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ آسمان و زمین اور ان کی تخلیق کی حکمت سمجھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تاکہ خالق کی عظمت و قدرت، اس کے اختیارات و تصرفات اور مہربانیوں کا تھوڑا بہت اندازہ لگا سکیں۔ جہنم میں جانا بڑی زبردست رسوائی ہے اور ظالم ہی جہنم میں جاتے ہیں، ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہوگی کہ تمام اگلے پچھلے انسان جمع ہوکر مجرم کی رسوائی کا مشاہدہ کر رہے ہونگے اور وہ سب کے سامنے اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہوگا، کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انہیں چھڑالے۔ لہٰذا عقل مند جہنم کے عذاب سے اللہ ربّ العزّت

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿193﴾

تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب، ہمارے گناہ معاف فرمادیجئے اور ہماری خطاؤں سے درگزر فرمایئے اور ہمیں نیک لوگوں کیساتھ موت دیجئے۔ ﴿193﴾

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿194﴾

اے ہمارے رب ، ہمیں وہ چیز یں عطا فرمایئے جن کا آپ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا، بے شک آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ ﴿194﴾

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ

پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ میں کسی مرد یا عورت کے نیک عمل کو ضائع نہیں کرونگا،

کی پناہ طلب کرتے رہتے ہیں اور یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب، ہماری کوتاہیوں اور گناہوں کو نظرانداز کیجئے ،ہمیں معاف فرمادیجئے ، ہمارا شمار نیک لوگوں میں کیجئے ، آپ نے جو اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرمایئے اور ہمیں میدانِ حشر میں رسوا نہ کیجئے ۔ بلاشبہ آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے ۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''انسان کو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس قدر ندامت وشرمندگی ہوگی کہ وہ تمنا کریگا کہ کاش جہنم ہی میں چلا جاؤں۔'' (مسند احمد) کفار قیامت کے دن یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہمیں مٹی بنادیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں اسی ندامت سے بچنے کیلئے دعا مانگنے کی تلقین کی ہے۔

آیت 195: مہاجرین اور شہداء کی فضیلت:- اس آیت میں مہاجرین اور شہداء اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکالیف برداشت کرنا پڑی تھیں، چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں ، سب کیلئے اجر وثواب کا بیان ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ

ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿195﴾

تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔ پھر جن لوگوں نے ہجرت کی اور وہ اپنے گھروں سے نکالے گئے اور انہیں میری راہ میں تکلیف بھی دی گئی اور انہوں نے جہاد کیا اور وہ شہید ہوگئے۔ میں ان کے گناہوں کو ضرور معاف کردونگا اور انہیں ایسی جنت میں داخل کرونگا جس کے نیچے نہریں جاری ہونگی۔ اللہ کی جانب سے انہیں یہ اجر ملے گا اور اللہ ہی کے پاس بہترین اجر ہے۔ ﴿195﴾

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿196﴾ ۭ

(اے نبی ﷺ) کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ ﴿196﴾

اللہ نے قرآن میں عورتوں کی ہجرت کا ذکر نہیں فرمایا، اس پر یہ آیت اتری۔ (عن سعید بن منصور رحمہ اللہ) عبادات، دعائیں اور ثواب کے کاموں میں مرد وعورت کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ سب برابر ہیں، ہر ایک کو اس کی محنت کا پھل ملے گا۔ جس نے شرک چھوڑ کر ہجرت کی، جنہیں اللہ کی راہ میں تکلیف دی گئی اور جو قتل کئے گئے، ان سب کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور ان کے لئے ایسی جنت ہے، جس کے نیچے نہریں جاری ہونگی۔ گناہوں کی معافی ملنا اور پھر جنت میں داخلہ ہوجانا جس کے مقابلہ میں کوئی جگہ نہیں ان کی سب سے بڑی کامیابی یہی ہوگی۔

آیات 196 تا 197: کافروں کے عیش وآرام سے دھوکہ نہ کھایئے:

اللہ ربّ العزّت رسول اکرم ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ کافروں کے عیش و آرام، دولت

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۚ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿197﴾

یہ تھوڑا سا فائدہ ہے، پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ ﴿197﴾

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿198﴾

لیکن جو لوگ اپنے رب (کے عذاب) سے ڈرتے رہے ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کی طرف سے انکی مہمان نوازی ہوگی اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کیلئے بہت ہی بہتر ہے۔ ﴿198﴾

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

اور بے شک اہل کتاب میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ پر اور اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور جو (کتب)

وثروت اور ناز ونعمت سے دھوکہ نہ کھائیں، یہ سب نعمتیں ان سے چھن جانے والی ہیں اور عنقریب یہ اپنی بداعمالیوں کا شکار ہوجانے والے ہیں کیونکہ ہم نے انہیں مزید گناہوں میں ڈوب جانے کے لئے مہلت دیدی ہے تاکہ یہ ذرا سا دنیاوی فائدہ اٹھالیں اور آخر خالی ہاتھ لوٹ کر ہی جانا ہے اور وہاں انکا ٹھکانا جہنم ہوگا جو بدترین جگہ ہے۔

(مزید معلومات کیلئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر یونس 10: آیات 69 تا 70 اور المومن 40: آیت 4)

آیت 198: پرہیزگاروں کا بیان:

اس آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزّت کے عذاب سے ڈرنے والوں کا بیان ہے کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں مہمان بنیں گے اور ان کیلئے نعمتوں والی جنتیں ہونگی جو کہ نیک لوگوں کیلئے بہترین جگہ ہے۔ اَبْرَارْ سے مراد نیکوکار ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-

''ابرار اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے ماں باپ اور اولاد کے ساتھ نیکی کرتے ہیں، ماں باپ

اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿199﴾

ان کی طرف نازل کی گئیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں، وہ اللہ کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنے والے ہیں ، وہ اللہ کی آیات تھوڑی سی قیمت کے بدلہ نہیں بیچتے ان کا اجر ان کے رب کے پاس موجود ہے بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ ﴿199﴾

کی طرح تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے''۔(ابن ابی حاتم)

آیت199: مسلمان اہل کتاب کی تعریف:

یہاں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرمارہے ہیں کہ اہل کتاب کی ایک جماعت مخلص ایمان والی ہے، ان کا قرآن پر بھی ایمان ہے اور تمام سابقہ آسمانی کتب پر بھی،وہ اللہ کے فرماں بردار و تابعدار ہیں اور اسی کے آگے عاجزی کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات سے دنیا کی تھوڑی سی پونجی نہیں خریدتے یعنی رسول اکرم ﷺ کی نشانیوں کو چھپا کر دنیا کی عزت اور مال و دولت نہیں لیتے۔ آپ ﷺ اورآپ ﷺ کی امت کے اوصاف جو آسمانی کتب میں ہیں، بغیر کمی و زیادتی کئے بیان کردیتے ہیں۔ یہ اہل کتاب میں بہترین وممتاز لوگ ہیں خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی۔ رحمت عالم ﷺ پر ایمان لاکر اب یہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ جب جعفرطیار رضی اللہ عنہ نے شاہ حبشہ نجاشی کے سامنے سورۂ مریم تلاوت کی۔ اس وقت دربار میں اراکین سلطنت اور علما بھی موجود تھے، تو نجاشی رونے لگا اور اس کے ساتھ درباری بھی آبدیدہ ہو گئے یہاں تک کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔ یہ سب چونکہ متعصب اہل کتاب نہیں تھے اس لئے آپ ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید پر ایمان لے آئے چنانچہ جب شاہِ حبشہ کی وفات ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خبر دے کر فرمایا کہ تمہارا حبشی بھائی فوت ہوگیا ہے اس کی (غائبانہ) نمازِ جنازہ پڑھو پھر آپ ﷺ نے میدان میں نکل کر صفیں قائم کرکے اس کیلئے (غائبانہ) نمازِ جنازہ پڑھائی۔(بخاری) ان اہل کتاب کو دہرا اجر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿200﴾

اے ایمان والو، صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو اور ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہو اور اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔ ﴿200﴾

ملے گا جنہوں نے اپنے نبی کی بھی پیروی کی اور جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ کی بھی پیروی کی ایک اجر تو آپ سے پہلے والے نبی پر ایمان لانے پر اور دوسرا آپ ﷺ کی پیروی پر۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''ان اہل کتاب کو دہرا اجر ملے گا، جو اپنے نبی اور مجھ پر بھی ایمان لائے۔'' (بخاری، مسلم)

آیت200: دین اسلام پر قائم رہنے کی ہدایت:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دین پر ثابت قدم رہنے کا حکم دیا ہے یعنی تنگی ہو یا فراخی، آرام ہو یا تکلیف، رنج ہو یا خوشی ہر حالت میں اسلام پر قائم رہو اور احکامِ اسلام کے پابند رہو کسی حالت میں بھی اسلام نہ چھوڑو اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی کا خوف دل میں بسائے رکھو۔

صبر کی تلقین:- اس آیت میں مسلمانوں کو صبر کرنے اور ایک دوسرے کو بھی صبر کی تلقین کا حکم دیا جارہا ہے۔ تکلیف پر صبر کرنا نہایت ہی احسن عمل ہے۔ قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کی تعریف بیان فرمائی ہے اور اہلِ ایمان کو تکلیف اور مصیبت کے وقت صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کو بھی کہا ہے۔

(پڑھئے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیت 45 اور 153)

نیز کچھ مقامات پر اللہ تعالیٰ نے صبر کی تلقین کرنا ایمان والوں کا شیوہ بتایا ہے۔

(پڑھئے تفسیر البلد 90: آیت 17 اور العصر 103: آیت 3)

★ سورہ اٰل عمران کی آخری دس آیات بڑی فضیلت والی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ جب تہجد کیلئے رات کو اٹھتے تو سورۂ اٰل عمران کی آخری دس آیات (اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ سے آخر سورت تک) تلاوت کیا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ

سورۂ نسآء مدنی ہے اس میں 176 آیات اور 24 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ

اے لوگو ، اپنے رب (کے عذاب) سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے دنیا میں بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو

سورۂ نسآء کی فضیلت :- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سورۂ نساء کی پانچ آیات اس قدر پیاری ہیں کہ میں انہیں دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے بھی زیادہ محبوب سمجھتا ہوں۔ آیت نمبر 31، 40، 47، 64 اور 110۔ (حاکم)

آیت 1: عورت کی تخلیق :

اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں جن کو شمار کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسی نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے ان کی بیوی اماں حوا علیہا السلام کو پیدا کیا تا کہ وہ ان کی قربت سے سکون اور راحت حاصل کریں۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے بیویوں کو پیدا کیا تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کا جذبہ پیدا کیا۔'' (الروم 30: آیت 21) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ''عورت مرد کی پسلی سے پیدا ہوئی اور پسلی کا بالائی حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر فائدہ اُٹھاؤ گے تو ٹیڑھے پن کی حالت ہی میں فائدہ اٹھا سکو گے۔'' (بخاری، مسلم)

تقویٰ کا بیان :- اس آیت میں تقویٰ کا حکم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو اکیلا

وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱

جس کا واسطہ دیکر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ داری کو توڑنے سے بچو۔ بے شک اللہ تم سب پر نگران ہے۔ ۝۱

ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کی قدرت پر غور کرو کہ اس نے تم سب کو ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا پھر ان سے ان کی بیوی اماں حوا علیہا السلام کو پیدا کیا پھر ان دونوں سے تمام انسان پیدا کئے، انسان کی مختلف انواع وصفات، مختلف رنگ و روپ، مختلف شکلیں وصورتیں اور مختلف زبانیں ہیں پھر انہیں لوٹ کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی کے پاس جانا ہے اور محشر میں جمع ہونا ہے۔ جس نے انہیں زمین پر پھیلا دیا، وہی انہیں محشر کے دن اکٹھا کرے گا۔ پھر حکم دیا گیا ہے کہ جس اللہ تعالیٰ کا نام لیکر تم ایک دوسرے سے رشتہ داری اور صلہ رحمی کا سوال کرتے ہو۔ اسی کے عذاب سے ڈرو اور اس کی اطاعت میں لگے رہو۔ اللہ عزّوجل سے اس لئے بھی ڈرتے رہنا چاہیئے کہ آدمی اللہ عزّ وجل کا نام لیکر ہی اپنی کوئی حاجت کسی کے سامنے رکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ مسئول کے دل میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا جو تصور ہے اس کے پیشِ نظر وہ اس کی مانگ پوری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت مبارکہ میں اسی کا تقاضا کر رہے ہیں کہ آدمی بھی اسی اللہ کی عبادت کرے اور اسی کے عذاب سے ڈرتا رہے۔

صلہ رحمی کی تاکید:- اللہ عزّ وجل صلہ رحمی (رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے) کی تاکید کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اس اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو جس کی قسمیں کھا کر عہد و پیمان کرتے ہو اور کسی صورت میں بھی کئے ہوئے عہد نہ توڑو اور قطع رحمی سے بچ کر صلہ رحمی اختیار کرو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ''رحم (صلہ رحمی) عرش سے معلق ہے، وہ کہتی ہے کہ جو مجھے جوڑے (یعنی صلہ رحمی کرے) اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) جوڑے اور جو مجھے کاٹے (یعنی قطع رحمی کرے) اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے کاٹ دے''۔ (بخاری)

معلوم ہوا کہ رشتہ داروں سے قطع تعلقی اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب ہے

وَ اٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ﴿2﴾

اور یتیموں کا مال ان کے حوالے کردو اور ان کی اچھی چیز کے بدلہ گھٹیا چیز نہ دو اور نہ ہی ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھانے کی کوشش کرو۔ بے شک (یتیموں کا ناحق مال کھانا) یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ﴿2﴾

اور جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوا اس سے بڑھ کر اور کون بد بخت ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ صحیح احادیث میں بھی صلہ رحمی کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے کہ صلہ رحمی سے عمر بڑھتی ہے اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔ لہٰذا اللہ عزّ وجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا : اللہ تعالیٰ تمہارے تمام حالات اور اعمال سے باخبر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی اس طرح عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ مقام (عبادت) حاصل نہ ہو تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے“۔ (بخاری)

نکاح کے خطبہ میں یہ آیت بھی پڑھنی چاہئے۔ آپ ﷺ جب نکاح کا خطبہ پڑھتے تو قرآن کریم کی 3 آیات پڑھتے تھے جن میں سے ایک آیت یہ بھی ہے۔ (اس کے علاوہ دو آیات اٰلِ عمران 3: آیت 102 اور الاحزاب 33: آیت 70 نکاح کے خطبہ میں پڑھنا مسنون ہیں۔) (ترمذی)

آیت 2: یتیم کے مال کی حفاظت:

اس آیت میں یتیموں کے مال کی حفاظت کا حکم دیا جارہا ہے کہ جب یتیم اچھی طرح سے بالغ ہوجائیں تو بلا خیانت و کمی کے انہیں ان کا پورا مال ان کے حوالہ کردو۔ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر اسے ہضم کرنے کی نیت نہ رکھو، جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں حلال روزی دی ہے تو حرام کی طرف کیوں جاتے ہو اور صاف وستھری روزی چھوڑ کر گندی روزی کی طرف کیوں رخ کرتے ہو۔ تم پر یتیموں کا مال کھانا حرام کردیا گیا ہے لہٰذا اسے کھانے سے پرہیز کرو۔

وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ؕ ﴿3﴾

اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں (سے شادی) کے معاملہ میں انصاف نہ کرسکو گے تو دوسری پسندیدہ دو دو، تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کرسکتے ہو اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ (ان بیویوں کے درمیان) انصاف نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی (بیوی) یا تمہاری ملکیت کی لونڈی کافی ہے۔ ناانصافی سے بچنے کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ ﴿3﴾

آیت 3: بلا مہر یتیم لڑکی سے نکاح کی ممانعت:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی کی ولایت میں ایک یتیم لڑکی تھی جس کی ملکیت میں کھجور کا ایک باغ تھا، اس باغ کے لالچ میں اس نے لڑکی کو پسند نہ کرتے ہوئے بھی اس سے شادی کرلی، نہ اس کے پاس جاتا تھا اور نہ ہی اسے طلاق دیتا تھا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری) اگر کسی کے پاس کوئی یتیم لڑکی ہو اور وہ اس سے نکاح کرنا چاہے مگر یہ بھی اندیشہ ہو کہ وہ اسے مکمل مہر نہ دے سکے گا یا اس سے انصاف نہ کرسکے گا تو اس سے نکاح نہیں کرنا چاہئے بلکہ وہ کوئی اور عورت تلاش کرلے۔

بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں کی ممانعت:

دوٗ، دوٗ یا تینٓ، تینٓ یا چارٓ، چارٓ سے مراد دوٗ یا تینٓ یا چارٓ ہیں۔ کسی لفظ کو تکرار کے ساتھ لانے سے اس کے دگنے ہونے کی دلیل نہیں بنتی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو آسمان و زمین کا (بغیر نمونہ کے) پیدا کرنے والا ہے اور دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے فرشتوں کو قاصد بناتا ہے''۔ (فاطر 35: آیت 1)

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ﴿4﴾

اور عورتوں کو ان کا حق مہر بخوشی ادا کردیا کرو اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ (حق مہر) تمہیں چھوڑ دیں تو تم اسے خوشی سے کھا سکتے ہو۔ ﴿4﴾

یعنی کسی فرشتہ کے دو پر ہوتے ہیں، کسی کے تین اور کسی کے چار۔

غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے عقد میں دس بیویاں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ:۔ ''ان میں سے 4 کو چن لو باقی کو طلاق دے دو۔'' (ترمذی)

اگر متعدد بیویوں میں مساوات قائم نہ رکھنے کا ڈر ہو تو ایک ہی بیوی کافی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام عورتوں کے حقوق کا بہت زیادہ خیال رکھتا ہے۔ عورت کی حق تلفی کا معمولی بھی خطرہ پیدا ہوا تو اس کیلئے بھی حکم خاص کردیا کہ جہاں عورتوں کی حق تلفی کا خطرہ پیدا ہو وہاں ایک ہی بیوی سے نکاح کرو۔

آیت 4: مہر ادا کرنا ضروری ہے:

نِحْلَةً سے فرض کردہ مہر یا واجب رقم مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ حکم فرمارہے ہیں کہ عورتوں کے مہر جو واجب یا فرض ہیں خوشی خوشی ادا کر دو، جیسے ہدیہ خوشی خوشی دیا جاتا ہے اور مہر متعین کرتے وقت نیت صحیح ہونی چاہئے کہ یہ عورت کا حق ہے جو اسے ملنا چاہئے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ عورتوں کا مہر خود لیتے تھے اور انہیں کچھ بھی نہیں دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس برے عمل سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ شادی کے وقت عورتوں کا مہر ضرور متعین کرو اور ان کا حق ان کو ضرور دو البتہ بیوی اپنی رضامندی سے اگر مہر کا کچھ حصہ شوہر کو معاف کردے تو اس کا استعمال جائز ہے۔ اگر بیوی حیا کی وجہ سے یا شوہر کی بداخلاقی یا برے برتاؤ کے ڈر سے ایسا کرتی ہے اور شوہر اسے قبول کرلیتا ہے تو یہ قرآنی تعلیم کی خلاف ورزی ہے۔

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿5﴾

اور اپنا مال ناسمجھ لوگوں کے حوالہ مت کرو جسے اللہ نے تمہارا ذریعہ معاش بنایا ہے اور اس میں سے ان (نادانوں) کے کھانے اور پہننے کا انتظام کرتے رہو اور ان سے اچھی بات (نرم لہجہ میں) کہو۔ ﴿5﴾

وَ ابْتَلُوا الْیَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ

اور یتیموں کی اصلاح کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ اگر تم ان میں سمجھداری دیکھ لو تو ان کا مال ان کے

آیت 5 : نادانوں پر تصرفات میں پابندی:

نادانوں کو مال دیکر انہیں تصرف کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ یہ مال ان کی زندگی کا ذریعہ ہے۔ جس سے تجارت کرکے روزی کمائی جاتی ہے۔ ناسمجھوں کو کاروبار اور تصرف سے روک دیں کیونکہ وہ کم عقلی کی وجہ سے اپنا موجودہ سرمایہ بھی کھو سکتے ہیں۔

روکنے کی کئی صورتیں ہیں۔ کبھی انسان کو کم سنی کی وجہ سے تصرف سے روک دیا جاتا ہے کیونکہ وہ گفتگو کے ڈھنگ سے نا واقف ہوتا ہے۔ کبھی دیوانگی کی وجہ سے، کبھی عقل و دیانت کی کمی کی وجہ سے اور کبھی افلاس کی وجہ سے یعنی چاروں طرف سے قرض میں گھرا ہوا ہے اور موجودہ مال ادائے قرض کے لئے نا کافی ہے تو اس کے مال کو تصرف سے روکا جائے اور اس سے ولی خود تجارت کرے یا اس کے بالغ اور عقلمند ہونے تک انتظار کرے تاکہ وہ خود تجارت کرکے قرضوں کو اتار سکے۔ قَوْلًا مَّعْرُوْفاً سے دل خوش کرنے والی بات مراد ہے اور حسن اخلاق سے پیش آیا جائے۔ اہل وعیال کا اور خدام و ماتحت لوگوں کا نان ونفقہ کفیل پر واجب ہے اور ان سے محبت و پیار اور حسن اخلاق سے پیش آیا جائے۔ ولی پر ایسے لوگوں کے مال کی حفاظت اپنے مال کی طرح کرنا واجب ہے۔

وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ﴿6﴾

حوالہ کردو اور فضول خرچی کرتے ہوئے ان کے بڑے ہونے سے پہلے جلدی جلدی ان کا مال کھانے کی کوشش نہ کرو اور جو مالدار ہو وہ (یتیم کا مال) کھانے سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے اور جو غریب ہو وہ اپنی مناسب مزدوری کے مطابق کھاسکتا ہے، پھر جب یتیموں کا مال ان کے سپرد کرو تو اس پر گواہ بھی بنالیا کرو۔ (یاد رکھو) اللہ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔ ﴿6﴾

آیت 6: یتیم جب بالغ ہوجائے تو اس کا مال اسے دیدیا جائے:

لڑکوں میں بلوغت کی نشانی احتلام ہے یا ان کی عمر 15 سال تک پہنچ جائے اور اگر ان میں سمجھداری اور ہوشیاری آجائے تو ان کا مال بغیر کسی تاخیر کے ان کے حوالہ کردینا چاہئے اور اس پر کچھ لوگوں کو گواہ بھی بنانا چاہئے تاکہ بعد میں کسی مسئلہ کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ان میں اگر سمجھداری نہ ہو، چاہے عمر زیادہ ہو تو ان کا مال ان کے حوالہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے پاس رکھ کر کوئی تجارت کرکے آنے والی آمدنی سے ان نادانوں کا خرچ چلانا چاہئے۔

یتیم کے اولیاء کو ہدایات:- اس آیت کریمہ میں یتیم کے اولیا کو ہدایت دی جارہی ہے کہ یتیم کے مال میں فضول خرچی نہ کرو اور اس نیت سے کہ وہ بڑے ہوجائیں گے تو ان کو مال واپس دینا پڑیگا، جلدی جلدی خرچ نہ کرو بلکہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرو۔ اگر یتیم کا ولی خود مالدار ہے تو اس کا مال کھانے سے پرہیز کرے کیونکہ یتیم کا مال کھانا اس کیلئے حرام ہے اور اگر غریب ہے اور یتیم کے مال کی دیکھ بھال اور اس میں کاروبار کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کیلئے کوئی دوسرا کام نہیں کرسکتا اور یتیم کے مال کی دیکھ بھال نہ کرنے سے یتیم کا

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿7﴾

والدین اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس میں مردوں کا حصہ بھی ہے اور عورتوں کا بھی، چاہے وہ مال کم ہو یا زیادہ اس میں ہر ایک کا (اللہ کی طرف سے) مقرر کیا ہوا حصّہ ہے۔ ﴿7﴾

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿8﴾

اور اگر وراثت کی تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار، یتیم اور مساکین موجود ہوں تو اس مال میں سے انہیں بھی کچھ نہ کچھ دیدو اور ان سے نرمی سے بات کرو۔ ﴿8﴾

مال ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو اپنی ضرورت اور اپنی محنت کی مناسبت سے مزدوری لے لے لیکن حق خدمت اعلانیہ لے اور اس کا حساب رکھے۔

آیت 7: میراث میں عورتوں کا حصہ بھی مقرر ہے:

زمانہ جاہلیت میں لوگ میت کی نرینہ اولاد کو ترکہ دیدیا کرتے تھے، عورتوں اور بچوں کو قطعی محروم کردیتے تھے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل ترکہ میں سب کو حق حاصل ہے اگرچہ میت کے قریب اور دور کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے ان کے حصوں میں فرق ہے خواہ حقیقی رشتہ دار ہوں یا زوجیت کی وجہ سے رشتہ دار بنے ہوں۔

آیت 8: ورثہ تقسیم کرتے وقت غیر وارثوں کو دینا بھی مستحب ہے:

اگر تقسیم میراث کے وقت غیر وارث عزیز یعنی دور کے رشتہ دار یا کوئی یتیم یا فقیر آجائیں تو ان کا دل رکھنے کیلئے کچھ مال انہیں دے دینا چاہئے، یہ عمل مستحب ہے۔

وَ لْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿9﴾

اور لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے نابالغ (کمزور) اولاد چھوڑ جاتے تو انہیں ان کے متعلق کیسا خوف لاحق ہوتا لہٰذا انہیں اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہنا چاہئے اور درست بات کہنی چاہئے ۔ ﴿9﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ

جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاجاتے ہیں وہ حقیقت میں اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ

آیت 9 : خلافِ شرع وصیت کی اصلاح :- یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہے جس کے سامنے کوئی شخص مرتے وقت وارثوں کو نقصان دہ وصیت کر جائے۔ رسول اکرم ﷺ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''اے اللہ کے رسول ﷺ ، میرے پاس مال ہے اور میری ایک ہی لڑکی ہے۔ کیا میں دو تہائی صدقہ کردوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:- ''نہیں'' انہوں نے کہا کہ آدھا حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا:- ''نہیں'' انہوں نے کہا '' ایک تہائی حصہ'' آپ ﷺ نے فرمایا:- '' جی ہاں اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے، تمہارا اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جانا فقیر چھوڑ جانے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں''۔ (بخاری ، مسلم) نیز اس آیت میں یتیم کے ولی کو انتباہ ہے کہ وہ یتیم کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے جیسا کہ وہ چاہے گا کہ اس کی موت کے بعد اس کے چھوٹے بچوں کے ساتھ دوسرے لوگ کریں۔

آیت 10 : یتیموں کا مال ناحق کھانے کی وعید :

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کیلئے سخت وعید ہے جو یتیموں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں۔ دنیا میں ناحق کھایا جانے والا مال قیامت کے دن ان کے پیٹوں میں آگ بن کر بھڑکے گا۔

بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿10﴾

بھرتے ہیں اورعنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے ۔ ﴿10﴾

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم فرمارہے ہیں کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے، اگرلڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو انہیں(ترکہ کا) دو تہائی ملے گا اور اگر ایک لڑکی ہے تو اسے (ترکہ کا) آدھا ملے گااور اگر میت کی اولاد بھی ہو اور والدین بھی (زندہ ہوں) تو والدین میں سے ہرایک کا چھٹا حصہ ہے۔اگر میت کی اولاد نہ ہو

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ’’سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔‘‘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ وہ کون کون سے گناہ ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا:-’’ شرک کرنا، جادو کرنا یا کروانا ، ناحق قتل کرنا، سود خوری، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے بھاگنااور پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔‘‘(بخاری) ❷ ’’ معراج والی رات میں نے بہت سے ایسے آدمی دیکھے کہ ہرایک کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان پر بہت سے فرشتے مسلط تھے جوان کی باچھیں چیر کر آگ کے پتھر ان کے منہ میں ٹھونس رہے تھے جوان کے پاخانہ کے راستہ سے باہرنکل جاتے تھے اور وہ چیخ رہے تھے۔‘‘ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا:-’’یہ ناحق یتیموں کا مال کھانے والے ہیں،ابھی تو یہ آگ ہی کھارہے ہیں،عنقریب جہنم میں بھی ڈالے جائیں گے۔‘‘ (ابن ابی حاتم)

وَوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَيُّهُمۡ اَقۡرَبُ لَكُمۡ

اور اس کے وارث صرف والدین ہوں تو ماں کا تہائی حصہ ہے اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے۔ یہ تقسیم میت کی وصیت اور اس کا قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی۔ تم نہیں سمجھ سکتے کہ فائدہ کے لحاظ سے تمہارے والدین اور تمہاری اولاد میں سے کون زیادہ قریب ہے۔

آیت 11 : علم وراثت :- یہ آیت، اس کے بعد والی آیت اور اس سورت کی آخری آیت علم وراثت کے بارے میں ہیں۔ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سعد رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں ہیں ان کے باپ جنگِ اُحد میں شہید ہوگئے ہیں۔ ان بچیوں کے چچا نے ان کے تمام مال پر قبضہ کرلیا ہے اور ان کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ بغیر مال کے ان کا نکاح بھی نہیں ہوسکتا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-''اس بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا''۔ پھر آیت میراث اُتری آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچیوں کے چچا کو بلا کر فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی بچیوں کو دو تہائی اور بیوی کو آٹھواں حصّہ دیدو۔ باقی مال تمہارا ہے۔ (ابوداؤد، مسند احمد۔عن جابر رضی اللہ عنہ)

مرد کا دُہرا حصّہ اور عورت کا اکہرا حصّہ مقرر کرنے کی حکمت :

زمانہ جاہلیت میں عورتوں اور بچوں کو محروم رکھا جاتا تھا اور سارا ورثہ مَردوں کو دیدیا جاتا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے میراث کا حکم نازل فرما کر مرد کا دو اور عورت کا ایک حصّہ مقرر فرمایا، کیونکہ مرد کے ذمہ پورے خاندان کی کفالت ہوتی ہے، اسے کاروبار کے لئے سرمایہ درکار ہوتا ہے نیز وہ محنت کرکے کما کرلاتا ہے اس لئے اس کا دگنا حصّہ مقرر کرنا ہی مناسب تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شروع اسلام میں مرنے والے کا مال اولاد کا ہوتا تھا اور ماں

نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾

یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصّے ہیں۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ ﴿۱۱﴾

باپ اگر زندہ ہوتے تو ان کیلئے وصیت کی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں سے جو چاہا منسوخ فرمادیا۔ مرد کا دو حصّہ ، ماں باپ کا چھٹا یا تہائی، بیوی کا آٹھواں یا چوتھائی اور شوہر کا چوتھائی یا آدھا حصّہ مقرر کیا۔ (بخاری) زندگی میں ماں باپ اگر اولاد کو کوئی تحفہ دینا چاہیں تو بیٹے اور بیٹی کو برابر دیں یعنی بیٹے کو دگنا نہ دیں۔

ورثاء اور عصبہ کے حصّے :

عصبہ میت کے ان رشتہ داروں کو کہتے ہیں جن کو ورثہ کی تقسیم کے بعد بچا ہوا مال دیا جاتا ہے اور اگر میت پر قرض ہو اور میت کا ترکہ قرض کی ادائیگی کیلئے کم ہو تو وہ قرض عصبہ ادا کریں گے۔ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر ایک وارث کا حصّہ بیان فرمایا ہے کہ مرد کا حصّہ دو عورتوں کے برابر ہے یعنی کسی فوت شدہ شخص کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے اور ترکہ میں تین روپے چھوڑے ہیں تو لڑکے کو دو روپے اور لڑکی کو ایک روپیہ ملے گا۔ اگر دو یا اس سے زیادہ لڑکیاں ہوں اور کوئی لڑکا نہ ہو تو سب لڑکیوں کو دو تہائی حصّہ ملے گا باقی مال عصبہ میں تقسیم ہوگا۔ اس لئے کہ اسی سورت کی آخری آیت میں دو بہنوں کا حصّہ دو تہائی مال اور ان کی ماں کو آٹھواں حصّہ مقرر کیا گیا ہے ، باقی عصبہ کو دیا جائے گا۔ ایک لڑکی ہو تو اس کو آدھا مال ملے گا اور اولاد کے ساتھ اگر باپ اور ماں بھی ہوں تو باپ کو چھٹا اور ماں کو بھی چھٹا حصّہ ملے گا اور عصبہ کی حیثیت سے باپ کو دوسرا چھٹا حصّہ بھی ملے گا، اگر صرف ماں باپ ہوں تو ماں کو تیسرا اور باقی مال باپ کو ملے گا۔ اگر ماں کے ساتھ میت کی بیوی یا شوہر ہو تو شوہر کو آدھا ، بیوی کو چوتھائی اور ماں کو باقی مکمل مال ملے گا۔ اگر ماں باپ کے ساتھ میت کے بھائی بھی ہوں تو بھائیوں کو باپ کی موجودگی میں کچھ نہیں ملے گا، لیکن بھائیوں کی موجودگی میں ماں کو

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ

اور تمہاری بیویوں کی اگر اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ سے تمہارا آدھا حصّہ ہے۔

تہائی مال کے بجائے چھٹا حصّہ ملے گا اور ایک بھائی کی موجودگی میں ماں کو تہائی مال ہی ملے گا۔اگر باپ اور ماں کے علاوہ کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو باقی مال باپ کو ملے گا۔ اہل علم کہتے ہیں کہ بھائی کی موجودگی میں ماں کا حصّہ کم اور باپ کا زیادہ حصّہ اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ بھائیوں کی شادی اور خرچہ کا کفیل باپ ہوتا ہے ماں نہیں ۔

قرض اور وصیت کے بعد ہی ورثہ تقسیم ہوگا:

تمام علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرض وصیت پر مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تقسیم وراثت قرض کی ادائیگی کے بعد ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی حکمت والے ہیں اور ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھتے ہیں اس لئے حقدار ہی کو حق دیتے ہیں۔

شوہر کا حصّہ :- بیوی کی میراث میں شوہر کا آدھا حصّہ ہے بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو ورنہ چوتھائی ہے۔اور اگر اولاد زندہ نہ ہو تو پوتا ، پوتی بیٹا و بیٹی کے مانند ہیں۔

بیوی کا حصّہ :- بیویوں کو شوہر کے مال میں سے چوتھائی حصّہ ملے گا اگر اولاد نہ ہو ورنہ آٹھواں حصّہ ہے اس آٹھواں حصّہ میں تمام بیویاں برابر برابر حصّہ دار ہیں۔

کلالہ کا بیان :

قرآن کریم کی اصطلاح میں (کلالہ) اس آدمی یا عورت کو کہتے ہیں کہ جس کا نہ باپ زندہ ہو نہ دادا ، نہ اولاد، نہ پوتا، نہ پوتی اور ماں کی طرف سے اس کا کوئی بھائی یا بہن ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو سب تہائی مال میں شریک ہوں گے اور یہ ترکہ قرض کی ادائیگی اور وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہی تقسیم کیا جائیگا۔

كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ

اور اگر ان کی اولاد ہو تو پھر چوتھا حصہ ہے اور وراثت کی تقسیم ان کی وصیت پوری کرنے اور قرضہ ادا کرنے کے بعد ہوگی اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو (تمہاری وراثت میں) بیویوں کا چوتھا حصہ ہے، اور اگر اولاد ہو تو آٹھواں حصہ ہے اور یہ تقسیم تمہاری وصیت کو پورا کرنے اور تمہارے قرضہ کی ادائیگی کے بعد ہوگی اور اگر میت کلالہ ہو (جس کے نہ ماں باپ زندہ ہوں اور نہ ہی اولاد ہو) خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس کا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر بہن بھائی زیادہ ہوں...

اور اگر کلالہ کی ماں کی طرف سے بھائی بہنیں ہوں تو اس صورت میں ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا اور اگر زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہونگے، جبکہ میت کے سگے بھائی عصبہ بنیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''جن کے حصّہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیئے ہیں، پہلے انہیں دو، اس کے بعد جو بچ جائے وہ سب سے قریبی مرد رشتہ داروں کو دے دو۔'' (بخاری)

آیات 12 تا 14: وراثت میں حدود اللہ کو پامال کرنے پر وعید:

یہ فرائض وحقوق کے حصے جو اللہ عزّ وجل نے ورثاء کے لئے مقرر فرمائے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ

شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَآ اَوۡ دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ﴿12﴾

تو وہ سب ایک تہائی حصہ میں شریک ہونگے اور یہ تقسیم وصیت کو پورا کرنے اور ادائیگی قرض کے بعد ہوگی۔ جب کہ وہ (وصیت میں) کسی کو نقصان پہنچانے والا نہ ہو اور یہ وصیت اللہ کا حکم ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑا بردبار ہے۔ ﴿12﴾

تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿13﴾

یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود ہیں اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی ان میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ ﴿13﴾

کی حدود ہیں۔ ان سے آگے بڑھنا حرام ہے۔اسی لئے جو ان حدود کا خیال رکھتا ہے اور مقررہ حصّہ میں کمی بیشی نہیں کرتا وہی جنتی ہے۔ اسے اپنی کامیابی پر خوش ہونا چاہئے۔ اس کے برعکس جو اللہ تعالیٰ کا حکم بدل ڈالے،اس کی تقسیم پر راضی نہ ہو اور ورثاء کو کم یا زیادہ دے یا انہیں بالکل ہی محروم کردے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرکے جہنم میں داخل فرمائیں گے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' ایک شخص 70 سال تک نیک عمل کرتا رہتا ہے لیکن وصیت کے وقت ظلم کرجاتا ہے پھر اس کا خاتمہ اسی برے عمل پر ہوجاتا ہے تو وہ جہنم کا حقدار بن جاتا ہے۔ دوسرا شخص 70 سال تک برے عمل کرتا رہتا ہے لیکن وصیت کرتے وقت انصاف کرجاتا ہے پھر اس کا خاتمہ اسی اچھے عمل پر ہوجاتا ہے تو وہ جنت کا حقدار بن جاتا ہے''۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم چاہو تو النسآء 4: آیت 13 پڑھ لو۔ (مسند احمد)

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿14﴾

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا اور اس کی (مقررکردہ) حدود سے تجاوز کرے گا تو اللہ اسے ایسی آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہوگا۔ ﴿14﴾

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى

تمہاری عورتوں میں سے جو بھی زنا کا ارتکاب کریں تو ان پر چار مردوں کی گواہی لو اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند کردو یہاں تک کہ...

آیت 15: زنا کے ابتدائی حکم کی تنسیخ:

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں کسی عورت کی بدکاری کا صحیح ثبوت مل جاتا تو اسے گھر میں نظر بند کردینے کا حکم تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور 24: آیت 2 نازل کی اور یہ نظر بندی کا حکم کنواری عورت اور مرد کیلئے کوڑوں سے اور شادی شدہ عورت و مرد کیلئے رجم سے بدل دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-''اللہ نے زنا کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے راہ نکال دی ہے۔ شادی شدہ مرد یا شادی شدہ عورت زنا کا ارتکاب کرے تو انہیں سنگسار کردیا جائے اور کنوارا مرد یا کنواری عورت زنا کا ارتکاب کرے تو انہیں سو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کیلئے جلا وطن کردیا جائے''۔ (مسلم) شادی شدہ زانی مرد یا زانیہ عورت کیلئے صرف رجم ہی کافی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ماعز اسلمی، غامدیہ قبیلہ کی عورت اور دو یہودی زانیوں کو رجم کرنے کا حکم فرمایا تھا اور کوڑے نہیں لگوائے تھے۔

يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿15﴾

انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکال دے۔ ﴿15﴾

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿16﴾

اورتم میں سے جو دو مرد بدفعلی (اغلام بازی) کریں تو انہیں سزا دو پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے درگزر کرو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔ ﴿16﴾

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ

اللہ صرف ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو لاعلمی کی وجہ سے کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں پھر

آیت 16: قومِ لوط کا عمل کرنے والے کے لئے حکم:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ''مجھے سب سے زیادہ اپنی امت پر جس گناہ کا ڈر ہے وہ قوم لوط کا عمل ہے۔'' (ترمذی۔عن جابر رضی اللہ عنہ)

❷ ''جو شخص قوم لوط کا عمل کرے اس پر لعنت ہو۔'' (ابن عباس رضی اللہ عنہما)

آپس میں (بدفعلی لواطت یا اغلام بازی) نہ صرف بڑا گناہ ہے بلکہ اس سے مختلف مہلک اور جنسی امراض بھی پیدا ہوتے ہیں مثلاً ایڈز، آتشک جیسے امراض، جن میں مبتلا ہوکر انسان کی موت واقع ہوسکتی ہے جو خودکشی کے مترادف ہے اور خودکشی کرنے والے کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:- ''وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔'' (بخاری)

يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿17﴾

جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ ﴿17﴾

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿18﴾

اور (اللہ) ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرتا جو (مسلسل) برے کام کرتے ہی رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت کا وقت آجاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ہی ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو کفر کی حالت ہی میں مرجاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ﴿18﴾

آیات 17 تا 18 : توبہ کی قبولیت کا آخری وقت :- اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آگاہ فرمادیا ہے کہ جو نادانی اور غلطی سے کوئی گناہ کر بیٹھے اور پھر جلد ہی اس پر نادم ہوکر اللہ کے حضور توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ ضرور قبول فرمالیتے ہیں۔ لیکن جو آدمی گناہ پر گناہ کرتا رہتا ہے اور اپنے گناہوں پر کبھی بھی نادم نہیں ہوتا تو وہ جب موت کو آنکھوں کے سامنے دیکھتا ہے اور نزع کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے تو وہ توبہ کرتا ہے۔ ایسی توبہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قدرو قیمت نہیں، یہی وجہ ہے کہ جب فرعون نے اپنی آنکھوں سے موت کو دیکھ لیا تو توبہ کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول نہیں کی۔ (پڑھئے ترجمہ وتفسیر یونس 10 آیات 90 تا 91)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :- ”اللہ بندہ کی توبہ غرغرہ (نزع کی کیفیت) سے پہلے پہلے قبول فرمالیتے ہیں۔“ (ترمذی، ابن ماجہ) ۔ اگر توبہ کرنے والا زندگی کی امید رکھتا ہو تو اس کی توبہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ

اے ایمان والو، تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ اور انہیں اس لئے روکے رکھو کہ جو مال (حق مہر وغیرہ) تم انہیں دے چکے ہو اس کا کچھ حصہ ان سے واپس لے لو، مگر اس صورت میں انہیں روکنا جائز ہے کہ وہ کھلی بے حیائی کا کام کر بیٹھیں

مقبول ہوسکتی ہے، لیکن روح جب حلق میں آکر اٹک جائے اور سانس بھی بگڑ جائے تو اس وقت کی توبہ اللہ کے نزدیک مقبول نہیں۔اسی طرح جب قیامت کی آخری نشانیاں جیسے سورج کا مغرب سے نکلنا وغیرہ ظاہر ہوجائیں گی تو اس وقت بھی کسی کا ایمان لانا فائدہ نہیں دیگا۔

(مزید معلومات کیلئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 158)

آیت 19: سوتیلی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے: زمانۂ جاہلیت میں لوگ عورتوں کے ساتھ جو ظلم کیا کرتے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ جب کوئی آدمی مرجاتا تھا تو اس کا بیٹا جو اس کی بیوی کے بطن سے نہیں ہوتا یا کوئی اور وارث اس کی بیوی سے شادی کرلیتا تھا اور دوسری جگہ اس کی شادی نہیں کراتے تھے اس آیت میں اس برے عمل سے مسلمانوں کو منع کیا گیا۔(بخاری)

بیویوں کو تنگ کرنے کی ممانعت:

کوئی شوہر جس کے ذمہ بیوی کا حق مہر باقی ہو اور وہ اپنی بیوی کو تنگ کرنے لگے اور اسے نقصان پہنچانے لگے تاکہ بیوی حق مہر کی پوری رقم یا اس کا کچھ حصّہ معاف کردے اور اس کے بدلہ میں اس سے طلاق لے لے۔ شوہر کیلئے یہ فعل حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ ہاں اگر عورت زنا کا ارتکاب کرلے یا کھلم کھلا نافرمانی یا بدزبانی پر تل جائے تو شوہر کیلئے یہ جائز ہے کہ جو مہر اس نے دیا تھا وہ واپس لے لے۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿19﴾

اور تم ان کے ساتھ اچھی طرح گزر بسر کرو اور اگر وہ تمہیں نا پسند ہو ں تو ہوسکتا ہے کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ نے اس میں بہت بھلائی رکھ دی ہو۔ ﴿19﴾

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانا چاہو اور تم نے اسے خزانہ بھر مال بھی (بطورِ حق مہر) دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

عورتوں سے حسن معاشرت کا بیان :- اللہ تعالیٰ مومنوں کو نصیحت فرمارہے ہیں کہ بیویوں کے ساتھ حسنِ معاشرت رکھو۔ اچھا برتاؤ کرو، نرمی و محبت سے پیش آؤ، حسب وسعت اپنی حالت بھی اچھی رکھو، جیسے کہ تم اپنی بیویوں کو خوبصورت دیکھنا چاہتے ہو۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''عورتوں کے بھی تم پر حقوق ہیں۔'' (البقرہ 2: آیت 228) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :- ''تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔ میں بھی اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہوں۔'' (بخاری، مسلم) آپ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بڑے پیار، محبت اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ انہیں خوش رکھتے تھے اور ان کو کھلانے پلانے میں تنگی نہیں کیا کرتے تھے اور نہایت فراخ دلی سے انہیں خرچ دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مسابقت (ریس) کیلئے دوڑے، اس دوڑ میں عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں پھر ایک مدت کے بعد دوبارہ دوڑ ہوئی تو آپ ﷺ آگے نکل گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ اُس دوڑ کا بدلہ ہے۔'' (بخاری) اس سے آپ ﷺ کی غرض عائشہ رضی اللہ عنہا کو خوش رکھنا اور ان کا دل بہلانا تھا۔ آپ ﷺ جس ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزارتے وہیں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جمع ہوجاتیں اور سب آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتی تھیں۔

اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿20﴾

کیا تم اس پر بہتان لگا کر اور واضح گناہ کے مرتکب ہوکر اس سے مال لینا چاہتے ہو؟ ﴿20﴾

وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿21﴾

اور تم اُن سے مہر کیسے واپس لو گے جب کہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہو۔ اور ان عورتوں نے تم سے پختہ عہد لے رکھا ہے۔ ﴿21﴾

وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا

آیات 20 تا 21: طلاق دیتے وقت مہر واپس لینا جائز نہیں:

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو صرف اس لئے طلاق دینا چاہتا ہو کہ کسی دوسری عورت سے شادی کرے تو اس کیلئے یہ کسی طرح بھی حلال نہیں ہے کہ اس نے جو مہر دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لینے کیلئے ایسے حالات پیدا کرے کہ بیوی مجبور ہوکر خلع لینے کیلئے مہر کا کچھ پیسہ واپس کردے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو ظلم قرار دیا۔ نیز آیت 21 میں مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ تم ان سے مہر لینا کس طرح حلال سمجھتے ہو حالانکہ اسی مہر کے عوض تم نے ان سے ہم بستری کی ہے اور وہ نکاح کے ذریعہ تمہاری زوجیت میں آئی ہیں۔

آیت 22: سوتیلی ماں سے نکاح کرنیوالے کے لئے حکم: باپ کی بیوی عظمت و حرمت کی وجہ سے بیٹے پر حرام ہے۔ عقد کے ساتھ ہی حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں باپ کی بیوی سے نکاح کرنے کا عام دستور تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں منع کرتے ہوئے فرمایا کہ جو گزر چکا سو گزر چکا۔ یہ بدترین خصلت ہے اس لئے کہ یہ حقیقی ماں سے شادی کرنے کی مانند ہے۔ ایسی حرکت کرنے والا اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے اس لئے

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿22﴾

بے شک یہ بے حیائی کی بات اور برا طریقہ ہے۔ ﴿22﴾

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ

(نکاح کیلئے) تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری وہ سوتیلی بیٹیاں جن کی ماؤں سے تم صحبت کر چکے ہو اور وہ تمہارے

اسے قتل کر دیا جائے گا۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے چچا حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے میں نے پوچھا چچا جان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کہاں بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی گردن اڑانے کا حکم فرمایا ہے۔ (مسند احمد)

آیت 23: وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے:

نسب سے جو 7 رشتے حرام ہیں وہ یہ ہیں۔ ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی اور نسبی رشتوں کی طرح رضاعی رشتے بھی حرام ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

❶ ''رضاعت بھی ولادت کی طرح سات رشتے حرام کرتی ہے''۔ (بخاری، مسلم)

❷ ''جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہی رضاعت سے بھی حرام ہیں''۔ (مسلم)

بیٹی کے نکاح کے ساتھ ہی ساس داماد پر حرام ہو جاتی ہے۔ خواہ داماد نے اس کی بیٹی کے ساتھ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور بیوی کے ساتھ آئی ہوئی لڑکی ماں سے ہم بستری کے بعد حرام

الّٰتِیۡ فِیۡ حُجُوۡرِکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیۡ دَخَلۡتُمۡ بِہِنَّ ۫ فَاِنۡ لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِہِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبۡنَآئِکُمُ الَّذِیۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِکُمۡ ۙ وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَیۡنَ الۡاُخۡتَیۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿23﴾

ہاں (یا کسی اور کے ہاں) پرورش پا رہی ہوں، اگر تم نے ان (کی ماؤں) سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر (ان بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی گناہ نہیں اور تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں اور تمہارے لئے دو بہنوں کو (نکاح میں ایک ساتھ) جمع کرنا بھی حرام ہے مگر جو پہلے ہوگیا سو ہوگیا، بے شک اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ ﴿23﴾

ہوجاتی ہے۔ اگر ہم بستری سے پہلے ماں کو طلاق ہوجائے تو پھر وہ لڑکی حلال ہے۔ نکاح میں 2 بہنوں کا ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ اور تمام علما کا اس پر اتفاق ہے کہ نکاح میں دو بہنوں کا ایک ساتھ جمع کرنا حرام ہے۔ البتہ اگر ایک بہن فوت ہوجائے یا اسے طلاق ہوجائے تو اس کی دوسری بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں جب ان کا انتقال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیٹی امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کردیا تھا۔

منہ بولے بیٹے کی بیوی حرام نہیں:

اس آیت میں جو فرمایا کہ تم پر تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گود میں لئے ہوئے بیٹوں کی بیویاں حرام نہیں۔ (مزید معلومات کیلئے پڑھئے تفسیر الاحزاب 33: آیت 37) اللہ ربّ العزّت کی کتاب میں آزاد اور غیر آزاد عورتوں کے حلال وحرام کے احکام یکساں ہیں۔ علما کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمۡ کے حکم میں نکاح اور ملکیت دونوں برابر ہیں۔ اسی طرح علما کا اس پر اتفاق ہے کہ جو رشتے نکاح سے حرام ہیں وہی رشتے ملکیت میں آجانے کے بعد بھی حرام ہیں۔

وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ

اوروہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں، البتہ ایسی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں جو (جنگ کے بعد لونڈی بن کر) تمہاری ملکیت میں آگئی ہوں۔ یہ اللہ نے تم پر فرض کردیا ہے اور ان کے علاوہ جو عورتیں ہیں وہ تمہارے لئے حلال کردی گئی ہیں بشرطیکہ تم اپنے مال (مَہر) کے بدلہ انہیں حاصل کرکے ان سے نکاح کرو اور تمہاری نیت بدکاری کی نہ ہو، پھر جن سے مہر کے عوض تم فائدہ اٹھاؤ تو انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مَہر ادا کردو اور

آیت 24: لونڈی کی حلت:- نبی اکرم ﷺ کے دور میں جب بعض جنگوں میں کفار مردوں کی بیویاں بھی مسلمانوں کی قید میں آگئیں تو مسلمانوں نے ان سے ہم بستری کرنے میں کراہت محسوس کی کیونکہ وہ پہلے ہی شادی شدہ تھیں۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جو کافر عورتیں مسلمانوں کی ملکیت میں آجائیں وہ عدت گزرنے کے بعد ان کے لئے حلال ہیں۔ قرآن کے نزول کے وقت غلام اور لونڈیوں کا سلسلہ عام تھا جسے قرآن نے بند نہیں کیا، البتہ ان کے بارے میں ایسی حکمت عملی اختیار کی گئی جس سے غلاموں اور لونڈیوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں حاصل ہوں تاکہ غلامی کی حوصلہ شکنی ہو۔ غلامی کے دو ذریعے عام تھے۔ ❶ بعض خاندان صدیوں سے ایسے چلے آرہے تھے کہ ان کے مرد اور عورت فروخت کردیئے جاتے تھے۔ ❷ جنگ میں قیدیوں والا سلسلہ۔

مُتعہ حرام ہے :- متعہ آغاز اسلام میں جائز تھا لیکن بعد میں منسوخ ہوگیا، یہ آیت جوازِ مُتعہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جمہور علما کے نزدیک اب متعہ قیامت تک کیلئے حرام ہے۔

عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿24﴾

اگر تم (میاں ، بیوی) مَہر مقرر کرنے کے بعد اس (کمی بیشی) پر راضی ہوجاؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ ﴿24﴾

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

اور تم میں سے جو شخص مومنہ آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ تمہاری مومنہ لونڈیوں میں سے کسی سے نکاح کرلے ۔اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم سب ایک ہی گروہ کے لوگ ہو۔ لہٰذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کرلو اور انہیں دستور کے مطابق مَہر بھی ادا کردو بشرطیکہ وہ پاک دامن ہوں، زانیہ نہ ہوں اور نہ ہی چھپی دوستی کرنے والی ہوں

رسول اکرم ﷺ نے جنگِ خیبر کے موقع پر مُتعہ اور پالتو گدھوں کا گوشت حرام فرمادیا تھا۔ (بخاری)
رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ”لوگو، میں نے تمہیں مُتعہ کی اجازت دیدی تھی۔ اب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اسے قیامت تک حرام فرمادیا ہے اگر کسی کے پاس مُتعہ والی عورت ہو تو وہ اسے طلاق دیدے اور جو کچھ اُسے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لے“۔(مسلم)

آیت 25: لونڈی سے نکاح جائز ہے:

اگر کوئی شخص کسی مومنہ، پاک دامن اور آزاد عورت سے نکاح کی مالی طاقت نہ رکھتا ہو وہ تو مومنہ لونڈی سے نکاح کرلے۔ لونڈی سے نکاح اس وقت جائز ہے جب آزاد عورت کے

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿25﴾

پھر جب وہ نکاح میں آجانے کے بعد زنا کا ارتکاب کر بیٹھیں تو انہیں آزاد عورتوں سے آدھی سزادو۔ یہ (لونڈیوں سے نکاح کی اجازت) تم میں سے اس شخص کے لئے ہے جسے زنا کا خوف لاحق ہو لیکن اگر تم صبر سے کام لوتو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿25﴾

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿26﴾

اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے (یہ احکام) کھول کر بیان کردے اور تمہیں تم سے پہلے کے نیک لوگوں کی راہ پر چلائے اور تمہاری توبہ قبول فرمائے اور اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ ﴿26﴾

خرچ کی حیثیت و طاقت نہ ہو۔ لونڈیوں سے نکاح کرنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے اور لونڈی کے مالک سے اجازت لیکر اس سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔ لونڈی کے مہر میں اس خیال سے کہ یہ لونڈی ہے، ذرا سی بھی کمی نہ کی جائے۔ اگر لونڈی زنا کرلے تو اسے غیر شادی شدہ عورت کی آدھی سزا یعنی پچاس کوڑے مارے جائیں گے اور چونکہ رجم کو آدھا نہیں کیا جاسکتا اس لئے لونڈیوں سے رجم کا حکم ساقط ہے۔

آیت 26: قرآن کریم میں احکام کا تفصیلی بیان ہے:

گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے متعلق احکام بیان فرمائے ہیں پھر آیات 26 تا 28 میں ان احکام کے فوائد اور ان کی حکمت پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ مسلمان فائدہ بخش چیزوں کو اپنائیں اور نقصان والی چیزوں کو چھوڑ دیں اور ان سے پہلے جو نیک لوگ گزرے ہیں ان کا طریقہ اختیار کریں اور دورِ جاہلیت کی گمراہی کو چھوڑ کر اسلام کی راہ نمائی کو اپنالیں تاکہ

وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْكُمْ ۫ وَ یُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا ﴿27﴾

اور اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ بھلائی کرے مگر جو لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (حق سے) بہت دور نکل جاؤ۔ ﴿27﴾

یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ﴿28﴾

اللہ تو تم پر سے بوجھ کو ہلکا کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان بہت کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ ﴿28﴾

طہارت و پاکیزگی ان کا شعار بن جائے۔

آیت 27: دشمنوں کی آرزو:

شیطان کے چیلوں، غیر مسلموں اور بے حیاؤں کی آرزو یہ تھی کہ مسلمان بھی راہِ حق سے بھٹک کر باطل کی راہ پر چلنے لگیں اور دنیاوی لذتوں اور خواہشات میں ڈوب جائیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگاہ فرما رہے ہیں کہ ان کی چالوں سے بچ کر رہیں۔ آج کے دور میں اگر غور کیا جائے تو یورپ سمیت دنیا کے بیشتر معاشروں میں فحاشی و عریانی عروج پر ہے اور غیر مسلم یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی ان ہی جیسے بن جائیں جس کیلئے وہ میڈیا اور دیگر تمام ذرائع ابلاغ کا بے دریغ استعمال کر رہے ہیں اور عام مسلمان ان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر اپنا ایمان کھوتے جارہے ہیں۔

آیت 28: لونڈیوں سے نکاح کی اجازت:- جو غریب مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتے، اللہ تعالیٰ نے ان کے حال پر رحم کرتے ہوئے انہیں لونڈیوں سے نکاح کی اجازت دیدی ہے تاکہ کہیں وہ اپنی جنسی خواہشات سے مغلوب ہوکر زنا کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں۔ اس آیت میں اگرچہ لونڈی سے نکاح کرنے کی اجازت ہے لیکن بہرحال صبر کرنا اور لونڈی سے نکاح نہ کرنا زیادہ بہتر ہے اس لئے کے اس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ سب کی سب لونڈی کے مالک کی مملوک بن جائے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿29﴾

اے ایمان والو، تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ آپس کی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر بہت رحم کرنے والا ہے۔ ﴿29﴾

آیات 29 تا 30: حرام کمائی کی ممانعت:

ان آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقہ سے اور ناجائز طریقوں کی کمائی سے روک رہے ہیں۔ایسا کام چاہے شرعی لبادہ اوڑھ کر کیا جائے یا حیلہ اور بہانہ کر کے وہ مال کھانے والے کیلئے کسی طرح بھی حلال نہیں ہے، جو مسلمان کسی مسلمان بھائی کا مال ناحق ہڑپ کر جائے تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اسے قیامت کے دن جہنم میں ڈال دیں گے۔

خودکشی کی ممانعت اور وعید:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی ایک امانت کے طور پر دی ہے اس کا خاتمہ کرنا اس کی امانت میں خیانت اور اس کی نعمت کی ناشکری ہے۔ خودکشی کرنا گناہِ کبیرہ اور حرام ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ''جس نے کسی ہتھیار سے خودکشی کی تو قیامت کے دن وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم کی آگ میں اس ہتھیار کو اپنے پیٹ میں ہمیشہ گھونپتا رہے گا اور جس نے زہر کھا کر خودکشی کی تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے جہنم کی آگ میں ہمیشہ کھاتا رہے گا۔'' (بخاری، مسلم) ❷ ''گذشتہ امتوں میں سے ایک شخص نے زخم کی وجہ سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا پھر اس وجہ سے اس کے جسم سے خون نکلتا رہا اور اس وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے اپنی جان کے خاتمہ میں جلدی کی،

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿30﴾

اور جو شخص ظلم و زیادتی کے طور پر ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ کا مزہ چکھائیں گے اور یہ اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ ﴿30﴾

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ

اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچو گے جن

اس لئے میں نے اس پر جنت حرام کردی۔'' (بخاری، مسلم)

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کام سے جان کا خطرہ بالکل واضح ہو تو وہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا۔ انتہائی ٹھنڈی راتیں تھیں، اتفاق سے مجھ پر غسل فرض ہوگیا، مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں غسل کرنے سے مر نہ جاؤں۔ آخر کار میں نے تیمّم کرکے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا دی پھر واپس آکر لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- '' اے عمرو، تم نے حالتِ جنابت میں لوگوں کو نماز پڑھادی؟ '' میں نے کہا '' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، انتہائی ٹھنڈی رات تھی اور میں جنبی ہوگیا تھا۔ غسل سے ہلاکت کا ڈر تھا۔ اس وقت مجھے النسآء 4: آیت 29 یاد آگئی اور میں نے تیمّم کرکے نماز پڑھادی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے اور کچھ نہیں فرمایا۔ (ابوداؤد۔ عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)

آیت 31: کبیرہ گناہ سے بچنے کی برکات:

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو گناہوں سے بچنے کی رغبت دے رہے ہیں کہ اگر گناہِ کبیرہ سے بچیں تو اللہ تعالیٰ چھوٹے گناہ معاف فرمادیں گے۔ صحیح احادیث میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں، مثلاً ایک فرض نماز دوسری فرض نماز تک، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان کے روزے دوسرے سال کے رمضان تک کے گناہ مٹادیتے ہیں۔ (مسلم)

جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا کفر ہے اگر نماز پابندی کے ساتھ ادا کی جائے تو یہ گناہِ صغیرہ کی

عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿31﴾

سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ مٹادیں گے اور تمہیں عزّت والا مقام عطا کریں گے۔ ﴿31﴾

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿32﴾

اور تم اس مقام ومرتبہ کی خواہش نہ کرو جو تم میں سے اللہ نے بعض کو زیادہ دیا ہے، مَردوں کو ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے۔ عورتوں کو ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے اور تم اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو، بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ ﴿32﴾

معافی کا سبب بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ہر اس گناہ کو گناہِ کبیرہ کہا جاتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کوئی حد مقرر کی ہو یا اس کی وعید آئی ہو۔ (گناہ کبیرہ کے متعلق تفصیل جاننے کیلئے پڑھیئے ہماری کتاب آپ ﷺ کے لیل و نہار صفحہ 197)

آیت 32: حسد کی ممانعت اور رشک کی رخصت :

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''اے اللہ کے رسول ﷺ، مرد جہاد کرتے ہیں مگر ہمیں لڑنے کی اجازت نہیں اور ہمیں میراث بھی مَردوں سے آدھی ملتی ہے مَردوں کو مالِ غنیمت بھی ملتا ہے'' اس پر یہ آیت اتری۔ (ترمذی) اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو الگ الگ صلاحیت عطا فرمائی ہے اور ہر ایک کو اس کی صلاحیت اور محنت کے مطابق دنیاوی نعمتوں سے حصہ ملتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہنا چاہئے اور اسی ایمان کے ساتھ زندگی گزارنی چاہئے۔ کسی دوسرے کی نعمت، مال، علم، مرتبہ اور سلطنت کے زوال کی تمنا اس طرح سے کرنا کہ وہ اس سے چھین جائے اور مجھے مل جائے یہ حسد ہے اور اسی طرح دوسرے کی نعمت کے زوال کی تمنا کرے، چاہے یہ مال اسے ملے یا نہ ملے۔ یہ بدترین حسد ہے۔ البتہ اگر انسان یہ دعا کرے

وَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَ الَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿33﴾

ماں باپ اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس ترکہ میں ہم نے ہر ایک کے لئے وارث بنائے ہیں اور جن سے تم نے خود عہد کیا ہوا ہے انہیں ان کا حصّہ دے دو، بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ (نگراں) ہے۔ ﴿33﴾

کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی یہ نعمت عطا کرے جس طرح دوسروں کو عطا کی ہے اور اس میں دوسرے کی نعمت کے زوال کی تمنا نہ ہو تو یہ رشک کہلاتا ہے۔ رشک جائز ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے :-''ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اور قطع تعلقی نہ کرو۔ اے اللہ کے بندو، بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ گفتگو کرنا چھوڑ دے''۔ (بخاری۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آدمی اس طرح تمنا نہ کرے کہ کاش اسے فلاں کا مال اور اس کے اہل وعیال مل جاتے ؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے بلکہ آدمی کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سوال کرے۔ (طبری)

آیت 33: دوست اور حلیف وارث نہیں بن سکتے:

زمانہ جاہلیت میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ جن لوگوں کی آپس میں دوستی ہوتی تھی یا جسے وہ منہ بولا بیٹا بنا لیا کرتے تھے وہ بھی ان کی وراثت میں حصّہ دار بن جاتا تھا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ وراثت کے حقدار صرف وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے وارث بنایا ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مہاجرین اور انصار کے درمیان باہمی تعاون اور خیر خواہی کا تعلق رہ گیا اور ایک تہائی مال میں وصیت کی گنجائش رہ گئی اور ان کیلئے وراثت کا حکم منسوخ ہوگیا جو ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے دیا تھا۔ اسی طرح دورِ جاہلیت میں اسی قسم کا معاہدہ ہوا کرتا تھا کہ دو آدمی آپس میں معاہدہ کر لیتے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِيْ

مَرد عورتوں پر اس وجہ سے سردار ہیں کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اسی وجہ سے (بھی) کہ وہ اپنا مال (عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک فرماں بردار عورتیں ، خاوند کی عدم موجودگی میں اللہ کی توفیق کی بدولت (مال و آبرو کی) نگہداشت (حفاظت) کرتی ہیں

تھے کہ وہ ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔ اس آیت کے نزول کے بعد یہ حکم ہوا کہ جو معاہدہ کیا جاچکا ہے، اس کی پابندی کی جائے اور آئندہ ایسے معاہدہ سے منع کردیا گیا۔(بخاری ،مسلم) اس کے بعد حلیف مسلمانوں (آپس میں ہر ممکنہ مدد کیلئے معاہدہ کرنے والے دوفریق) کو مرنے کے بعد وراثت کا چھٹا حصہ ملتا رہالیکن چونکہ یہ ایک عارضی انتظام تھا اس لئے پھر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سورۂ انفال 8 کی آیت 75 نازل فرما کر اصل ورثاء ہی کو وارث مقرر فرمایا اور اس قسم کی میراث کو منسوخ کردیا۔

آیت 34: مرد گھر کا نگہبان ہے:۔ کسی چیز کی ضرورت مہیا کرنے والے، اس کی نگہبانی اور حفاظت کرنے والے اور اس کی اصلاح اور درستگی کرنے والے کو عربی زبان میں قوّام کہا جاتا ہے۔ اگر چہ عورتوں کے حقوق مَردوں پر بھی ہیں، مگر مرد عورت کا ذمہ دار ، سربراہ اور عورت سے افضل ہے اس لئے کہ اس میں دو خوبیاں ہیں:۔ ❶ جسمانی قوت، ذہنی برتری، معاملہ فہمی اور دوراندیشی میں عورت سے قوی ہوا ہے۔❷ بیوی، بچوں کے تمام اخراجات، آرام و آسائش اور ان کی حفاظت کی ذمّہ داری بھی اسی پر ہے۔

مرد چونکہ عورت کی دیکھ بھال کرنے والا ہے۔ شادی سے پہلے باپ کی حیثیت سے اور شادی کے بعد شوہر کی حیثیت سے اور وہی عورتوں کا کفیل بھی ہے اس لئے ہر قسم کی مالی ذمہ داریاں (مَہر، نان نفقہ اور ضروری اخراجات) مرَد پر ہیں۔ مرَد کی یہ فوقیت عورت کے درجہ کو گھٹاتی

تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿34﴾

اور تمہیں جن عورتوں کی نافرمانی (سرکشی) کا خوف ہو تم انہیں نصیحت کرو اور ان کے بستر علیٰحدہ کردو اور انہیں ہلکی سزا دو، پھر اگر وہ تمہاری فرماں بردار بن جائیں تو انہیں خواہ مخواہ پریشان کرنے کی کوئی راہ اختیار نہ کرو۔ بے شک اللہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ ﴿34﴾

نہیں ہے، جس طرح ایک جماعت کا ہر رکن اہم ہوتا ہے، مگر اس جماعت کا ایک امیر بھی ہوتا ہے، بالکل اسی طرح عورت ایک رکن ہے اور مرد اس کا امیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت و خلافت مَردوں کے ساتھ خاص ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''مَردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے۔'' (البقرہ 2 :آیت 228) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہوگی جو اپنے کام کی باگ ڈور عورت کے ہاتھ میں دیدے''۔ (بخاری۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''مَرد عورتوں کے امیر ہیں، عورتیں ان کی اطاعت کریں اور نیک نیتی سے انکے بچوں کی پرورش کریں اور مَردوں کے مال کی حفاظت کریں۔''

نیک خاتون کی چند نشانیاں:- نیک عورتیں شوہروں کی فرماں بردار ہوتی ہیں اور شوہر کی غیر موجودگی میں اپنی عصمت، شوہر کے مال، اولاد اور گھر کی حفاظت کرتی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کا شوہر اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کردے اور جب حکم دے تو اس کا حکم بجالائے۔ جب کہیں دور سفر پر چلا جائے تو اپنی عصمت اور اس کے مال کی حفاظت کرے''۔ (طبرانی، ابن ابی حاتم) خود سوچیئے، اسلام ایک بیوی سے کیا توقع رکھتا ہے اور اس طرح اس کے مقام کو کتنا اونچا کر رہا ہے اور اس مرد سے زیادہ خوش نصیب اور کون ہوسکتا ہے کہ جس کی رفیقہ حیات ان خوبیوں کی مالکہ ہو۔

وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا ۚ اِنۡ یُّرِیۡدَاۤ اِصۡلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیۡنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیۡمًا خَبِیۡرًا ﴿35﴾

اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کا ڈر ہو (کہ معاملہ اور خراب نہ ہوجائے) تو ایک شخص مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک شخص عورت کے رشتہ داروں میں سے منصف مقرر کرلو ، اگر وہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان میں اتفاق پیدا فرمادیگا۔ بے شک اللہ بہت علم والا اور ہر چیز سے باخبر ہے۔ ﴿35﴾

عورتوں کی اصلاح کا طریقہ:

جس طرح پانچوں انگلیاں برابر نہیں اسی طرح اچھی عورتوں کے ساتھ ساتھ کچھ عورتیں سخت مزاج اور خاوند کی نافرمانی کرنے والی بھی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سمجھانے کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ پہلے انہیں نرمی سے سمجھاؤ کہ شوہر کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ شوہر کی اطاعت اور اس کا حق لازم کردیا ہے اور نافرمانی حرام فرمادی ہے اگر یہ طریقہ موثر ثابت نہ ہو تو ان سے رات الگ بسر کرو ان سے محبت بھری باتیں کرنا چھوڑ دو اگر عورت میں شرافت کی حس ہوئی تو وہ اپنی اصلاح کرلے گی۔ اگر یہ طریقہ بھی مفید ثابت نہ ہو تو پھر سرزنش کرنے کی اجازت ہے لیکن سختی سے مارنے کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''کوئی آدمی اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مارے اور پھر رات کو اس سے ہم بستری بھی کرنے لگے؟'' (بخاری)

آیت 35: میاں بیوی میں نااتفاقی کا حل:

اس آیت مبارکہ میں میاں بیوی کی آپس کی نفرت و بیزاری کا حل ہے اگر دونوں میں نااتفاقی کا ڈر ہو تو ہر فریق اپنا ایک ایک نمائندہ منتخب کر کے فیصلہ کروائیں اگر وہ اصلاح اور رضامندی سے ساتھ رہنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اتفاق ڈال دیں گے۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ

اور تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، والدین کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، اجنبی پڑوسیوں، رشتہ دار پڑوسیوں، برابر کے دوستوں، مسافروں، اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ بھی نیکی کرو۔

آیت 36: توحید کی رغبت اور شرک سے نفرت:

اس آیت میں صرف اللہ ربّ العزّت کی عبادت کا حکم اور شرک کی مذمت بیان کی گئی ہے کیونکہ اللہ ہی پیدا کرنے والا، روزی دینے والا، انعام و اکرام سے نوازنے والا اور وہی ہر حال میں انسان پر اپنا فضل و کرم کرنے والا اور ہر قسم کی مشکلات حل کرنے والا ہے۔ اس لئے بندوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اس کی توحید کا اقرار کریں اور اسی کی عبادت کریں اس کی مخلوقات میں سے کسی کو عبادت میں اس کا شریک نہ بنائیں کیونکہ شرک ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا:- ''جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟'' انہوں نے کہا کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- ''اللہ عزّوجل کا حق یہ ہے کہ بندہ اسی کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:- ''جانتے ہو بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ جب بندہ اس کی توحید پر قائم رہے اور شرک سے بیزار ہو تو بندوں کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے۔'' (بخاری، مسلم)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿36﴾

بے شک اللہ اِترانے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ﴿36﴾

حسن سلوک کے مستحقین کا بیان :

توحیدِ باری تعالیٰ کی تاکید کے بعد اللہ تعالیٰ نے والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ)❶ ''میرا شکر ادا کرو اور ماں باپ کا بھی۔'' (لقمان31:آیت 14) ❷ ''اللہ نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے حسن سلوک کرو۔''(بنی اسرائیل17:آیت23) والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کے بعد رشتہ داروں ، یتیموں اور پڑوسیوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' اللہ کے نزدیک وہ مسلمان بہترین ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور وہ پڑوسی بہترین ہیں جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو۔''(ترمذی) غلاموں، لونڈیوں اور ملازمین کے ساتھ بھی حسنِ سلوک سے پیش آنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ یہ بے چارے کمزور ہوتے ہیں اور لوگوں کے ہاتھوں قید ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے مرض الموت میں بھی لوگوں کو یہی وصیت فرمائی:-'' نماز کا اور اپنے ماتحت لوگوں کا خیال رکھنا۔''(بخاری) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' تم نے جو کچھ کھایا وہ اور جو کچھ بیوی کو کھلایا وہ بھی صدقہ ہے اور جو کچھ خدمت گار کو کھلایا وہ بھی صدقہ ہے۔'' (نسائی)

فخر اور غرور کرنے والا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں:

مُخْتَالٌ کے معنٰی مغرور اور فَخُوْرَ کے معنٰی لوگوں میں فخر کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا ہے۔ جو شخص خود کو بڑا اور لوگوں کو حقیر سمجھے اور اپنی ذات پر فخر کرے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر اور ذلیل ہے اور لوگوں کی نگاہ میں بھی قابلِ نفرت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' فخر اور غرور کرنے والے قیامت کے دن آدمیوں ہی کی شکل

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿37﴾

ایسے لوگ (اللہ کو پسند نہیں)جو خود بھی کنجوسی کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی کنجوسی کی ترغیب دیتے ہیں اور اللہ کا دیا ہوا فضل چھپاتے ہیں اور ہم نے کفار (انکار کرنے والوں) کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ﴿37﴾

میں چیونٹیوں کے برابر اٹھائے جائیں گے اور انہیں ہر طرف سے ذلت و رسوائی نے گھیرا ہوا ہوگا، وہ جہنم کے بولس نامی گڑھے میں ڈال دیئے جائیں گے جس پر آگ ہی آگ ہوگی اور انہیں جہنمیوں کا پیپ اور خون پینے کو دیا جائے گا۔'' (ترمذی)

تکبر کی علامات کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ صاف اور اچھا لباس پہننا، صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا تکبر نہیں بلکہ زینت اور نعمتِ الٰہی کا اظہار ہے جبکہ حق بات کو ٹھکرا دینا، لوگوں کو حقیر جاننا، کپڑا ٹخنہ سے نیچے لٹکانا، زمین پر اکڑ اکڑ کر چلنا، تکبر کی علامات میں سے ہیں۔

(مزید تفصیل کیلئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر بنی اسرائیل 17: آیت 37، لقمان 31: آیت 18)

آیت 37: کنجوسی کی مذمت:

اس آیت میں کنجوس لوگوں کی مذمت ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ماں باپ، عزیز واقارب، یتیموں، حاجت مندوں، بیوی بچوں اور مسافروں پر خرچ نہیں کرتے اور نہ ہی اس میں سے زکوٰۃ نکالتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اپنے ملنے جلنے والوں کو بھی کنجوسی کی رغبت دلاتے ہیں، ان کیلئے سخت عذاب کی وعید بیان کی گئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ''کنجوسی سے بڑھ کر اور کوئی (شدید) بیماری نہیں۔'' (بیہقی)

❷ ''بخل سے بچتے رہو کیونکہ اس نے تم سے پہلے والوں کو تباہ کر ڈالا اور اس نے انہیں قطع رحمی پر آمادہ کیا اور فسق وفجور پر ابھارا اور وہ گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔'' (مسند احمد)

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿38﴾

اور ایسے لوگ (بھی اللہ کو پسند نہیں) جو اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور وہ درحقیقت اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔ (سچ یہ ہے کہ) جس شخص کا ساتھی (رفیق) شیطان ہو تو یہ بہت برا ہی ساتھی ہے۔ ﴿38﴾

کنجوس لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو چھپاتے ہیں:

کنجوس لوگ اللہ تعالیٰ کا مال چھپا کر اس کی نعمتوں کا انکار (کفر) کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار نہیں ہونے دیتے اور نہ ہی کسی کو دینے دلانے میں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو کسی نعمت سے سرفراز تا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کے اوپر نعمت کے اثرات ظاہر ہوں۔'' (مسند احمد) یعنی نعمت مل جانے کے بعد اس نعمت کو ظاہر کرنا چاہئے۔ کھانے، پینے، پہننے اور اوڑھنے میں نیز خرچ کرنے میں کنجوسی کرنا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا انکار (کفر) کرنا ہے۔

آیت 38: ریا کاری کرنے والوں کو انتباہ:

اس آیت کریمہ میں ریا کاری کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے اور انہیں آگاہ کیا جارہا ہے ان کا ساتھی شیطان ہے جو انہیں ریا کاری پر اکساتا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے اور اس کے برعکس لوگوں سے تعریف کروانے کیلئے خرچ کراتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے تین آدمیوں کا تذکرہ کیا جن میں سے ایک عالم، دوسرا مجاہد اور تیسرا مالدار تھا، یہ تینوں ریا کاری کیلئے نیکی کرتے تھے۔ قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جن کو دکھانے کیلئے عمل کئے تھے، انہوں نے تو دیکھ لئے۔ پھر انہیں منہ کے بل جہنم میں گرادیا جائے گا۔ (مسلم۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) لہٰذا ہمیں ہر کام خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرنا چاہئے تاکہ وہ کام قیامت کے دن رسوائی کا سبب نہ بنے۔

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿39﴾

آخر ان لوگوں پر کیا آفت آجاتی اگر یہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لے آتے اور اللہ کے عطا کردہ مال میں سے خرچ کرتے اوراللہ انہیں خوب جاننے والا ہے۔ ﴿39﴾

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿40﴾

بے شک اللہ کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اگر کوئی ایک نیکی کرے تو اللہ اسے کئی گنا بڑھا دیتا ہے اور اپنی طرف سے (بھی) اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔ ﴿40﴾

آیت 39 : خرچ صرف رضائے الٰہی کیلئے کریں:- یہاں اللہ تعالیٰ ریاکاروں کو نصیحت فرمارہے ہیں کہ یہ دکھلاوے کیلئے خرچ کرنے والے اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرتے تو ان کا کیا نقصان ہوتا؟ لہٰذا ہمارے اندر اگر بخل اور ریاکاری جیسی مہلک بیماریاں ہیں تو ہمیں چاہئے کہ فوراً توبہ کریں اور نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی کریں۔

آیت 40: کسی کا عمل ضائع نہیں جائے گا :

اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کریں گے بلکہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا بلکہ نیک اعمال کا بدلہ تو اور بھی بڑھا چڑھا کر دیا جائیگا۔ فرمانِ الٰہی ہے :- (ترجمہ)'' ہم انصاف کے لئے قیامت کے دن ترازو نصب کریں گے اور کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا اور اگر کسی کے پاس رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے بھی لاکر سامنے رکھ دیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں''۔(الانبیاء 21:آیت47) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان دیکھو اسے بھی جہنم

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿41﴾

وہ منظر کیسا ہوگا؟ جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ (ﷺ) کو گواہ بنائیں گے۔ ﴿41﴾

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ

اس دن کفار اور رسول کی نافرمانی کرنے والے تمنا کریں گے کہ کاش انہیں (دفن کرکے) زمین کو برابر کردیا

سے نکال لو اور اگر رائی کے دانہ سے بھی چھوٹا دیکھو، تو اسے بھی جہنم سے نکال لو۔ لہٰذا جہنم سے ایک کثیر مخلوق نکال لی جائیگی۔'' ان شاء اللہ العزیز (بخاری، مسلم)

آیات 41 تا 42: قیامت کے دن کفار کی پریشانی:

ان آیات میں قیامت کی ہولناکیوں اور اس دن کفار اور نافرمانوں کو پیش آنے والی پریشانیوں کا مختصر ذکر کیا گیا ہے کہ اہل کفر، فساد اور شر پھیلانے والوں کا اس دن کیا حال ہوگا؟ جب ہر امت پر اس کے رسول کو گواہ کی حیثیت سے بلایا جائے گا جو گواہی دے گا کہ انہوں نے دنیا میں کیا اعمال کئے اور کیسے کیسے کفر و سرکشی کے کام کئے؟ انبیا کی گواہی کے مطابق ہی اس دن حساب و کتاب ہوگا۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اور آپ اس دن کو یاد کیجئے جب ہم ہر امت سے ایک گواہ کھڑا کریں گے، پھر کفار کو (بولنے کی) اجازت نہیں دی جائیگی اور نہ ہی ان سے کہا جائے گا کہ وہ اپنا عذر پیش کریں۔'' (النحل 16: آیت 84)

رسول اکرم ﷺ کو بھی امت کے گواہ کی حیثیت سے بلایا جائے گا تاکہ مومن اور کافر، موحد اور مشرک کا پتہ چلے، نیز اس لئے بھی آپ ﷺ کو بلایا جائیگا کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں تک پہنچادیا تھا اور جو امانت آپ ﷺ کے سپرد کی گئی تھی اسے کسی کمی وبیشی کے بغیر ادا کردیا تھا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے قرآن پڑھ کر سنانے کا حکم دیا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ، میں آپ کو سناؤں حالانکہ قرآن

وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿42﴾ ع

جائے اور وہاں یہ لوگ اللہ سے کوئی بات بھی نہ چھپاسکیں گے۔ ﴿42﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ

اے ایمان والو، نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی مت جاؤ یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور نہ ہی جنابت کی حالت میں (نماز پڑھو) یہاں تک کہ تم غسل کرلو ہاں بوقتِ ضرورت (جنابت

تو آپ ﷺ پر ہی نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں دوسروں سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں، تو میں نے سورۂ نساء 4 کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ میں آیت 41 پر پہنچا (ترجمہ) ''وہ منظر کیسا ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ (ﷺ) کو گواہ بنائیں گے۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب بس کرو، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میں ان کے درمیان رہا میں گواہ کی حیثیت سے رہا۔ (بخاری، مسلم) فرمانِ الٰہی ہے :- (ترجمہ) ''آج ہم ان کی زبانوں پر مُہر لگادیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ انہوں نے دنیا میں کیا کیا کرتوت کئے تھے۔'' (یٰسین36: آیت65)

آیت 43: نشہ و جنابت کی حالت میں نماز اور مسجد میں جانے کی ممانعت:

یہاں مومنین کو نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ اسی طرح حالت جنابت میں مسجد میں جانے کی ممانعت ہے کیونکہ مسجدیں مقدس مقامات ہیں اور نماز کے لئے ہیں البتہ اگر مسجد میں ٹھہرے بغیر اس سے گزر جائے تو کوئی حرج نہیں ۔ جب یہ آیت اتری تو رسول اکرم ﷺ نے یہ اعلان کروادیا کہ نشہ والا شخص نماز کے قریب نہ آئے۔ (ابوداؤد)

شریعت محمدیہ میں یہ نشہ سے روکنے کا پہلا حکم تھا۔ اس کے بعد تو نشہ بالکل ہی حرام کردیا گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- '' اگر کسی کو نماز پڑھتے ہوئے اونگھ آنے لگے تو وہ سوجائے

وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿43﴾

کی حالت میں مسجد سے) گزر سکتے ہیں اور اگر تم بیمار ہوجاؤ یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کرکے آئے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے، تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ بے شک اللہ درگزر کرنے والا اور بڑا ہی بخشنے والا ہے۔ ﴿43﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿44﴾ؕ

(اے نبی ﷺ) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ ملا وہ گمراہی خرید رہے ہیں اور تمہیں بھی سیدھی راہ سے ہٹانا چاہ رہے ہیں۔ ﴿44﴾

جب تک اسے یہ معلوم نہ ہونے لگے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یعنی اونگھ کی حالت میں نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ پورے طور پر نیند چلی جائے''۔ (بخاری)

آیت 44: یہود کی حقیر تجارت:- یہودی ہدایت کے بدلہ گمراہی خرید رہے ہیں، قرآن سے منہ موڑ رہے ہیں اور سابقہ انبیا کا بتایا ہوا جو علم (رسول اکرم ﷺ کی صفات کے بارے میں) ان کے پاس ہے اسے چھپا رہے ہیں تاکہ ان کی حکومت قائم رہے اور تھوڑی سی دنیاوی پونجی بھی خرید لیں جو انہیں کچھ بھی فائدہ نہ دے سکے گی، جس کا انجام بہت ہی برا ہوگا۔

رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر مکمل یقین ہونے کے باوجود انہوں نے دنیا کے مال و دولت کو آخرت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے عوض خرید لیا جو بہت ہی بدترین سودا ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿45﴾

اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ تمہاری حمایت اور مدد کیلئے کافی ہے۔ ﴿45﴾

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ

یہود میں سے کچھ لوگ الفاظ کو ان کے موقع محل سے پھیر دیتے ہیں اور کہتے کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی اور وہ (یہ بھی) کہتے کہ سُنو اگرچہ تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں کچھ سنایا جائے اور آپ سے مخاطب ہوکر کہتے ہیں (رَاعِنَا) اے ہمارے چرواہے، اپنی زبانوں کو موڑتے ہوئے اور دین پر طنز کرتے ہوئے اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا

آیت 45: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمن سے آگاہ کردیا:

اللہ تعالیٰ اپنے وسیع علم کی بنا پر مسلمانوں کے دوستوں اور دشمنوں کو اچھی طرح جانتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو آگاہ فرمارہے ہیں کہ یہود تمہارے بہت بڑے دشمن ہیں ان کی تمنا ہے کہ تم بھی ان کی طرح کافر بن جاؤ، قرآن کو نہ مانو اور ہدایت ومفید علم کو چھوڑ بیٹھو۔

اللہ اس کا دوست ہے جو اس کی پناہ لے اور اس کا مددگار رہے جو اس سے مدد مانگے۔

آیت 46: یہودی تحریف (اصل مفہوم بدلنے) کے عادی ہیں:

یہاں یہود کی چند بری خصلتوں کا ذکر ہورہا ہے۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ) ''یہودی اللہ کے کلمات میں تحریف کرتے ہیں یعنی معنٰی بدل دیتے ہیں اور اس کی تشریح بھی بدل دیتے ہیں، دیدہ و دانستہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے محمد ، ہم نے آپ کی باتیں سن لیں لیکن مانتے نہیں''۔ (النسآء 4: آیت 46) یہ سمجھنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب سے منہ موڑ رہے ہیں حالانکہ اس کی سزا انہیں خوب معلوم ہے۔

قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ ۙ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿46﴾

اور ہم نے اطاعت کی اور ہماری بات سنئے اور ہماری طرف دیکھئے تو یہ ان کے لئے بہت ہی بہتر اور زیادہ مناسب ہوتا مگر اللہ نے ان کے کفر اختیار کرنے کی وجہ سے ان پر لعنت فرمائی۔ اس لئے ان میں کم ہی لوگ ایمان لاتے ہیں ۔ ﴿46﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿47﴾

اے وہ لوگو، جنہیں کتاب دی گئی، اس (قرآن) پر ایمان لے آؤ جو ہم نے (اب) نازل کیا ہے اور جو تمہارے پاس پہلے سے موجود کتاب کی بھی تصدیق کرتا ہے، قبل اس کے کہ ہم بہت سے چہرے بگاڑ کر انہیں پیٹھ کی طرف پھیر دیں یا ان پر اس طرح لعنت بھیج دیں جس طرح ہم نے ہفتہ (کے دن نا فرمانی کرنے) والوں پر لعنت بھیجی تھی ۔ (یاد رکھو کہ) اللہ کا حکم نافذ ہو کر ہی رہتا ہے۔ ﴿47﴾

آیت 47: قرآن حکیم پر ایمان لانے کا حکم:

اہل کتاب کو حکم ہو رہا ہے کہ وہ اس عظیم کتاب (قرآن کریم) پر ایمان لے آئیں جو رسول اکرم ﷺ پر اتری ہے جو ان بشارتوں کی تصدیق بھی کرتی ہے جو ان کے پاس موجود کتب میں ہیں۔ اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی صورتیں بدل ڈالیں گے اور ان کی آنکھیں ان کی گدّیوں پر لگ جائینگی اور ان پر لعنت فرمائیں گے جو ان کے لئے انتہائی ذلت کا باعث ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿48﴾

بے شک اللہ یہ گناہ معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے۔ اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کر دیتا ہے۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا تو اس نے جھوٹ کہا اور بہت بڑا گناہ کیا۔ ﴿48﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿49﴾

(اے نبی ﷺ) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں حالانکہ اللہ ہی جسے چاہے پاکیزہ بناتا ہے اور لوگوں پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ ﴿49﴾

آیت 48 : بغیر توبہ کے شرک کبھی نہ بخشا جائے گا:- سارے گناہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بخش دے گا مگر شرک بغیر توبہ کے ہرگز ہرگز نہیں بخشے گا۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ)''جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ نے اس پر اپنی جنت حرام فرمادی ہے''۔ (المائدہ 5:آیت72) اگر حقوق اللہ میں کمی ہوگی مثلاً روزہ یا نماز وغیرہ میں کوتاہی کی ہوگی تو ان گناہوں کو اگر اللہ چاہے گا تو معاف فرمادے گا۔لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہونگے۔ (مسند احمد) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' امید ہے کہ اللہ ہرگناہ کو بخش دیگا علاوہ اس شخص کے جو کافر مرجائے یا اس شخص کے جو جان بوجھ کر مومن کو قتل کرڈالے''۔ (نسائی)

آیت 49: یہود کا بے بنیاد دعویٰ:- یہود نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اور جنت میں ہمارے اور عیسائیوں کے سوا کوئی نہ جائیگا، اس پر یہ آیت اتری۔ اللہ ربّ العزّت نے یہود کے اس دعویٰ کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ جسے چاہتا ہے پہلے اسے ایمان اور عمل صالح کی توفیق دیتا ہے پھر اس کا تزکیہ کرتا ہے۔یہود اپنے بچوں کو بے گناہ سمجھ کر انہیں نماز و دُعا میں اپنا امام بناتے، ان کی پیروی کرتے اور ان کی دعاؤں پر آمین

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿50﴾

آپ دیکھئے تو سہی، یہ اللہ پر کس طرح جھوٹ باندھتے ہیں اور ان کے گناہ گار ہونے کے لئے یہی ایک واضح گناہ کافی ہے۔ ﴿50﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے (ان کا حال یہ ہے کہ) وہ بتوں...

کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں کسی بے گناہ کی وجہ سے گناہ گاروں کے گناہ معاف نہیں کیا کرتا۔ (مجاہد رحمۃ اللہ علیہ)

کسی کی اس کے منہ پر تعریف نہ کرو:

رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا:۔ ''تعریفیں کرنے والوں کے منہ میں خاک بھردو''۔ (مسلم)

رسول اکرم ﷺ نے کسی کو کسی کی تعریف کرتے ہوئے سنا تو فرمایا:۔ ''اللہ تجھ پر رحم کرے تونے تو اس کی گردن کاٹ ڈالی پھر فرمایا اگر ضرور کسی کی تعریف کرنا مقصود ہو تو یہ کہا کرو کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں اچھا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

آیت 50: یہود کا اللہ تعالیٰ پر الزام:

یہود کا خود کو گناہوں سے پاک سمجھنا اور ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں اور ہمارے اور عیسائیوں کے سوا جنت میں کوئی نہیں جا سکتا اور اگر ہم جہنم میں گئے بھی تو صرف چند روز کے لئے جائیں گے۔ ان کا اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ یہ سراسر پر الزام تھا اور ان کا اپنے نیک باپ دادا کے اعمال پر بھروسہ کرنا بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اس لئے کہ اللہ ربّ العزّت نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ باپ دادا کے اعمال بیٹوں کے کام نہیں آسکتے۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی۔ ان کے کئے ہوئے اعمال انہی کے لئے ہیں اور تمہارے کئے ہوئے اعمال تمہارے لئے ہیں۔'' (البقرہ2: آیت141)

وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿51﴾

اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایمان والوں سے زیادہ سیدھی راہ پر ہیں۔ ﴿51﴾

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿52﴾

یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے آپ اس کا کوئی بھی مددگار نہیں پائیں گے۔ ﴿52﴾

آیت 51 :جِبْت وَ طَاغُوْت :- بت، کاہن اور جادوگر کو جِبْت کہاجاتا ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-''کنکریاں پھینک کر فال لینا، کسی بھی چیز سے بدشگونی لینا، پرندوں کے ذریعہ سے فال لینا جِبْت میں سے ہیں۔'' (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر جھوٹے معبود اور گمراہی کے سرغنہ کو طاغوت کہتے ہیں۔

کفار کو مسلمانوں پر فوقیت نہیں :

یہودی جہالت، بے دینی اور بے عملی کی وجہ سے دین میں کفار کو مسلمانوں پر فوقیت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مسلمانوں سے زیادہ صحیح راہ پر تم ہی ہو۔ کعب بن اشرف (یہودی سردار) مکہ میں آیا تو قریش نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ محمد (ﷺ) جو اپنی قوم سے الگ ہوگیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ وہ ہم سے بہتر ہے حالانکہ ہم حاجیوں کے خدمت گار اور بیت اللہ کے متولی ہیں، حجاج کو پانی پلاتے ہیں۔ کعب بن اشرف نے کہا کہ تم اس سے بہتر ہو۔ ان کے بارے میں یہ آیت (النسآء 4: آیت 51) نازل ہوئی۔ (مسند احمد)

آیت 52: یہود پر اللہ کی پھٹکار ہے :

اللہ تعالیٰ نے یہود پر پھٹکار ڈال دی۔ اب ان کا دنیا و آخرت میں کوئی حمایتی نہیں ہے کیونکہ یہ مشرکین سے مدد مانگنے مکہ گئے تھے اور انہیں اچھے دین والا کہا تھا تاکہ وہ خوش ہوکر ان کی مدد کریں، چنانچہ مشرکین ان کی مدد کو آئے اور جنگ احزاب میں ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿53﴾

کیا حکومت میں ان کا کچھ حصہ ہے ؟ اگر ایسا ہوتا تو یہ اس میں سے لوگوں کو تِل برابر بھی نہ دیتے۔ ﴿53﴾

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿54﴾

یا یہ لوگوں (مسلمانوں) سے اس بات پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں فضل عطا فرمایا ہے بے شک ہم نے اٰلِ ابراہیم (علیہ السلام) کو کتاب ، دانائی اور بہت بڑی بادشاہت عطا فرمائی تھی۔ ﴿54﴾

سے لڑے۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مدینہ کے چاروں طرف خندق کھودی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے مسلمانوں کو بچالیا۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ) ’’ اللہ نے کفار کو ان کے غیظ وغضب کے ساتھ لوٹا دیا اور انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور اس جنگ میں اللہ خود ہی مومنوں کو کافی ہوگیا اور اللہ بڑا طاقتور اور سب پر غالب ہے‘‘۔ (الاحزاب 33:آیت 25)

آیت 53: اللہ کی بادشاہت میں کوئی حصہ دار نہیں :

اللہ ربّ العزّت کی بادشاہت اور ملک میں یہود اور کفار کا کچھ حصہ نہیں، کہ اگر اس میں سے کچھ کم کردیا جائے اور کسی کو دے دیا جائے تو انہیں رنج وحسد پیدا ہو۔ اگر بالفرض ایسا ہوتا اور ملک میں ان کی حکومت ہوتی تو وہ اس میں سے کسی کو خصوصاً آپ ﷺ کو ایک ذرّہ بھی نہیں دیتے یعنی یہ لوگ انتہائی بخیل ہیں ۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ) ’’ (آپ ﷺ) فرمادیجئے اگر تم اپنے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ کے ڈر سے اسے بھی روکے رکھتے اور انسان ہے ہی تنگ دل‘‘۔ (بنی اسرائیل 17:آیت 100)

آیت 54: آخری نبی کی نبوّت پر حسد :

اس آیت مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہود کی اسلام دشمنی محض حسد کی وجہ سے ہے کیونکہ محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نبوتِ عظمیٰ سے نوازا ، اس سے وہ جلتے تھے اور وہ آپ ﷺ کو

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿55﴾

بعض تو ان میں سے اس (قرآن) پر ایمان لے آئے اور بعض نے اس کا انکار کردیا اور ان کے لئے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہی کافی ہے۔ ﴿55﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿56﴾

بے شک جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ہم جلد ہی انہیں آگ میں ڈال دیں گے۔ جب ان کی کھالیں (آگ سے) جل جائینگی تو ہم ان کی جگہ دوسری کھالیں چڑھادیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں۔ بے شک اللہ زبردست اور حکمتوں والا ہے۔ ﴿56﴾

نہیں مانتے تھے کیونکہ آپ ﷺ عربی ہیں اسرائیلی نہیں۔ اللہ تعالیٰ یہود کو سمجھا رہے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ بھی اسی ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کے چشم چراغ ہیں کہ جس طرح ہم نے آل ابراہیم علیہ السلام کو کتاب سنت اور وسیع سلطنت دی تھی اسی طرح محمد ﷺ کو بھی نبوت سے سرفراز فرمایا۔

آیت 55: رسول اکرم ﷺ کو تسلی:- اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ اگرچہ یہ آپ ﷺ کی نبوت کو نہیں مان رہے مگر آپ ﷺ دلبرداشتہ نہ ہوں آخرت میں ایسے ہی لوگوں کے لئے ہم نے آگ بھڑکا رکھی ہے۔

آیت 56: دعوت ربّانی کو نہ ماننے کی سزا:- اس آیت میں اللہ ربّ العزّت کی آیات کو نہ ماننے اور اس راہ سے لوگوں کو روکنے والوں کو جہنم کی آگ کی سزا سنائی گئی ہے اور انہیں یہ بتایا گیا ہے کہ جہنم کا عذاب انہیں اس طرح گھیر لے گا کہ انکے روئیں روئیں میں اور عضوعضو میں رچ بس جائے گا۔ ان پر یہ مار دائمی ہوگی جس سے انہیں کبھی خلاصی نصیب نہ ہوگی۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿57﴾

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ہم انہیں جلد ہی ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ انہیں وہاں پاکیزہ بیویاں ملیں گی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔ ﴿57﴾

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کردو اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کروتو انصاف سے کرو۔

آیت 57: سعادت مندوں کا بیان:

اس آیت میں سعادت مندوں کا بیان ہے کہ ان کا انجام جنت کی بہاریں ہیں، جہاں طرح طرح کی نہریں، خوبصورت محلات، باغات اور راستوں میں جہاں یہ چاہیں گے نہریں بہنے لگیں گی پھر یہ تمام خوش کن نعمتیں ہمیشگی والی ہوں گی۔ نہ انہیں زوال ہے اور نہ ہی ان میں کمی ہونے کا اندیشہ ہے۔ نہ واپس لی جائیں گی نہ ان کا پانی خراب ہوگا۔ انہیں جنت کی بہاروں سے علیٰحدہ ہونے کا ڈر نہ ہوگا اور وہاں انہیں خوبصورت و پاکیزہ بیویاں بھی ملیں گی۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ (اے اللہ ہمارا شمار بھی ان میں فرمایئے)

آیت 58: امانت ادا کرنے کا بیان:- اس آیت میں امانت واپس کرنے کا حکم ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو تمہارے پاس امانت رکھوائے اس کی امانت دیدو اور جو تم سے خیانت کرے تم اس سے خیانت مت کرو۔'' (ابوداؤد) تمام احکام وممنوعات امانت میں داخل ہیں۔ مثلاً عورت اپنی عصمت کی امین ہے۔ عبادات بھی امانت ہیں ان کو صحیح وقت پر خلوص نیت اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق ادا کرنا، امیر وغریب میں مساوات قائم کرنا یہ

اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿58﴾

بے شک اللہ تمہیں نہایت ہی عمدہ نصیحت کرتا ہے۔ بلاشبہ اللہ خوب سننے اور خوب دیکھنے والا ہے۔ ﴿58﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿59﴾

اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی بھی بات مانو جو صاحب امر ہوں پھر اگر تمہارا کسی معاملہ میں اختلاف ہوجائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹادو۔ اگر تم واقعی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو یہ بات بہت ہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی اچھی ہے۔ ﴿59﴾

تمام امانت میں شامل ہیں۔ یہ آیت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فتح مکہ کے موقع پر نازل ہوئی جن کے پاس بیت اللہ کی چابی تھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ پہنچے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو بلاکر چابی لی اور کعبہ کا دروازہ کھلوا کر اندر داخل ہوئے اور جب باہر نکلے تو یہ آیت تلاوت فرمائی اور عثمان رضی اللہ عنہ کو دوبارہ بلاکر چابی واپس کردی۔

آیت 59: اللہ کی نافرمانی والا حکم دینے پر امیر کی اطاعت نہ کی جائے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ بھیجا جس پر ایک انصاری صحابی عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حذافہ کو امیر مقرر فرمایا جب یہ لوگ روانہ ہوگئے تو امیر لشکر کو کسی بات سے لوگوں پر غصہ آ گیا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا ''کیا تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات ماننے کو نہیں کہا؟'' انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ کہا لکڑیاں جمع کرو۔ پھر لکڑیوں میں آگ لگادی گئی پھر کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں تمہیں آگ میں ضرور داخل ہونا پڑے گا۔ ان میں سے ایک نوجوان نے کہا ہم لوگ آگ ہی سے بچنے کی خاطر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں، جلدی نہ کرو،

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ

(اے نبی ﷺ) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس کتاب پر ایمان لے آئے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی اور ان کتب پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئی تھیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف رجوع کریں،

جب تک آپ ﷺ سے مل نہ لو پھر اگر آپ ﷺ آگ میں داخل ہونے کا حکم فرمادیں تو داخل ہو جائینگے۔ آخر رسول اکرم ﷺ کو خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:-'' اگر تم اس میں داخل ہوجاتے تو پھر کبھی اس سے نہ نکلتے۔اطاعت تو صرف اچھی باتوں میں ہے۔''(بخاری) ہم سے رسول اکرم ﷺ نے اس بات پر بیعت لی'' خواہ کوئی چیز اچھی معلوم ہو یا بری ، تنگی ہو یا فراخی یا ہم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے، ہرحال میں امیر کا حکم مانیں اور حکومت کے معاملات میں ارباب حکومت سے نہ جھگڑیں البتہ اگر کھلم کھلا کفر دیکھیں اور ہمارے پاس اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی دلیل ہوتو پھر جھگڑ سکتے ہیں۔'' (بخاری ،مسلم) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-''یاد رکھومیرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ کثرت سے خلفا ہونگے۔''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا پھر آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا:-''جو خلیفہ ہو اس کی بیعت کرو اور اس کا حق ادا کرو کیونکہ اللہ عزّ وجل رعایا کے بارے میں ان سے پوچھنے والا ہے۔'' (بخاری ،مسلم)

آیت 60: قرآن و حدیث چھوڑ نے والے مسلمان نہیں :

اللہ تعالیٰ اس آیت میں ان لوگوں کے ایمان کی نفی فرمارہے ہیں جو آسمانی کتب پر ایمان لانے کے دعویدار ہیں اور اپنے جھگڑوں کے فیصلے قرآن وحدیث کو چھوڑ کر دوسروں کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔جیسا کہ اس آیت کے سبب نزول سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک انصاری اور یہودی کے بارے میں اتری، جن میں جھگڑا ہوگیا تھا۔ یہودی نے کہا میرے اور تمہا رے

أُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿60﴾

حالانکہ انہیں ایسے طاغوت کا انکار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان انہیں سیدھی راہ سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔ ﴿60﴾

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿61﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری گئی کتاب اور رسول کی طرف آجاؤ تو آپ منافقین کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف آنے سے کتراتے ہیں۔ ﴿61﴾

درمیان محمد ﷺ فیصلہ فرمادیں گے اور انصاری نے کہا کہ کعب بن اشرف سے فیصلہ کراؤ۔ اس آیت میں ان لوگوں کو تنبیہ کی جارہی ہے جو اسلام ظاہر کرکے اپنے فیصلے جاہل حکام کے پاس لے جانا چاہتے تھے۔ یہ طریقہ اسلام سے نکال کر کفر کی طرف لے جاتا ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔

آیات 61 تا 63 منافقین کی مذمت :- ان آیات میں منافقین کی مذمت ہے۔ جب وہ اپنے شامتِ اعمال کی وجہ سے مصائب میں پھنس کر آپ کے محتاج ہوتے ہیں تو آپ کے پاس دوڑے دوڑے آکر قسمیں کھاتے ہیں اور آپ کو خوش کرنے کے لئے اپنا عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمارا صرف خیر خواہی اور میل و ملاپ کا ارادہ تھا ہم کفار کے پاس اس لئے نہیں گئے تھے کہ خدانخواستہ دل سے ان کی اچھائی کے عقیدت مند ہوں۔ صرف اتنی غرض تھی کہ باہمی صلہ وموافقت ہوجائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا:- (ترجمہ) ''آپ انہیں دیکھیں گے جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ دوڑ کر ان (کفار) میں گھسے جارہے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔'' (المائدہ 5:آیت52) اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو منافقین کے متعلق تفصیل سے آگاہ

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۚ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿62﴾

پھر اس وقت کیا ہوتا ہے جب ان کی اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت آپڑتی ہے تو یہ آپ کے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو صرف بھلائی اور صلح و صفائی کا ارادہ کیا تھا۔ ﴿62﴾

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿63﴾

یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے دلوں کا بھید اللہ پر بخوبی روشن ہے، آپ ان سے چشم پوشی کیجئے، انہیں نصیحت کرتے رہئے اور انہیں وہ بات کہئے جو ان کے دلوں میں گھر کرنے والی ہو۔ ﴿63﴾

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

اور ہم نے ہر رسول کو صرف اس لئے بھیجا کہ اللہ کی اجازت سے اس کی اطاعت کی جائے۔ (اگر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ) جب وہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتے تو

کردیا اور آپ ﷺ کو تسلی بھی دیدی کہ اللہ تعالیٰ منافقین کے دلوں کی باتیں جانتے ہیں اس سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں اور اللہ ربّ العزّت ان کے اعمال کا بدلہ دینے والے ہیں۔

آیت 64: رسول اکرم ﷺ کی اطاعت فرض ہے:

رسول اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ قوم پر اس رسول کی تابعداری فرض ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ تابعداری کی توفیق دے وہی تابعداری کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ”جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی حقیقت میں اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“ (النسآء 4: آیت 80)

فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿64﴾

وہ آپکے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی کی درخواست کرتا تووہ یقیناً اللہ کو بہت ہی معاف کرنیوالا مہربان پاتے۔ ﴿64﴾

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿65﴾

قَسم ہے آپ کے رب کی، یہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلہ آپ ان میں کردیں اس سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی محسوس نہ کریں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔ ﴿65﴾

آیت 65: رحمت عالم ﷺ بحیثیت منصف:

زبیر رضی اللہ عنہ جو رسول اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے انکا اور ایک آدمی کا زمینوں کو سیراب کرنے والے پانی کی باری کے لئے جھگڑا ہوگیا،معاملہ آپ ﷺ کے سامنے پیش ہوا آپ ﷺ نے صورتِ حال کا جائزہ لیکر جو فیصلہ کیا وہ اتفاق سے زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں تھا۔ اس پر دوسرے آدمی نے کہا کہ آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ وہ آپکا پھوپھی زاد بھائی ہے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری) مسلمانوں پر ظاہر و باطن میں اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت فرض ہے یعنی جب ایک مسلمان نے آپ ﷺ کو منصف مان لیا تو دل سے بھی آپ ﷺ کی اطاعت کرنا فرض ہے اور اسے چاہئے کہ وہ آپ ﷺ کے فیصلہ کے آگے سرِتسلیم خم کردے اور آپ ﷺ کے فیصلہ کو بخوشی قبول کرے۔آپ ﷺ کے فیصلہ کو قبول نہ کرنا ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے نکال کر کفر کی طرف لے جاتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿66﴾

اور اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ، تو ان میں سے بہت ہی کم لوگ اس پر عمل کرتے اور اگر یہ وہی کریں جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً یہ (عمل) ان کے لئے بہتر اور (دین میں) بہت زیادہ مضبوطی والا ہوتا۔ ﴿66﴾

وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿67﴾

اور تب تو انہیں ہم اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے۔ ﴿67﴾

وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿68﴾

اور یقیناً انہیں راہ راست دکھا دیتے۔ ﴿68﴾

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

اور جو بھی اللہ اور رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے، تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا،

آیت 66: نافرمان لوگوں کی عادات:

اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کی خبر دے رہے ہیں کہ وہ ہمارے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں اور ہمارے احکامات پر عمل نہیں کرتے کیونکہ ان کی بری طبیعتیں مخالفت پر تلی ہوئی ہیں۔

آیات 67 تا 69: اطاعت گزاروں کو بڑے لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی:

جس نے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کیا اور اس بات سے باز رہا جس سے انہوں نے روک دیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عزّت والے گھر میں جگہ دیں گے اور اسے انبیا اور اولیا کا رفیق بنائینگے۔ نبی پر وحی آتی ہے۔ صدیق پر وحی نہیں آتی۔ نبی کے بعد صدیق کا درجہ

عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿69﴾

جیسے نبی، صدیق، شہید اور نیک لوگ۔ یہ بہترین رفیق ہیں۔ ﴿69﴾

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿70﴾ ع

یہ فضل اللہ ہی کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ جاننے والا۔ ﴿70﴾

ہے۔ شہید وہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں خلوص کے ساتھ جان دیدی۔ صالح وہ مومن ہے جس کا ظاہر و باطن ایک ہو۔ پھر اللہ ربّ العزّت نے ان سب کی تعریف فرمائی کہ ایسے لوگوں کا ساتھ بہترین ساتھ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے :- ''یہ تو یقینی بات ہے کہ نبی ﷺ سب مسلمانوں اور امتیوں سے جنت میں درجہ کے اعتبار سے بڑھ چڑھ کر ہونگے۔ جب سب جنت میں جمع ہوجائیں گے تو ہم آپ ﷺ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ کو کیسے دیکھ سکیں گے؟ جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس رات گزارا کرتا تھا ایک مرتبہ میں آپ ﷺ کے پاس وضو اور قضائے حاجت کے لئے پانی لایا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:- ''کوئی چیز طلب کرو'' میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- ''اس کے علاوہ کچھ اور؟'' میں نے کہا میرا تو بس یہی سوال ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- ''کثرت سے سجدے (نوافل نماز پڑھ) کرکے میری مدد کرو''۔ (مسلم)

آیت 70: فضل کے مستحق:- اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ فضل صرف اللہ ہی کی رحمت سے ہے۔ اسی نے نیک لوگوں کو اپنے فضل کا مستحق بنایا اور اللہ تعالیٰ انہیں خوب جانتے ہیں جو ہدایت و توفیق کے مستحق ہیں۔ اے اللہ کریم، ہمیں بھی ہدایت پر ثابت قدم رکھیئے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرمایئے۔ آمین۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿71﴾

اے مسلمانو ، مقابلہ کے لئے اپنے بچاؤ کا سامان لے لو پھر جیسا موقع ہو گروہ گروہ بن کر کوچ کرو یا سب کے سب اکٹھے ہو کر نکل کھڑے ہو۔ ﴿71﴾

وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿72﴾

اور یقیناً تم میں بعض ایسے بھی ہیں جو لڑائی سے جی چراتے ہیں پھر اگر تمہیں کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔ ﴿72﴾

وَ لَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿73﴾

اور اگر تمہیں اللہ کا کوئی فضل مل جائے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ گویا تم میں اور ان میں دوستی تھی ہی نہیں ، کاش، میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کر لیتا۔ ﴿73﴾

آیت 71: مسلمانوں کو ہر وقت مدافعت کے لئے تیار رہنے کا حکم:

مسلمانوں کو دشمن سے بچاؤ کرنے کا حکم ہے کہ اسلحہ ، سامانِ جنگ اور افراد کی کثرت سے اللہ ربّ العزّت کی راہ میں ہر وقت جہاد کرنے کے لئے تیار رہیں۔

آیات 72 تا 73: منافقین کی ایک خاص نشانی :- یہ آیات منافقین کے بارے میں اتریں جو نفاق کی وجہ سے خود بھی جہاد کیلئے نہیں نکلتے تھے اور دوسروں کو بھی جہاد سے روکتے تھے اور جب مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی تو یہ کہتے کہ اچھا ہوا اس وقت ہم مسلمانوں کے ساتھ نہیں تھے۔ میدانِ جہاد میں اپنی غیر موجودگی کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی نعمت شمار کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ مجاہد نے صبر و شہادت کا کتنا بڑا ثواب حاصل کیا جو ان کو نصیب نہ ہو سکا۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿74﴾

پس جو لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلہ بیچ دیں، انہیں چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور پھر جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہوجائے یا غالب آجائے تو یقیناً ہم اسے بہت بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔ ﴿74﴾

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مرَدوں، عورتوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد نہیں کرتے ہو جو کمزوری کی وجہ سے

اور جب مسلمانوں کو فتح ملتی اور مال غنیمت ملتا تو افسوس کا اظہار کرتے تھے۔

آیت 74: جہاد کی رغبت :- اس آیت میں مسلمانوں کو ان لوگوں سے جہاد کرنے کی رغبت دلائی جارہی ہے جو دنیا وی زندگی کو آخرت کے بدلہ خرید رہے ہیں اور اپنا دین فروخت کرکے تھوڑی سی دنیا حاصل کرلیتے ہیں یہ عادات ان میں کفر اور ایمان نہ لانے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ اس بات کا ضامن ہوجاتا ہے کہ اگر انہیں شہادت دے گا تو جنت میں داخل فرمائے گا یا ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ گھر واپس لوٹا دے گا۔'' (بخاری، مسلم)

آیت 75: جہاد کے ذریعہ کمزور مسلمانوں کی مدد کرنے کا حکم:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مومنین کو اپنی راہ میں جہاد کیلئے ابھار رہے ہیں اور اس بات کی ترغیب دے رہے ہیں کہ مکہ میں جو کمزور مرد، عورتیں اور بچے رہ گئے ہیں اور ان پر کفار مصیبتیں توڑ رہے ہیں اور جو بے یار ومددگار ہیں۔ انہیں قریش کے ظلم وستم سے نجات دلاؤ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ، نماز میں رکوع سے سر

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿75﴾

دبا لئے گئے ہیں جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے رب، ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لئے اپنے پاس سے حمایتی مقرر کردے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنادے۔ ﴿75﴾

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿76﴾

ایمان والے تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کفار اللہ کے سوا طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔پس تم شیطان کے دوستوں سے جہاد کرو، یقین مانو کہ شیطان کی چال انتہائی کمزور ہے۔ ﴿76﴾

اٹھانے کے بعد ان کمزور مسلمانوں کے نام لے لے کر مشرکین مکہ سے نجات کی دعا مانگا کرتے تھے۔(بخاری) چنانچہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ اور کمزور مسلمانوں کی دعا کو قبول فرمالیا۔ ان مسلمانوں میں سے کچھ تو مدینہ ہجرت کرنے میں کامیاب ہوگئے اور کچھ وہیں رہے یہاں تک کہ اللہ عزّ وجل نے اپنے نبی ﷺ کو فتح مکہ جیسی نعمت عطا فرمائی اور باقی ماندہ مسلمانوں کو عزت کی زندگی نصیب ہوئی۔

آیت 76 : مسلمان محض رضائے باری تعالیٰ کیلئے لڑتے ہیں :

ایمان والے صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اطاعت خوشنودی اور اللہ کے کلمہ کی بلندی کیلئے جہاد کرتے ہیں اور کافر شیطان کو خوش کرنے کیلئے لڑتے ہیں اسی لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لئے مسلمانوں کو ترغیب دلائی اور فرمایا کہ شیطان کے دوستوں سے لڑو میری نصرت اور مدد یقیناً تمہارے ساتھ ہوگی اور کفار سے مرعوب نہ ہو کیونکہ یہ شیطان کے دوست ہوتے ہیں اور شیطان کا مکر کمزور ہوتا ہے اور باطل کے پاؤں نہیں ہوتے۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ وَ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡيَةً ۚ وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ ۚ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ ۚ

کیا آپ (ﷺ) نے انہیں نہیں دیکھا، جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھواور نمازیں پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان کا ایک گروہ لوگوں سے اس طرح ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرنا چاہئے، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کہنے لگا کہ اے ہمارے رب، تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کردیا؟ ہمیں تھوڑی سی زندگی اور گزارنے کی مہلت کیوں نہ دی؟ آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ دنیا کا فائدہ تو بہت ہی کم ہے

آیت 77: جہاد کا حکم مسلمانوں کی خواہش کے مطابق آیا:

آغاز اسلام میں جب مسلمان مکہ میں تھے، ان پر نماز فرض ہوگئی تھی ،مال سے زکوٰۃ دینے کا حکم بھی آ گیا تھا اوراسی طرح فقراء کے ساتھ احسان کرنے ،مشرکین سے درگزر کرنے، انہیں معاف کردینے اور تکالیف پر صبر کرنے کا حکم تھا۔مسلمان دل ہی دل میں کڑھتے تھے اور جہاد کے حکم کے آرزو مند تھے تا کہ دشمنوں سے بدلہ لیکر کچھ تو دل کی بھڑاس نکالیں۔ اس وقت موقع محل اور بہت سے دوسرے اسباب کی وجہ سے جہاد مناسب نہ تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ ان پر جہادفرض کردیا جائے پھر جب ان پر جہادفرض کردیا گیا تو ایک گروہ لوگوں سے مرعوب ہوکر کہنے لگا کہ ہم پر جہاد کیوں فرض کردیا گیا ؟ ہمیں ایک مدت تک کیوں نہیں جینے دیا؟ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جواب دیا:-''فرمادیجئے دنیا کی پونجی تھوڑی سی ہے اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت ہی بہتر ہے۔''

دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب:- متقی کے لئے آخرت اس دنیا سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿77﴾

اور پرہیز گاروں کے لئے تو آخرت ہی بہتر ہے اور تم پر معمولی سا ظلم بھی نہیں کیا جائے گا۔ ﴿77﴾

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ

تم جہاں کہیں بھی ہو موت تو تمہیں آ کر ہی رہے گی، چاہے تم مضبوط قلعوں میں ہو اور اگر انہیں کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ (ﷺ) کی طرف سے ہے۔ آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ یہ سب

وعدہ فرمارہے ہیں کہ قیامت کے دن ہر شخص کو اسکے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اس آیت میں مسلمانوں کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا شوق دلایا گیا ہے اور جہاد کی ترغیب بھی دی جارہی ہے۔

آیت 78: موت یقیناً آئے گی:- ہر نفس کو موت تو ہر حال میں آئے گی۔ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ موت کے لئے وقت اور جگہ مقرر ہے جس سے فرار ممکن نہیں۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ (اٰل عمران 3: آیت 185)

منافقین کے برے اعمال:

منافقین کے برے اعمال میں سے یہ بھی ہے کہ جب ان کے مال و اولاد میں برکت ہوتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، اللہ نے اچھا جان کر ہمیں یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے اور اگر قحط سالی اور مال میں کمی ہوجائے تو کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ، یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے آپ جب سے مدینہ آئے ہیں یہ حالت ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ ان کی تردید

عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿78﴾

کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔انہیں کیا ہوگیا ہے کہ کوئی بات سمجھتے ہی نہیں ہیں۔؟ ﴿78﴾

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۘ وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿79﴾

(اے انسان) تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے نفس (کی برائیوں) کی وجہ سے ہے۔ (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور(اس بات پر) اللہ بطور گواہ کافی ہے۔ ﴿79﴾

فرمارہے ہیں کہ اے منافقوں کی جماعت ،نعمت یا مصیبت کا تعلق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ تم جہالت اور عناد میں مبتلا ہو گئے ہو تمہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

آیت79 :اللہ رحم کرنے والا ہے :- یہاں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ تمام انسانوں سے مخاطب ہیں کہ تمہیں جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، لطف و احسان اوررحمت و شفقت کی وجہ سے ملتی ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے برے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)''تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے پہنچی اور اللہ بہت سے گناہوں کو تو معاف بھی فرمادیتا ہے۔'' (الشوریٰ 42:آیت30)

امام الانبیا ﷺ کی رسالت پر اللہ کی گواہی :

اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تا کہ آپ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی شریعت مطہرہ کے احکام انہیں پہنچادیں۔ آپ ﷺ کی رسالت پر اللہ گواہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی گواہی کے بعد کسی گواہی کی ضرورت ہی نہیں۔(مزید معلومات کیلئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر الرعد13:آیت43)

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿80﴾

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے (حقیقت میں) اللہ کی اطاعت کی اور جس نے (آپ ﷺ کی اطاعت سے) منہ پھیرلیا تو ہم نے آپ(ﷺ) کو ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ ﴿80﴾

وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ

وہ(منہ پر) کہتے ہیں کہ ہم مطیع وفرمانبردار ہیں، پھر جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت آپ کی باتوں کے خلاف راتوں کو مشورہ کرتی ہے۔ ان کی راتوں کی بات چیت

آیت 80: رسول اکرم ﷺ کی اطاعت، اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے:

جس نے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ اپنے دل سے کوئی بات نہیں گھڑتے۔ جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوتی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ”جس نے میری بات مانی اس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بات مانی اور جس نے میری بات ٹھکرائی اس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بات ٹھکرائی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“(بخاری، مسلم)

(مزید معلومات کیلئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر النجم 53: آیات 3 تا 4)

آیت 81: منافقین کی نادانی کا بیان:

اس آیت میں منافقین کا بیان ہے کہ وہ موافقت اور اطاعت کا اظہار کرتے ہیں، پھر جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو راتوں کو آپس میں ملکر آپ ﷺ کی نافرمانی اور سرکشی کے عہد کی تجدید کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی باتوں کے خلاف چھپ چھپ کہ مشورہ کرتے

يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿81﴾

اللہ لکھ رہا ہے۔ آپ ان سے منہ پھیر لیں اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں اللہ ہی بھروسہ کیلئے کافی ہے۔ ﴿81﴾

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿82﴾

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔ ﴿82﴾

ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مشوروں کو فرشتوں کے ذریعہ سے جو بندوں پر مقرر ہیں لکھوا لیتے ہیں جس کا انہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)'' منافق کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ہمارا ایمان ہے اور ہم ان کے تابعدار ہیں۔ پھر اس اقرار کے بعد ایک گروہ پھر جاتا ہے، دراصل یہ لوگ ایمان والے ہی نہیں ۔''(النور 24:آیت47)

آیت 82: قرآن مجید میں غور و فکر کا حکم :- اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمام لوگوں کو حکم دے رہے ہیں کہ قرآن مجید میں غور وفکر کرو۔ قرآن کریم کے معانی کو سمجھنے سے اور اس کے الفاظ میں غور کرنے سے دینی اور دنیاوی دونوں فوائد حاصل ہوتے ہیں اور اس پر عمل کرنے سے پیچھے نہ رہا کرو کیونکہ یہ ایسا کلام ہے جس میں اختلاف ہی نہیں ہے۔ اس قرآن میں غیبی امور سے متعلق بہت سی تفاصیل موجود ہیں۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ انکی تصدیق اور تائید ہو رہی ہے، اس لئے منافقین کو اپنا نفاق چھوڑ کر اس کتاب پر سچے دل سے ایمان لانا چاہئے تا کہ انہیں دنیا اور آخرت میں کامیابی مل سکے۔

آیت83 منافقین کا برا طریقہ:

اس آیت میں منافقین کے اس برے طریقے کا ذکر ہے جس سے مسلمانوں کو بہت زیادہ

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿83﴾

اور جب انہیں امن یا خوف کی کوئی خبر ملتی ہے تو یہ اسے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول (ﷺ) اور اپنے میں سے تحقیق کی صلاحیت رکھنے والوں تک پہنچا دیتے تو وہ لوگ ہی اس کی حقیقت معلوم کر لیتے اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو سوائے چند لوگوں کے تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔ ﴿83﴾

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ

(پس اے نبی ﷺ) آپ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیئے ، آپ اپنی ذات کے علاوہ کسی اور کے ذمہ دار نہیں ہیں،

نقصان اٹھانا پڑتا ہے ، یہ کہ منافقین بغیر تحقیق کے خبروں کو پھیلانا شروع کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ تم ان کے اس برے طریقے کو اختیار نہ کرنا کیونکہ اس میں بہت بڑے نقصان کا خدشہ ہے ۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :۔''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کر دے۔''(مسلم) (مزید معلومات کے لئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر الحجرات 49: آیت 6)

آیت 84 : رسول اکرم ﷺ کو جہاد کا حکم :

رسول اکرم ﷺ کو حکم ہے کہ اگر منافقین آپکی بات نہیں مانتے تو آپ بذاتِ خود کفار سے جنگ کریں خواہ کوئی آپ کا ساتھ دے یا نہ دے۔آپ کسی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ آپ اپنا فرض ادا کریں ، اللہ کی نصرت آپکے ساتھ ہو گی۔

وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿84﴾

ہاں ایمان والوں کو (جہاد کی) رغبت دلاتے رہیئے، بہت ممکن ہے کہ اللہ کفار کا زور توڑ دے اور اللہ بہت قوت والا ہے اور سخت سزا دینے والا ہے۔ ﴿84﴾

مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب :- اس آیت میں اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو ہدایت دے رہے ہیں کہ مومنین کو جنگ پر ابھارئے ،اس کا شوق دلائے ، بہادری اور جواں مردی پر ابھاریئے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے جنگ بدر کے موقعہ پر صفیں درست کرتے ہوئے فرمایا تھا:-'' اے مسلمانو، جنت کے لئے کھڑے ہوجاؤ جس کا عرض (چوڑائی و لمبائی) آسمانوں وزمین کے برابر ہے۔'' (مسلم)

جہاد کی فضیلت :- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :-''جو شخص اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لایا، نماز کا پابند رہا، زکوٰۃ ادا کرتا رہا اور رمضان کے روزے رکھتا رہا۔ اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے خواہ اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یا اپنے آبائی وطن ہی میں ٹھہرا رہا ہو''۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے کہا:-'' اے اللہ کے رسول ﷺ ،کیا ہم لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سنادیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا:-'' دیکھو جنت کے 100 درجات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے بنایا ہے۔ ہر 2 درجہ کے درمیان آسمان سے زمین تک کا فاصلہ ہے۔ جب تم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ یہ اعلیٰ جنت ہے۔'' (بخاری)

آیت 85: نیکی کا بدلہ نیکی ہے:- کفار کے خلاف جہاد کی ترغیب دلانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی اور اچھی شفاعت ہے اسی لئے یہاں اچھی اور بری

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿85﴾

جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے اسے بھی اس کا حصہ ملے گا اور جو برائی اور بدی کی سفارش کرے اس کے لئے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے اور اللہ ہر چیز کی نگرانی کرنے والا ہے۔ ﴿85﴾

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا (کم از کم) انہی الفاظ کو لوٹا دو ، بلا شبہ اللہ .....

شفاعت کا بیان کیا گیا ہے کہ اچھی شفاعت کرنے والے کو اچھا بدلہ ملتا ہے جبکہ بری شفاعت کرنے والے کو برا بدلہ ملتا ہے، اسی طرح جو شخص ایسے کام میں جدوجہد کرے جس کے نتیجہ میں نیکی اور بھلائی ہو اسے بھی نیکی ملے گی اور جو ایسے کام کی کوشش کرے جس کا انجام برائی اور شرارت ہو تو وہ بھی اس کے وبال سے نہ بچ سکے گا۔

آیت 86: مسلمانوں کو سلام کا جواب دینے کا حکم:

اللہ ربّ العزّت مسلمانوں کو حکم دے رہے ہیں کہ جب کوئی مسلمان تمہیں سلام کرے تو تمہیں اس کے سلام سے بہتر جواب دینا چاہئے یا اس کے برابر ہی جواب دینا چاہئے، اس کے سلام سے افضل جواب دینا مستحب ہے اور برابر کا جواب فرض ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ '' کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ فرما کر اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔''اس شخص کو 10 نیکیاں ملیں''۔ پھر دوسرے شخص نے آ کر'' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ '' کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں وَ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فرمایا۔ پھر جب وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔'' اس شخص کو 20 نیکیاں ملیں''

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿86﴾

ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ ﴿86﴾

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿87﴾

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں وہ قیامت کے دن تم سب کو یقیناً جمع کرے گا، جس کے (آنے) میں کوئی شک نہیں، اللہ سے زیادہ سچا اور کون ہوسکتا ہے۔ ﴿87﴾

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ

تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دوگروہوں میں تقسیم ہوگئے ہو؟ انہیں تو ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ نے اوندھے منہ (گمراہی میں مبتلا) کردیا ہے، کیا تم لوگ اسے

پھر تیسرے شخص نے آکر ’’اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ‘‘ کہا۔ آپ ﷺ نے جواب میں ’’وَ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ‘‘ فرمایا۔ پھر جب وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:- ’’اس شخص کو 30 نیکیاں ملیں۔‘‘ (ترمذی، نسائی)

آیت 87: قیامت کی یقین دہانی :- یہاں اللہ ربّ العزّت قسم کھا کر یقین دلا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم سب کو جمع کردیں گے۔ یقین مانیں قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچ بیان کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔

آیت 88: منافقین گمراہی پھیلاتے ہیں:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ غزوۂ احد کے لئے نکلے تو جو منافقین پہلے آپ ﷺ کے ساتھ چلے بعد میں عبداللہ بن ابی منافق کے کہنے پر راستہ سے ہی واپس ہوگئے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ان کے بارے میں 2 رائے ہوگئی تھیں۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا کہنا تھا کہ ان منافقین کو قتل کر دینا چاہئے اور بعض کا کہنا تھا کہ انہیں قتل نہیں کرنا چاہئے۔ یہ

اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿88﴾

ہدایت دینا چاہتے ہو جسے اللہ نے گمراہ کردیا ہے اور اللہ جسے گمراہ کردے آپ اس کے لئے کبھی بھی کوئی راہ نہ پائیں گے۔﴿88﴾

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

ان کی تو خواہش ہے کہ تم بھی ان کی طرح کافر ہو جاؤ تاکہ تم اور وہ سب یکساں ہوجائیں۔ لہٰذا جب تک یہ اسلام کی خاطر وطن نہ چھوڑیں، ان میں سے کسی کو حقیقی دوست نہ بناؤ پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو جہاں بھی یہ تمہارے ہاتھ لگ جائیں، انہیں پکڑو اور قتل کردو۔

مسلمان ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی جس سے منافقین کا نفاق ظاہر ہوگیا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:''مدینہ طیبہ (پاک) ہے یہ زنگ اور گندگی کو اس طرح نکال پھینکتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے۔''(بخاری)

آیت 89: منافقین مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مسلمانوں کو آگاہ فرمارہے ہیں کہ منافقین مسلمانوں کی گمراہی کے خواہش مند رہتے ہیں تاکہ گمراہی میں دونوں برابر ہوجائیں۔ ان کی یہ تمنا تم سے شدید عداوت اور انتہائی بغض کی بنا پر ہے۔ لہٰذا انہیں اس وقت تک دوست نہ بنانا جب تک وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں پھر اگر وہ ہجرت نہ کریں اور اپنے کفر کا اظہار کریں تو انہیں جہاں پاؤ پکڑو اور قتل کردو اور ان سے کسی قسم کا تعاون نہ کرو اور اپنے دشمنوں پر ان سے مدد نہ مانگو جب تک وہ اپنی اسی حالت پر جمے رہیں۔

وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿89﴾

خبردار ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ بنانا۔ ﴿89﴾

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا

سوائے ان (منافقون) کے جو اس قوم سے تعلق رکھتے ہوں جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے یا جو تمہارے پاس اس حالت میں آئیں کہ تم سے جنگ کرنے سے بھی بیزار ہوں اور اپنی قوم سے بھی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کر دیتا اور وہ تم سے جنگ کرتے لہٰذا اگر یہ لوگ تم سے لڑائی نہ کریں

آیت 90: قتل کے حکم سے مستثنیٰ منافقین:

منافقین کے قتل کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا ہے:

❶ وہ منافقین جو ایسی قوم سے پناہ لیں جن کے ساتھ مسلمانوں کا صلح اور امن کا معاہدہ ہو تو وہ انہیں کے حکم میں ہو جائیں گے۔ ❷ وہ منافقین جو اپنی صلح کی وجہ سے مسلمانوں سے جنگ نہیں کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اپنی قوم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں نہ تو قید کیا جائے اور نہ ہی قتل کیا جائے۔ اس لئے کہ ایسے لوگوں سے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسلام چونکہ امن اور سلامتی والا دین ہے لہٰذا جو اسکے خلاف سازشیں نہ کرتا ہو اس سے بلا وجہ لڑائی کرنا منع ہے۔

آیت 91: منافقین کا بیان:

اس آیت مبارکہ میں منافقین کی اس بدترین جماعت کا بیان ہے جو رسول اکرم ﷺ اور

اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿90﴾

اور تمہیں صلح کا پیغام دیں تو اللہ نے تمہارے لئے ان پر لڑائی کی کوئی راہ نہیں رکھی ہے۔ ﴿90﴾

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿91﴾ ع

تم کچھ (منافق) لوگوں کو ایسا بھی پاؤ گے جن کی چاہت ہے کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی (لیکن) جب بھی فتنہ انگیزی کا موقع پائیں گے اس میں اوندھے منہ کود پڑیں گے، اگر ایسے لوگ تم سے کنارہ کشی نہ کریں اور تم سے صلح کا معاملہ پیش نہ کریں اور (تم سے) اپنے ہاتھ نہ روک لیں تو انہیں پکڑو اور قتل کر ڈالو، جہاں کہیں بھی پاؤ، یہی وہ لوگ ہیں جن پر ہاتھ اٹھانے کی ہم نے تمہیں کھلی چھوٹ دے دی ہے۔ ﴿91﴾

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ

کسی مومن کیلئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اسلام کا اظہار کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کی طرف سے ان کی جان، مال اور انکی اولاد محفوظ رہے اور اندر اندر سے کفار سے دوستی بھی رکھتے تھے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جب وہ (منافق) اپنے سرداروں سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔'' (البقرہ 2: آیت 14)

آیت 92 : مسلمانوں کا خون حلال نہیں:- مومن کا اپنے کسی مومن بھائی کو کسی صورت میں بھی قتل کرنا جائز نہیں۔ البتہ تین صورتوں میں جائز ہے ❶ جان کے بدلہ جان

مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ
مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ
اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ
قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ
كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ
مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ
وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ
لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ ۙ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿92﴾

مومن کو قتل کر ڈالے مگر یہ کہ غلطی سے ہوجائے۔ جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر ڈالے تو (اس کا کفارہ یہ ہے کہ) ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا لازم ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کردیں اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا فرد ہو اور ہو وہ بھی مسلمان تو صرف ایک مومن غلام کو آزاد کرنا لازم ہے اور اگر مقتول اس قوم میں سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے تو اس کے ورثاء کو دیت دینا بھی لازم ہے اور ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا بھی (ضروری ہے) پس جسے یہ (غلام یا لونڈی آزاد کرنا) میسر نہ ہو تو وہ اللہ سے معافی کیلئے دو ماہ لگاتار روزے رکھے، اللہ بخوبی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ ﴿92﴾

---

❷ شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرنے والا ❸ اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرنے والا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جنگ کے دوران کسی مشرک کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا لیکن انہوں نے پھر بھی اسے قتل کرڈالا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات آئی اور یہ بھی کہا گیا کہ اس نے جان بچانے کی خاطر کلمہ پڑھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا؟ (بخاری)

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿93﴾

اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرڈالے اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔ ﴿93﴾

قتل خطا (غلطی سے قتل) پر دو باتیں واجب ہیں:

غلطی سے قتل پر دو باتیں واجب ہیں۔ ایک تو بڑے گناہ کا کفارہ جس کا ارتکاب ہوجائے، اگرچہ غلطی ہی سے ہوا ہو، اس پر مومن غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا شرط ہے، کافر کو آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ نابالغ غلام یا لونڈی بھی ناکافی ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سیاہ لونڈی کو لے کر رسول اکرم ﷺ کے پاس آکر کہنے لگے کہ میرے ذمہ ایک مومن گردن کا آزاد کرنا ہے۔ اگر آپ ﷺ اسے ایمان والی خیال فرماتے ہیں تو کیا میں اسے آزاد کردوں؟ اس لونڈی سے رسول اکرم ﷺ نے پوچھا:-''کیا تم اللہ کے ایک معبود ہونے کا اقرار کرتی ہو؟'' اس نے کہا''جی ہاں'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ''کیا میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے کہا'' جی ہاں'' آپ ﷺ نے فرمایا:-''تمہارا آخرت کی زندگی پر ایمان ہے؟'' اس نے کہا'' جی ہاں'' آپ ﷺ نے فرمایا:-''یہ مومنہ ہے، اسے آزاد کردو۔'' (مسند احمد)

آیت 93: قتلِ عمد (جان بوجھ کر قتل کرنے) کی وعید:

اس آیت میں قتلِ عمد کی سخت وعید بیان ہوئی ہے۔ قرآن کریم کی اکثر آیات میں یہ عظیم گناہ شرک کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:-(ترجمہ)''(رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو بطور معبود نہیں پکارتے اور حق کے سوا اس نفس کو قتل نہیں کرتے جس کو اللہ نے حرام فرمادیا ہے۔'' (الفرقان 25:آیت 68) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-❶'' جس شخص نے کسی شخص کو جان بوجھ کر قتل کردیا قیامت کے دن مقتول قاتل کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور اپنے سر کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے عرش کے سامنے آئے گا، اس کی رگوں سے خون

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ

اے ایمان والو، جب تم اللہ کی راہ میں سفر کر رہے ہو تو (دوست ، دشمن میں) تمیز کرو اور جو تمہیں سلام کرے، تم اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔ اگر تم دنیاوی فائدہ کی تلاش میں ہو تو اللہ کے پاس بہت سے اموالِ غنیمت ہیں۔ پہلے تم بھی ایسے

بہہ رہا ہوگا۔ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب، اپنے اس بندہ سے پوچھئے اس نے کس وجہ سے مجھے قتل کیا تھا۔'' (ترمذی) ❷ ''اگر آسمان و زمین کے تمام رہنے والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں ڈال دیں گے۔'' (ترمذی۔عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

کیا جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ مقبول ہے؟:

اگر قتل کرنے کے بعد قاتل اپنے اس عمل پر شرمندہ ہو اور خضوع وخشوع کے ساتھ توبہ کرے اور مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کردے یا معاف کروالے تو اس کی بھی توبہ قبول ہوجاتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-'' بنی اسرائیل کے ایک شخص نے 100 آدمیوں کو قتل کردیا، پھر ایک عالمِ دین سے مسئلہ دریافت کیا کہ کیا میری توبہ قبول ہوجائے گی؟ تو اس نے جواب دیا کہ تمہارے اور تمہاری توبہ کے درمیان کیا رکاوٹ ہے؟'' (یعنی پرخلوص توبہ کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں) اور پھر اسے کہا کہ تم اپنی بستی چھوڑ کو اُس بستی میں چلے جاؤ جہاں اللہ کے نیک بندے رہتے ہیں، چنانچہ وہ توبہ کرکے اس بستی کی طرف ہجرت کررہا تھا کہ راستہ ہی میں اسے موت آگئی ، رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح اپنے قبضہ میں لے لی۔ (بخاری۔عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

(مزید معلومات کیلئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر زمر 39: آیت 53 اور الفرقان 25: آیات 69 تا 70)

آیت 94: سلام کرنے والے کو بغیر تحقیق کے قتل کرنا منع ہے:

بنو سلیم قبیلہ کا ایک آدمی بکریاں چرا رہا تھا۔ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو اس

كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿94﴾

ہی تھے، پھر اللہ نے تم پر احسان کیا۔ اس لئے تم تحقیق کرلیا کرو ، بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ ﴿94﴾

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ

اپنی جانوں اور اموال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے جہاد سے پیچھے بیٹھے رہنے والے مومن برابر نہیں۔ اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ نے درجات میں بہت فضیلت دے رکھی ہے اور یوں تو اللہ نے ہر ایک سے بھلائی

نے انہیں سلام کیا لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھے کہ یہ اپنی جان بچانے کیلئے ہمیں سلام کر رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کردیا اور اس کی بکریاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (بخاری)

آیت 95: عذر شرعی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کا بیان:

جب یہ آیت اتری تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے یہ آیت لکھوائی۔ عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی آ کر شکوہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ میں جہاد کرسکتا تو ضرور کرتا، اس پر غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ اترے۔ (بخاری) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں شرعی عذر کی بنا پر مدینہ رہ جانے والوں کو بھی غزوہ میں شریک قرار دیا۔ (بخاری) یعنی عذر کی بنا پر جہاد میں شریک نہ ہوسکے اور ارادہ پُر خلوص ہو تو جہاد کا ثواب ملتا ہے۔

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿95﴾

کا وعدہ کر رکھا ہے لیکن اللہ نے مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر بہت زیادہ اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔ ﴿95﴾

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿96﴾

ان کیلئے اللہ کی طرف سے بڑے درجات، مغفرت اور رحمت ہے اور اللہ معاف کرنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿96﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿97﴾

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور اور مجبور تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم وہاں ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ ﴿97﴾

آیت 96: مجاہدین کی فضیلت:- مجاہدین کو غیر مجاہدین پر بڑی فضیلت ہے کہ انہیں جنت کے اعلیٰ درجات پر فائز کیا جائے گا، ان کے گناہ اور ان کی لغزشیں بھی معاف کردی جائیں گی اور ان پر رحمتوں اور برکات کی بارش ہورہی ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان و کرم ہے کہ ان کی یہ قدر و منزلت ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- جو میدانِ جہاد میں ایک تیر مارے اسے ایک درجہ کا ثواب ہے۔ ایک شخص نے پوچھا ''اے اللہ کے رسول ﷺ، درجہ کیا ہے''؟ آپ ﷺ نے فرمایا:-''2 درجات کا درمیانی فاصلہ 100 سال کی مسافت کا ہے''۔ (بخاری)

آیت: 97: طاقت کے باوجود ہجرت نہ کرنے والوں کا انجام:

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے طاقت کے باوجود ہجرت نہیں کی اور اللہ کی

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿98﴾

مگر جو مرد عورتیں اور بچے بے بس ہیں اور وہ (دشمن کے پاس سے نکلنے کا) کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے۔ ﴿98﴾

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿99﴾

پس ممکن ہے کہ اللہ انہیں معاف کردے، اور اللہ بہت درگزر کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔ ﴿99﴾

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا

جو بھی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا، وہ زمین میں بہت سی قیام کی جگہیں بھی

جیسی عبادت کرنا چاہئے تھی، نہیں کی اور اپنی جانوں پر خود ظلم کیا تو ایسے لوگوں کو بڑی ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا، فرشتے ان کی روح بڑی سختی سے قبض کریں گے اور آخرت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد کچھ ایسے مسلمان بھی مکہ میں رہ گئے تھے جو دل سے تو مسلمان تھے مگر کفار کے ڈر سے انہوں نے اسلام کا اعلان نہیں کیا اور تکالیف کے خوف سے مکہ سے مدینہ ہجرت بھی نہ کی اور جنگ بدر میں کفار کی طرف سے لڑنے کیلئے آئے اور قتل ہوگئے تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ تو مسلمان تھے لہٰذا انہوں نے ان کیلئے دعائے مغفرت بھی کی جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری) حقیقی معذور لوگوں کے علاوہ سب کو سخت ترین عذاب کی وعید سنائی گئی۔

آیات 98 تا 99: کمزور مسلمانوں کیلئے ہجرت نہ کرنے پر معافی:

اگر کوئی مسلمان کفار کے ہاتھوں مجبور ہو اور وہ شرعی مجبوری کی وجہ سے ہجرت نہ کرسکتا ہو تو اس کا مواخذہ نہیں ہوگا جیسا کہ ان آیات کریمہ میں مشرکین کے ہاتھوں مجبور اور مدینہ کا راستہ نہ جاننے والے مسلمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہجرت نہ کرنے پر معافی کا اعلان

وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿100﴾

پائے گا اور بسر اوقات کے لئے بڑی کشادگی بھی اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اسکے رسول (ﷺ) کی طرف ہجرت کیلئے نکلے ، پھر راستہ میں ہی اسے موت آجائے تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ کے ذمہ واجب ہوگیااور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ﴿100﴾

فرمادیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عشاء کی نماز میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رسول اکرم ﷺ مشرکین مکہ کے ہاتھوں مجبور کمزور مسلمانوں کیلئے یوں دعا مانگا کرتے تھے:۔ ''اے اللہ، عیاش رضی اللہ عنہ بن ابی ربیعہ، سلمہ رضی اللہ عنہ بن ہشام اور ولید رضی اللہ عنہ کو اور کمزور مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں سے رہائی عطا فرمایئے۔'' (بخاری)

آیت 100: ہجرت کی ترغیب:

اس آیت میں ہجرت اور مشرکین کے ساتھ ترک قیام کی ترغیب ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مومن جہاں بھی جائیگا وہیں اللہ کے حکم سے اسے خوش حالی اور سر چھپانے کے لئے گھر مل جائے گا ۔ حدیث قدسی ہے :۔'' جو شخص میری رضا کی تلاش میں جنگ کرنے کے لئے میرے وعدہ کو سچا جان کر اور میرے رسولوں پر ایمان لاکر نکلا اس کی ضمانت میں نے لے لی ہے کہ یا تو اسے لشکر کے ساتھ موت دے کر جنت میں داخل کردوں گا یا اسے مالِ غنیمت اوراپنا فضل دے کر لوٹا دوں گا اور اگر وہ اللہ کا فضل پاکر مرجائے یا قتل کردیا جائے یا گھوڑے یا اونٹ سے روند ڈالا جائے یا کسی جانور سے ڈس لیا جائے یا اپنے بستر پر اپنی طبعی موت سے مرجائے تو وہ بھی شہید ہے''۔ (طبرانی) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حمزہ بن جندب رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے ہجرت کیلئے نکلے اور آپ ﷺ تک پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں ان کا انتقال ہوگیا اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی ۔ (ابن ابی حاتم)

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿101﴾

جب تم لوگ سفر میں جارہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر (اختصار) کرنے میں کوئی گناہ نہیں، (خصوصاً) جب تمہیں ڈر ہو کہ کفار تمہیں ستائیں گے۔ بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ۔ ﴿101﴾

وَ اِذَا كُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ

(اے نبی ﷺ) جب آپ مسلمانوں کے ساتھ ہوں اور (حالتِ جنگ میں) انہیں نماز پڑھانے کیلئے کھڑے

آیت 101: نماز قصر کا بیان :- ضرب سے سفر مراد ہے۔ سفر میں نماز قصر (مختصر) کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کمی سے مراد 4 رکعت والی نماز کو 2 رکعت پڑھو لیکن فجر اور مغرب کی نماز میں کمی نہیں ہے۔ اس آیت میں اگرچہ خوف کے وقت نماز قصر کرنے کا حکم بیان ہوا ہے لیکن اب یہ حکم عام سفر کیلئے بھی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اس آیت مبارکہ میں تو نماز قصر کا حکم خوف کی حالت میں ہے اور اب تو ہم امن میں ہیں، اب کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:- ''یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے جو اس نے تم پر کیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ کا صدقہ قبول کریں۔'' (مسلم) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے (دورانِ سفر) مکہ اور مدینہ کے درمیان رسول اکرم ﷺ کے ساتھ امن کی حالت میں بلا خوف کے 2 رکعات (قصر) پڑھیں۔ (نسائی، ترمذی)

آیت 102: نماز خوف کی اقسام :

نماز خوف کی کئی اقسام ہیں کیونکہ کبھی تو دشمن قبلہ کی سمت میں ہوتا ہے اور کبھی دوسری سمت میں اور نماز کبھی 4، کبھی 3 اور کبھی 2 رکعات ہوتی ہیں مثلاً ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر کبھی

مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۚ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ

ہوں تو چاہئے کہ ان (مسلمانوں) کی ایک جماعت آپ کے ساتھ اپنے ہتھیار لئے (نماز کیلئے) کھڑی ہو پھر جب یہ سجدہ (دوسری رکعت مکمل) کرچکیں تو وہ تمہارے پیچھے (دشمن کے مقابل کھڑے) ہوجائیں اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آکر آپ کے ساتھ نماز ادا کرے اور وہ بھی چوکنا اور اپنے ہتھیار لئے رہے، کفار تو چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے

جماعت سے پڑھی جاتی ہے اور کبھی لڑائی پورے زور پر ہوتی ہے تو جماعت نہیں کی جاتی بلکہ تنہا تنہا قبلہ کی سمت یا غیر سمت، پیدل یا سواری پر یا جیسے آسانی اور حالات کا تقاضا ہو ویسے ہی نماز ادا کی جائیگی اسی طرح حالت نماز میں چل پھر اور لگاتار حملے بھی کرسکتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقام عسفان میں تھے۔مشرکین نے آپس میں کہا کہ مسلمان ابھی کچھ دیر بعد نماز پڑھیں گے جو انہیں بہت ہی محبوب ہے تو ہم ان پر اچانک حملہ کردیں گے، تو یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حالتِ جنگ میں نماز پڑھائی۔(ابو داؤد، نسائی) نمازِ خوف کی احادیث میں کئی صورتیں بیان ہوئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔مسلمانوں کی فوج دو جماعتوں میں تقسیم ہوجائے، ایک جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہے اور دوسری جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت نماز ادا کرے اس کے بعد امام اپنی جگہ کھڑا رہے اور نماز پڑھنے والی جماعت باقی ایک رکعت خود پڑھ کر سلام پھیردے اور دشمن کے مقابلہ میں کھڑی ہوجائے اور پہلی جماعت جو دشمن کے سامنے کھڑی تھی وہ امام کی اقتدا میں شامل ہوجائے تو امام انہیں اپنی دوسری رکعت پڑھا کر سلام پھیردے اور یہ جماعت اپنی دوسری رکعت خود مکمل کرکے سلام پھیر دے۔(بخاری، مسلم)

اَمۡتِعَتِكُمۡ فَيَمِيۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ مَّيۡلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ كَانَ بِكُمۡ اَذًى مِّنۡ مَّطَرٍ اَوۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَنۡ تَضَعُوۡۤا اَسۡلِحَتَكُمۡ ۚ وَخُذُوۡا حِذۡرَكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿102﴾

سامان سے غافل ہو جاؤ اور وہ تم پر اچانک حملہ کر دیں، البتہ اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو اسلحہ رکھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر اپنے بچاؤ کا سامان پھر بھی ساتھ لئے رہو۔ یقین رکھو، اللہ نے کفار کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ﴿102﴾

فَاِذَا قَضَيۡتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِكُمۡ ۚ فَاِذَا اطۡمَاۡنَنۡتُمۡ فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ ۚ

پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے، ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہو اور جب تمہیں اطمینان (امن) حاصل ہو جائے تو پوری نماز پڑھو،

آیت 103: نمازِ خوف کے بعد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کا حکم:

خوف کی نماز کے بعد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگرچہ ہر حالت میں اور ہر وقت اللہ کا ذکر محبوب و مرغوب ہے لیکن نمازِ خوف کے بعد بطورِ خاص اس کا حکم ہے کیونکہ نمازِ خوف میں نماز کے ارکان میں بھی کمی ہو جاتی ہے اور اس نماز میں آمد و رفت بھی جاری رہتی ہے جو کسی اور نماز میں جائز نہیں ہے، اس لئے اس نماز کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بات مسلّم ہے کہ اللہ کے ذکر سے روحانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور روحانی قوت مادی قوت پر غالب ہوا کرتی ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿103﴾

یقیناً نماز ایسا فرض ہے جو مومنین پر مقررہ اوقات میں فرض کر دی گئی ہے۔ ﴿103﴾

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿104﴾

اور دشمنوں (کفار) کا پیچھا کرنے میں کمزوری نہ دکھاؤ، اگر تم تکلیف اٹھا رہے ہو تو تمہاری طرح وہ بھی تکلیف اٹھا رہے ہیں اور تم تو اللہ سے اس چیز (بہترین اجر) کے امیدوار ہو جس چیز کے وہ امید وار نہیں ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمتوں والا ہے۔ ﴿104﴾

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

یقیناً ہم نے یہ کتاب (قرآن) آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے

آیت 104: جنگ کے بعد دشمن کا تعاقب کرنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرمارہے ہیں کہ دشمن کا تعاقب کرنے میں ہمت نہ ہارو، ان کا پیچھا نہ چھوڑو، ان سے لڑتے رہو اور ان کی تاک میں لگے رہو اور اپنے زخموں کا خیال نہ کرو اس لئے کہ تم ہی زخمی نہیں ہو، دشمن بھی تو زخمی ہوا ہے اور اس کے آدمی بھی تو مارے گئے ہیں۔ تمہیں اللہ تعالیٰ سے وہ امیدیں ہیں جو انہیں نہیں، تمہیں تو اللہ عزّوجل سے ثواب، نصرت واعانت اور جنت کی امیدیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تم سے اپنی کتاب میں وعدہ فرمایا ہے اور رسول ﷺ کی زبانی کہلوایا ہے جبکہ دشمن کو اللہ تعالیٰ سے نصرت اور جنت کی کوئی امید نہیں ہے۔

لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ﴿105﴾

تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اللہ کی دی ہوئی بصیرت کے ساتھ فیصلہ کریں اور آپ خیانت کرنے والوں کی طرف سے دفاع کرنے والے نہ بنیں۔ ﴿105﴾

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ﴿106﴾

اور اللہ سے بخشش مانگئے، بے شک اللہ بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿106﴾

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

اور آپ (ﷺ) ان کی طرف سے حمایتی نہ بنئے جو خود اپنے نفس سے خیانت کرتے

آیات 105 تا 107: خیانت کرنے والوں کی حمایت نہ کرنے کا حکم:

مجاہد وعکرمہ رحمۃ اللہ علیہما بیان کرتے ہیں کہ ان آیات مبارکہ میں ایک اہم معاملہ بیان کیا گیا ہے جو آپ ﷺ کے دور میں پیش آیا تھا کہ انصار کے قبیلہ بنی ظفر میں ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے ایک انصاری کی ذرہ چرالی اور جب اسکا نام لیا جانے لگا تو اس نے چوری کیا ہوا مال ایک یہودی کے ہاں رکھوادیا۔ ذرّہ کے مالک نے آپ ﷺ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا اور طعمہ بن ابیرق پر شبہ ظاہر کیا، مگر طعمہ اور اس کے بھائی اور بنی ظفر کے بہت سے لوگوں نے آپس میں اتفاق کر کے اس یہودی پر الزام لگادیا جب اس یہودی سے پوچھا گیا تو اس نے اپنی برأت ظاہر کی، لیکن یہ لوگ طعمہ بن ابیرق کی حمایت کرتے رہے قریب تھا کہ آپ ﷺ واقعہ کی ظاہری صورت دیکھ کر اس یہودی کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمادیتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما کر ساری حقیقت کھول دی اور آپ ﷺ کو نصیحت فرمادی کہ آپ ﷺ چوروں کی حمایت نہ کریں۔ کیونکہ دغاباز و مکار اور گنہگار اللہ کو پسند نہیں لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ان کی حمایت کرنا بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿107﴾

ہیں، یقیناً اللہ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو خیانت کرنے والا اور گناہگار ہو۔ ﴿107﴾

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿108﴾

وہ لوگوں سے تو چھپا سکتے ہیں (لیکن) اللہ سے نہیں چھپا سکتے۔ جب وہ راتوں کو اللہ کی ناپسندیدہ باتوں کا خفیہ مشورہ کرتے ہیں تو اس وقت بھی اللہ ان کے پاس ہوتا ہے اور اللہ ان کے تمام اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔ ﴿108﴾

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫

ہاں دنیا میں تو تم نے ان (مجرموں) کی حمایت کر لی ہے لیکن...

آیت 108: گنہگار چھپ نہیں سکتے:۔ گنہگار لوگوں سے چھپنے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ سے چھپ تو نہیں سکتے۔ اس آیت میں منافقین کی برائی بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگوں سے تو اپنی برائیاں چھپاتے ہیں تاکہ لوگ انہیں برا نہ سمجھیں۔ مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے تو کچھ بھی نہیں چھپا سکتے۔ اللہ تعالیٰ تو ان کی دلی باتیں اور ان کے بھید خوب جانتا ہے۔ رات کی تاریکیوں میں بھی جب یہ لوگ اللہ کی مرضی کے خلاف مشورہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان ساری باتوں کو سن رہا ہوتا ہے اور اللہ عزّ وجل ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

آیت 109: قیامت کے دن کسی کی وکالت کام نہ آئے گی:

یہاں اللہ تعالیٰ بنو ظفر قبیلہ کے ان لوگوں کو نصیحت فرما رہے ہیں جو طعمہ کی ناحق وکالت کر رہے تھے اب تو تم رسوائی سے بچنے کیلئے طعمہ کی ناحق وکالت کر رہے ہو کہ یہ چور نہیں، ذرا بتاؤ قیامت کے دن اس مقدمہ کی کون وکالت کرے گا اور کون ان کا بگڑا ہوا کام بنائے گا۔ اس

فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿109﴾

(اللہ کے سامنے) قیامت کے دن، ان کی حمایت کون کرے گا؟ اور وہ کون ہے جو ان کا وکیل بن کر کھڑا ہو سکے گا؟۔ ﴿109﴾

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿110﴾

جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ سے استغفار کرے تو اللہ کو بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان پائے گا۔ ﴿110﴾

روز انکا کوئی کام بنانے والا نہ ہوگا۔ وہاں دغا، فریب اور دھوکہ نہیں چل سکتا اور جو شخص برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگ لے تو اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان پائے گا اور جو شخص گناہ کمائے تو اس کا وبال اسی پر ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے اور جو شخص کوئی قصور یا گناہ کرے پھر اس گناہ کو کسی اور پر ڈال دے تو اس نے بہت بڑا بہتان باندھا اور کھلا گناہ کیا۔ جس کی اسے قیامت کے دن سزا ملے گی۔

آیت 110: توبہ کا بیان:

اس آیت میں اللہ ربّ العزّت اپنے فضل وکرم اور احسان کی خبر دے رہے ہیں کہ جس نے توبہ کرلی اور اللہ کی طرف رجوع کرلیا خواہ گناہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیں گے اس کی توبہ قبول فرمالیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ) ”جو لوگ بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں پھر اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں اور اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے ان کی جزا مغفرت ہے“۔ (اٰل عمران 3:آیت 135) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ”کوئی ایسا مسلمان نہیں جو کوئی گناہ کر

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿111﴾

اور جو گناہ کرتا ہے اس کا بوجھ اسی پر ہے اور اللہ بخوبی جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ ﴿111﴾

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓـَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿112﴾ ع

اور جس شخص نے کوئی گناہ یا خطا کر کے کسی بے گناہ پر تھوپ دیا، اس نے بہت بڑا بہتان اٹھایا اور واضح گناہ کیا۔ ﴿112﴾

بیٹھے پھر دو رکعت نماز (حاجت) پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگ لے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور معاف فرمادیتے ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ 2 آیات مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اور وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً پڑھ کر سنائیں۔'' (مسند احمد۔عن علی رضی اللہ عنہ)

آیت 111: گناہوں پر گناہگار ہی پکڑے جائیں گے:

جو شخص گناہ کریگا اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ) ''کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' (فاطر35:آیت 18) یعنی قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، ہر شخص کے ذمّہ اس کے کئے ہوئے اعمال ہوں گے جو کسی دوسرے پر نہیں لادے جائیں گے۔ اسی لئے فرمایا کہ اللہ علیم وحلیم ہے۔ اس کے علم وحکمت اور اللہ تعالیٰ کے عدل ورحمت کا یہی تقاضا ہے کہ ہر ایک کو اس کے اچھے یا برے اعمال کا بدلہ دیا جائے۔

آیت 112: جھوٹا الزام لگانے کی وعید:

طعمہ بن ابیرق نے اپنی چوری کا الزام بے گناہ یہودی لبید بن سہیل کے سر تھوپ دیا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے گناہ کو کسی بے گناہ کے سر تھوپنے والے کو ظالم و خائن کہا ہے۔ جیسا کہ اللہ عزّ وجل نے اپنے نبی (رسول اکرم) ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿113﴾

(اے نبی ﷺ) اگر آپ پر اللہ کا فضل (وکرم) اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان کی ایک جماعت نے تمہیں بہکانے کا ارادہ کر ہی لیا تھا، دراصل وہ اپنے آپ کو ہی گمراہ کرتے ہیں، وہ تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا پائیں گے، اللہ نے ہی آپ پر کتاب وحکمت اتاری ہے اور آپ کو وہ سکھایا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا بھاری فضل ہے۔ ﴿113﴾

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ

ان لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں ہوتی، سوائے اس آدمی (کی سرگوشی) کے جو خیرات یا نیک بات یا

اس آیت کریمہ میں عام لوگوں کیلئے بھی انتباہ ہے کہ جو ان جیسا فعل کرکے اسی طرح کے گناہوں کا مرتکب ہو اس پر بھی وہی جرم عائد ہوگا جو ان پر عائد ہوا تھا۔

آیت 113: رسول اکرم ﷺ پر احسانات:

یہاں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ رسول اکرم ﷺ پر کئے جانے والے اپنے احسانات یاد دلا رہے ہیں کہ اگر آپ پر اللہ کا فضل وکرم نہ ہوتا اور وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو چور کی خبر نہ دی جاتی تو آپ ﷺ بے گناہ پر حد جاری کردیتے، اس طرح حد جاری کرنے پر صرف آپ کا نقصان نہیں تھا بلکہ انہی کا نقصان ہوتا جو گناہ کا ارتکاب کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا احسان آپ پر یہ کیا کہ کتاب وسنت نازل فرما کر آپ ﷺ کو سب سے ممتاز کردیا۔

اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿114﴾

لوگوں میں اصلاح کا حکم دے اور جو شخص صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔ ﴿114﴾

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ

جو شخص راہ ہدایت واضح ہوجانے کے بعد بھی رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اور مومنین کی راہ چھوڑ کر کسی دوسری راہ پر چلے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے

آیت 114: فضول گفتگو کی ممانعت:

یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کو تعلیم دے رہے ہیں کہ بلا وجہ بولنے میں کوئی خوبی نہیں۔ اس لئے کہ لوگوں کی اکثر باتیں خیر و بھلائی سے خالی ہوتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

❶ ''انسان کا سارا کلام اس کے لئے وبال ہے سوائے ذکر اللہ کے، اچھی بات بتانے کے اور بری بات سے روکنے کے۔'' (ابن مردویہ) ❷ ''اللہ عزّ وجل کے ذکر کے علاوہ فضول گفتگو نہ کیا کرو اس لئے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے ذکر کے سوا زیادہ باتیں کرنا دلوں کو سخت کردیتا ہے اور یہ سخت دل والا اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ دور ہوجاتا ہے۔'' (ترمذی)

❸ جب لوگوں میں فساد ہو تو ان کی اصلاح کی جدوجہد کرو اور جب وہ دور ہو جائیں تو ان کو قریب لانے کی کوشش کرو۔'' (بخاری)

آیت 115: کتاب وسنت کی پیروی کرنا فرض ہے:

قرآن وحدیث کی پیروی کرنا فرض ہے اور انہیں چھوڑ کر دوسری راہ کی پیروی کرنا حرام ہے خواہ وہ

مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿115﴾

جدھر وہ خود جانا چاہے گا اور پھر اسے جہنم میں ڈال دیں گے، جو بہت ہی بری جگہ ہے۔ ﴿115﴾

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿116﴾

اللہ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو ہرگز معاف نہیں کرتا، ہاں شرک کے علاوہ تمام گناہ جس کے لئے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ ﴿116﴾

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ

یہ (مشرکین) تو اللہ کو چھوڑ کر صرف

کسی کی رائے ہو یا امام و پیر یا قوم کے رسم و رواج ہوں یا بے دین لوگوں کا طریقہ ہو۔

اجماع امت بھی حجت ہے :- اس آیت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع امت کے حجت ہونے پر استدلال کیا ہے چونکہ تمام لوگوں کو اس میں مومنوں کے طریقہ کی مخالفت کرنے پر وعید سنائی گئی ہے۔ لہٰذا مومنوں کا اجماع بھی حجت ہے۔

آیت 116: شرک سب سے زیادہ سنگین گمراہی ہے :

مشرک سیدھی راہ سے بہت دور ہٹ گئے ، باطل کی راہ اختیار کی اور ہدایت کی راہ سے بہت دور چلے گئے، اپنی جانیں تباہ کر بیٹھے اور دنیا و آخرت کے گھاٹے میں مبتلا ہوئے کہ دونوں جہاں کی بھلائی سے محروم ہوگئے۔ اگرچہ ہرگناہ گمراہی ہے، مگر شرک سب سے زیادہ سنگین گمراہی ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کریں گے ۔علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پورے قرآن مجید میں سے مجھے یہ آیت سب سے زیادہ محبوب ہے۔ (ترمذی) چونکہ اس میں شرک کے علاوہ تمام گناہ معاف ہونے کی امید دلائی گئی ہے اس لئے علی رضی اللہ عنہ کو یہ بہت زیادہ محبوب تھی۔

اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ۙ﴿117﴾

عورتوں کو پکارتے ہیں اور دراصل یہ صرف سرکش شیطان کو پوجتے ہیں۔ ﴿117﴾

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ؕ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ﴿118﴾

جس (شیطان) پر اللہ نے لعنت کی ہے اور اس (شیطان) نے کہا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصّہ لے کر رہوں گا۔ ﴿118﴾

وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ

اور میں انہیں یقیناً گمراہ کرتا رہوں گا انہیں (باطل) امیدیں دلاتا رہوں گا اور میں انہیں سکھاؤں گا کہ وہ جانوروں کے کان

آیت 117: دیویوں کے پجاری شیطان کے پجاری ہیں:

جو مشرکین عورتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ درحقیقت عورتوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ وہ شیطان کے پجاری ہیں کیونکہ شیطان ہی نے انہیں بُت پرستی کا حکم دیا ہے۔ شیطان نے انہیں یہ کام خوبصورت بنا کر دکھلایا اور ان کے سامنے حسن وزینت والا بنا کر پیش کیا ہے اس لئے یہ حقیت میں شیطان کے پجاری ہیں۔

آیت 118: شیطان پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی لعنت ہے:

اللہ تعالیٰ نے شیطان پر لعنت کرتے ہوئے اسے اپنی بارگاہ سے ملعون قرار دے کر نکال دیا ہے اور اسے اپنی رحمت سے دور کردیا ہے۔ (مزید معلومات کیلئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر ص 38: آیت 78)

آیت 119: شیطان گمراہ کرتا ہے:- شیطان نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ انسان کو بہکا کر سیدھی راہ سے ہٹاتا رہوں گا، ترک توبہ کو حسین بنا کر لاؤں گا کہ تمہارا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ تمہارا گناہ تو ہے نہیں کہ تم توبہ کرو۔ بھلا کہیں نیک عمل سے بھی توبہ کی جاتی ہے۔ ان سے گناہ کراؤں گا اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھاؤں گا کہ یہ گناہ نہیں بلکہ نیک اعمال ہیں، جن کی بدولت جنت حاصل کرنا بہت آسان ہے حالانکہ یہ سراسر گمراہی ہوگی۔

لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿119﴾

چیر دیں اور ان سے کہوں گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں اور جو بھی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔ ﴿119﴾

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿120﴾

وہ (شیطان) ان لوگوں سے زبانی وعدہ کرتا ہے، سبز باغ دکھاتا ہے، (مگر یاد رکھو) شیطان کے وعدے سراسر فریب ہیں۔ ﴿120﴾

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؗ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿121﴾

یہی وہ لوگ ہیں، جن کا ٹھکانا جہنم ہے وہاں سے انہیں ہرگز چھٹکارا نہ ملے گا۔ ﴿121﴾

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جو ایمان لے آئیں اور نیک کام

آیت 120: شیطان کے وعدے جھوٹے ہیں:

شیطان جھوٹا وعدہ کرتا ہے اور بیکار آرزوئیں دلاتا ہے کہ تم ہی دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گے حالانکہ شیطان کی پیروی آخرت میں خسارہ کا سبب ہوگی۔ (مزید معلومات کے لئے پڑھئے ترجمہ و تفسیر النسآء 4: آیات 119 تا 120)

آیت 121: شیطانی وعدوں پر یقین کرنے والوں کو تنبیہ:

یہاں اللہ ربّ العزّت شیطان کے وعدوں اور اس کی دلائی ہوئی امیدوں کو سچا اور بہتر سمجھنے والوں کو تنبیہ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن ان کا ٹھکانا اور انجام جہنم ہوگا جس سے انہیں بھاگنے اور چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ملے گی اور نہ ہی وہ اس سے رہائی اور نجات پا سکیں ۔

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا ﴿122﴾

کریں، ہم انہیں ایسی جنتوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ کون اپنی بات میں سچا ہوگا۔ ﴿122﴾

لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ وَلَاۤ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا

(اے مسلمانو) حقیقت حال نہ تمہاری آرزو کے مطابق ہے اور نہ ہی اہل کتاب کی امیدوں پر موقوف ہے، جو بھی برا کام

آیت 122: نیک کام کرنے والوں کے لئے قیامت کے دن عزّت واحترام:

جن لوگوں نے دل سے قرآن وسنت کے احکام کے مطابق عمل کئے اور اپنے آپ کو بری باتوں سے باز رکھا، اللہ ربّ العزّت انہیں ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جہاں وہ جس جگہ چاہیں گے، چلیں پھریں گے اور جو چاہیں گے کھائیں پئیں گے۔ انہیں نہ فنا ہونے کا ڈر ہوگا اور نہ ہی نقل مکانی کا۔ اللہ کا وعدہ سچ ہوکر ہی رہتا ہے۔

اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نیک کام کرنے والوں کی عزّت واحترام کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے" یاد رکھو سب سے زیادہ سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین راہ رسول اکرم (ﷺ) کا طریقہ ہے اور بدترین کام (دین میں) نیا کام (عبادت سمجھ کر کرنا) ہے اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔" (مسلم)

آیت 123: نجات کا دار و مدار نیک اعمال پر ہے:- مسلمانوں اور اہل کتاب نے اپنی اپنی خوبیوں پر آپس میں فخر کیا۔ اہل کتاب نے کہا ہمارے نبی اور ہماری کتب تمہارے نبی اور تمہاری کتاب سے پہلے کی ہیں۔ لہٰذا ہم تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں۔ مسلمانوں نے کہا، ہم اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں کیونکہ ہمارے نبی خاتم الانبیا

يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَ لَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿123﴾

کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا اور وہ اللہ کے مقابلہ میں اپنا کوئی حامی اور مددگار نہ پا سکے گا۔ ﴿123﴾

وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ
ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا
يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿124﴾

جو ایمان والا ہو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، جو بھی نیک اعمال کرے، یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اوران کی ذرّہ برابر بھی حق تلفی نہیں ہوگی ۔ ﴿124﴾

وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ
وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ
مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ اتَّخَذَ

دین کے اعتبار سے اس سے اچھا کون ہوگا جو اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی وہ نیک اور وہ یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی بھی کر رہا ہو۔

ہیں اور ہماری کتاب پہلی تمام کتب کی ناسخ ہے ۔اس پر یہ آیت اتری۔ (ابن ابی حاتم)
اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرما دیا کہ کسی کے افضل یا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا تعلق خوش کن تمناؤں پر نہیں بلکہ انسان کے اعمال پر ہے۔جس کے اعمال اچھے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا اور جنت کا حق دار ہوگا اور جس کے اعمال برے ہوں گے وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

آیت 124:اللہ تعالیٰ کی عبادت اور رسول کی اطاعت پر نجات ہے :

نجات کا دار و مدار امیدوں پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور رسول کی اطاعت کرنے پر ہے۔ اس شخص کے لئے نجات نہیں جو عبادت و اطاعت سے جی چرائے اور برے اعمال کرتا رہے۔اس کو اس کے برئے اعمال کا بدلہ ملے گا ۔فرمان الٰہی ہے :۔ (ترجمہ)'' جو شخص ذرّہ برابر نیکی کریگا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو شخص ذرّہ برابر برائی کرے گا وہ بھی اسے دیکھ لے گا''۔ (الزلزال99: آیات 7تا8)اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بھی خطاب فرمایا ہے تا کہ مسلمان بھی عمل سے خالی امیدوں پر نہ رہیں۔ ھدانا اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿125﴾

اورابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ نے اپنا دوست بنالیا تھا۔ ﴿125﴾

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿126﴾

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔ ﴿126﴾

آیت 125: نیک اعمال کا سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہونا شرط ہے:

ہر عمل کے لئے 2 شرائط ضروری ہیں ❶ پر خلوص نیت ❷ سنت کے مطابق۔

خالص وہ عمل ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دل سے کیا جائے اور نیک عمل وہ ہے جو سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو۔ لہٰذا ظاہری عمل سنت کی مطابقت اور باطنی عمل اخلاص سے صحیح ہوتا ہے۔ جب عمل میں ان دونوں شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ عمل باطل ہوجاتا ہے۔ اخلاص کی محرومی سے نفاق آجائے گا کیونکہ منافقین ہی لوگوں کے دکھانے کے لئے اعمال کرتے ہیں اور سنت کی مطابقت کی محرومی سے ضلالت و جہالت آجائے گی۔

ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست منتخب کرلیا تھا جو اللہ کا خلیل ہو اس کی پیروی ضرور کی جائے کیونکہ اس پیروی سے وہ خلیل اللہ کا خلیل ہوگا۔ اس آیت میں ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کی ترغیب ہے کیونکہ آپ علیہ السلام اہل توحید کے امام ہیں۔ آپ قرب الٰہی کے انتہائی مقام تک پہنچ گئے اور دوستی کا وہ درجہ حاصل کرلیا جو محبت کے تمام درجات سے افضل واعلیٰ ہے۔ یہ مرتبہ آپ کو کثرت اطاعت ہی سے حاصل ہوا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے :-

(ترجمہ) ''ابراہیم وہ ہیں، جنہوں نے وعدہ پورا کیا۔'' (النجم 53: آیت 37)

آیت 126: اللہ تعالیٰ شہنشاہ مطلق ہے:

ساری کائنات اللہ کی مملوک اور اسی کی مخلوق ہے۔ اس میں اسی کا تصرف و اختیار ہے۔ اس

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿127﴾

لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ خود اللہ ان کے بارے میں حکم دے رہا ہے اور قرآن کی وہ آیات بھی حکم بیان کررہی ہیں جو تم پر تلاوت کی جاتی ہیں، ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ جنہیں ان کا مقررہ حق تم نہیں دیتے ہو اور انہیں اپنے نکاح میں لانے کی رغبت رکھتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں اور اس بارے میں کہ یتیموں میں عدل و انصاف کرو، تم جو بھی نیک کام کرو گے، بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے۔ ﴿127﴾

کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور اس کے فرمان کی تعمیل میں کوئی دیر نہیں کرسکتا۔ اس کی عظمت و قدرت، عدل وحکمت اور رحمت وشفقت عام ہے۔

آیت 127 : یتیم لڑکیوں کا حکم :

'' اگر کسی شخص کے پاس یتیم لڑکی ہو اور وہی اس کا ولی وارث ہو پھر وہ اس کے مال میں شریک بھی ہو اور اس سے نکاح کرنا تو چاہتا ہو لیکن حق مَہر پورا نہ دینا چاہتا ہو یا بدصورتی کی وجہ سے نکاح کرنا نہ چاہتا ہو اور کسی دوسرے سے بھی اس کا نکاح کرنا اس لئے نہ چاہتا ہو کہ وہ مال میں شریک ہوجائے گا لہٰذا اسے بٹھائے رکھتا ہو ایسے شخص کے متعلق یہ آیت اتری''۔ (بخاری) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :-'' زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی یتیم کا ولی بننا چاہتا تو اس پر کپڑا ڈال دیتا تھا پھر دستور کے مطابق کوئی اور اس سے نکاح نہیں کرسکتا تھا۔ اگر وہ حسین ہوتی اور خود ولی اس کی طرف مائل ہوتا تو اس سے

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿128﴾

اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بدسلوکی یا بے رخی کا خوف ہو تو یہ دونوں آپس میں (کچھ حقوق کی کمی و بیشی پر) صلح کرلیں تو اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں۔ اور صلح بہت ہی بہتر ہے، نفس تنگ دلی کی طرف جلدی مائل ہوجاتے ہیں۔ اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یقین مانو کہ اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔ ﴿128﴾

شادی کرلیتا اور اس کا مال کھاتا اور اگر وہ بدصورت ہوتی تو اسے مرتے دم تک بٹھائے رکھتا جب مرجاتی تو اس کا وارث ہوجاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام قرار دیا۔ کمزور بچوں سے مراد نابالغ بچے ہیں۔ جاہلیت میں لڑکیوں اور نابالغ بچوں کو ورثہ نہیں ملتا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس ظلم سے بھی روکا ہے اور ہر حصہ دار کا حصہ مقرر فرمادیا کہ مرد کو دہرا اور عورت کو اکہرا حصہ دیا جائے خواہ بالغ ہوں یا نابالغ، چھوٹے ہوں یا بڑے۔ ہر حصہ دار کو اس کا حصہ دینا بھلائی کا کام ہے اور پھر فرمایا ہر بھلائی کو اللہ ربّ العالمین خوب جانتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمہ گیر علم والا ہے اور ہمہ گیر علم والا ہی ہر عمل کی پوری جزا دے سکتا ہے۔

آیت 128: میاں بیوی میں نااتفاقی:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس آیت میں میاں بیوی کے متعلق حکم فرمایا ہے کہ اگر بیوی شوہر کی طرف سے بے رخی محسوس کر رہی ہو، مثلاً شوہر اس کے ساتھ بستر میں سونا چھوڑ دے یا اخراجات میں کمی کردے یا اٹھنا بیٹھنا اور بات چیت بند کردے تو دونوں کے لئے بہتر ہے کہ آپس میں صلح کرلیں اور اگر ایسا ممکن نہ ہو اور بیوی ازدواجی زندگی قائم رکھنا چاہتی ہو تو اپنا

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿129﴾

اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح سے عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے اگرچہ تم اس کی کتنی ہی کوشش کر لو۔ اس لئے بالکل ایک ہی کی طرف مائل ہوکر دوسری کو بے سہارا نہ چھوڑو اور اگر تم اپنی اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک اللہ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے۔ ﴿129﴾

حق مہر یا اخراجات کا کچھ حصہ چھوڑ دے یا شوہر کو کچھ مال دے دے یا اگر شوہر کی اور بیویاں بھی ہوں تو یہ اپنی باری کے کچھ ایام شوہر کی دوسری بیوی کو دے دے تا کہ شوہر اسے طلاق نہ دے، اگر یہ دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں تو شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کو طلاق دے دے لیکن صلح کر لینا دونوں کے لئے بہتر ہے چونکہ اللہ کو ملاپ جدائی سے پیارا ہے اس لئے فرمایا کہ صلح بہتر ہے اور طلاق اللہ کو انتہائی ناپسند ہے۔ اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''تمام حلال چیزوں میں اللہ ربّ العزّت کو طلاق سے انتہائی نفرت ہے۔'' (ابوداؤد۔عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

آیت 129: مساوات ہر پہلو سے ناممکن ہے:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ عورتوں میں ہرطرح سے برابری کرنا تمہارے بس سے باہر ہے کیونکہ اگر ظاہری مساوات قائم کر بھی لوگے تو دلی رجحان، محبت اور صحبت میں ضرور فرق رہے گا۔ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اتری۔ رسول اکرم ﷺ کو ان سے بہ نسبت دوسری عورتوں کے زیادہ محبت تھی۔ (ابن ابی حاتم) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ برابری قائم رکھتے تھے اس کے باوجود اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے یہ دعا کرتے کہ'' اے اللہ، یہ تو وہ تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے لیکن جو آپ کے اختیار میں ہے اور میرے بس سے باہر ہے

وَ اِنۡ یَّتَفَرَّقَا یُغۡنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنۡ سَعَتِہٖ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیۡمًا ﴿130﴾

اور اگر (آپس میں صلح نہ ہونے کی صورت میں) میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی وسعت سے ہر ایک کو (ایک دوسرے کی محتاجی سے) بے نیاز کردے گا، اللہ بڑی وسعت والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ ﴿130﴾

وَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ لَقَدۡ وَصَّیۡنَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ

آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ ہی کی ملکیت میں ہے اور یقیناً ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی

اس پر میری پکڑ نہ کرنا۔'' (ابوداؤد) یعنی دلی محبت میرے بس میں نہیں ہے بلکہ آپ کے قبضہ میں ہے اگر اس میں کمی بیشی ہوجائے تو مجھے معذور سمجھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔'' جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف جھک جائے تو قیامت کے دن اس کا آدھا دھڑ ساقط ہوگا۔'' (ابوداؤد۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

آیت 130: میاں بیوی میں جدائی کی صورت میں حکم:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ میرے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنے کے باوجود بھی اگر میاں بیوی میں جدائی ہوجائے اور صلح کی کوئی صورت نہ نکل سکے تو دونوں خوش اسلوبی سے الگ ہوجائیں تو میں ایک کو دوسرے سے بے نیاز کردوں گا۔ شوہر کو بیوی سے بہتر بیوی اور بیوی کو شوہر سے بہتر شوہر عطا کر دوں گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بڑے وسیع فضل، عظیم احسان اور ہر چیز میں حکمت والے ہیں۔ اللہ کی ساری شریعت سراسر حکمت اور عدل پر موقوف ہے۔

آیت 131: شہنشاہ حقیقی کے عذاب سے ڈر کر توحید اختیار کرنے کا حکم:

اللہ ہی آسمان وزمین کا حاکم ہے اور وہی کائنات کا مالک و خالق ہے۔ اسی نے وصیت کی ہے

وَ اِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ﴿131﴾

اور تمہیں بھی یہی وصیت کی ہے کہ اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو اور اگر تم کفر کرو گے تو یاد رکھو کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ ہی کی ملکیت ہے اور اللہ بے نیاز اور ہر تعریف کے لائق ہے۔ ﴿131﴾

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿132﴾

آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں اور اللہ بحیثیت کارساز کافی ہے۔ ﴿132﴾

اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ

اے لوگو، اگر اللہ چاہے تو وہ تم سب کو

کہ ہم اس کے عذاب سے ڈر کر توحید اختیار کریں، صرف اسی کی عبادت کریں۔ دوسروں کی ہرگز ہرگز عبادت نہ کریں۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اگر ہم کفر کریں گے تو ہمارے کفر سے اس کی بادشاہت میں ذرّہ برابر بھی کمی نہیں ہوسکتی۔ اللہ ربّ العزّت نے یہ اعلان فرما دیا ہے کہ اگر تم اس کے آگے نہیں جھکتے ہو تو نہ جھکو۔ ساری کائنات بلکہ خود تمہارے اعضا اسی کے آگے جھکے ہوئے ہیں، اللہ کو تمہاری عبادت کی پرواہ نہیں وہ تو بڑی بے نیاز ذات ہے اسے بندوں کی عبادت کی حاجت نہیں۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ)'' موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم اور تمام روئے زمین والے مل کر کفر اختیار کرلیں تو یاد رکھو اللہ بڑا بے نیاز اور بڑی تعریفوں والا ہے۔'' (ابراہیم 14: آیت 8)

آیت 132: اللہ پوری کائنات کا بادشاہ ہے :

پوری کائنات پر اللہ ہی کا حکم چلتا ہے، وہ ہر شخص کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔ ہر ایک کا نگراں ہے اور وہ ہر وقت حاضر و ناظر اور کارساز ہے۔

وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿133﴾

مٹا کر تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے ، اللہ اس پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ ﴿133﴾

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿134﴾

جو شخص محض دنیا کا ثواب چاہتا ہو تو (یاد رکھو کہ) اللہ کے پاس تو دنیا اور آخرت (دونوں) کا ثواب موجود ہے اور اللہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔ ﴿134﴾

آیت 133: اللہ نافرمانوں کو فنا کرنے پر قادر ہے:

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں سے فرما رہے ہیں کہ اے لوگو، اگر تم میری نافرمانی کرو میرے احکام ٹھکراؤ ، میرے قانون کی توہین کرو اور میری فرمان برداری سے جی چراؤ، تو میں تمہیں فنا کرنے پر قادر ہوں کہ تم جیسے نافرمانوں کو ہلاک کرکے فرمان برداروں کو پیدا کردوں۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ)'' اگر تم (اللہ کی اطاعت سے) منہ موڑو گے تو وہ (اللہ تمہیں ہلاک کرکے) تمہاری جگہ دوسروں کو پیدا کردیں گے پھر وہ تم جیسے (نافرمان) نہیں ہوں گے۔''(محمد 47: آیت 38)

آیت 134: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دنیا اور آخرت دونوں کا سوال کرو:

اللہ ربّ العزّت کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب ہے۔ جب بندہ اس سے دونوں کا سوال کرے گا تو وہ دونوں عطا فرمادیں گے اور مالدار بنادیں گے پھر محض دنیا پر قناعت کس لئے کرنا ہے ۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ) '' جو دنیاوی زندگی اور اس کی زینت چاہیں ہم انہیں دنیا میں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دیں گے اور دنیا میں انہیں کمی نہ ہوگی لیکن ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں آگ ہی ہے ۔ دنیا میں جو کچھ کیا کرایا تھا وہ غارت ہوگیا اور جو اعمال کئے تھے سب برباد ہوگئے۔'' (ھود 11: آیات 15 تا 16)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿135﴾

اے ایمان والو، عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور اللہ کی رضا کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ ، اگرچہ وہ (گواہی) خود تمہارے اپنے یا تمہارے ماں باپ یا رشتہ داروں کے خلاف ہی ہو، فریقِ معاملہ خواہ امیر ہو یا غریب۔ اللہ تم سے زیادہ ان کا خیرخواہ ہے۔ اس لئے تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان لو کہ جو کچھ تم کروگے اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ ﴿135﴾

رسول اکرم ﷺ اکثر و بیشتر یہ دُعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

(ترجمہ)''اے ہمارے رب، ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرمایئے، آخرت میں بھی بھلائی عطا فرمایئے اور ہمیں آگ کے عذاب سے نجات عطا فرمایئے۔'' (بخاری،مسلم)

آیت 135: عدل پر قائم رہنے کا حکم:- اللہ عزّ وجل اپنے مومن بندوں کو حکم فرما رہے ہیں کہ وہ عدل پر قائم رہیں اور ذرّہ برابر بھی اس سے اِدھر اُدھر نہ ہٹیں اور اللہ کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔

گواہی اللہ کی رضا کے لئے دینے کا حکم:- اس آیت میں اللہ جل جلالہٗ کی رضا کے لئے گواہی سچی دینے کا حکم ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)'' اللہ کی رضا کے لئے ٹھیک

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿136﴾

اے ایمان والو، اللہ ، اس کے رسول اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پراتاری ہے اور ان کتب پر جو اس سے پہلے اللہ نے نازل فرمائی ہیں، ایمان لے آؤ۔ جو شخص اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتب اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کا انکار کرے تو وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دورنکل گیا۔ ﴿136﴾

ٹھیک گواہی دو۔‘‘(الطلاق 65:آیت2) یعنی گواہی صحیح، سچی، عدل والی اور برحق ہو۔گواہی کو نہ ہی بدلو نہ ہی چھپاؤ چاہے تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہواور جب تم سے کوئی بات پوچھی جائے تو حق بات کہو خواہ اس کا نقصان تمہیں ہی پہنچ رہا ہو، کیونکہ اللہ سچے آدمی کی مدد فرما کر اسے ہر تکلیف اور نقصان سے بچا لیتے ہیں اور کوئی ایسی راہ پیدا کردیتے ہیں جس سے اس کا نقصان دور ہوکر فائدہ کی شکل نکل آتی ہے۔

آیت 136: مسلمانوں کو ایمان کے تمام اصولوں پر حاوی ہونا چاہئے :

اس آیت میں اللہ ربّ العزّت مسلمانوں کو حکم فرمارہے ہیں کہ وہ ایمان کی تمام شاخوں پر اور اس کے ارکان اور اصولوں پر حاوی ہوجائیں ۔ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم مضبوطی سے ایمان پر قائم رہنے کے لئے ہے تاکہ مومن ایمان کے اصولوں پر قائم و دائم اور جمے رہیں ۔ جس طرح مومن ہر نماز میں ’’اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ‘‘ (اے اللہ ،ہمیں سیدھی راہ پر چلا ئیے) کی دعا مانگتے ہی رہتے ہیں کہ اے اللہ ،ہمیں سیدھی راہ کی بصیرت دیجئے اور ہماری

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا لَّمۡ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغۡفِرَ لَہُمۡ وَ لَا لِیَہۡدِیَہُمۡ سَبِیۡلًا ﴿137﴾

جن لوگوں نے ایمان قبول کر کے کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر اپنے کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے تو اللہ ہرگز انہیں معاف نہیں کرے گا اور نہ ہی انہیں سیدھی راہ پر چلائے گا۔ ﴿137﴾

بَشِّرِ الۡمُنٰفِقِیۡنَ بِاَنَّ لَہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمَا ۙ﴿138﴾

منافقین کو یہ بات بتا دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب یقینی ہے۔ ﴿138﴾

الَّذِیۡنَ یَتَّخِذُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ

جن (منافقین) کی یہ حالت ہے کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار کو دوست بناتے

ہدایت میں اضافہ کر دیجئے اور ہمیں ہدایت پر ثابت قدم رکھئے۔

آیت 137: کافر اور مرتد کی بخشش نہیں ہے:- یہاں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ایسے مرتد کی خبر دے رہے ہیں جو بار بار مرتد ہوتا رہا اور ارتداد میں سخت تر ہوگیا، آخر کار مرتد ہوکر ہی مرگیا۔ایسے شخص کی موت کے بعد کوئی معافی نہیں، نہ تو اللہ اسے معاف فرمائے گا اور نہ ہی اسے مصیبت سے نکالے گا بلکہ اسے جہنم کا ایندھن بنادیا جائیگا۔

آیت 138: منافق اور مرتد دونوں کا انجام ایک جیسا ہے:

منافقین کا انجام بھی مرتد جیسا ہوتا ہے کیونکہ یہ بھی مرتد لوگوں کی طرح ایمان لاکر دوبارہ کفر اختیار کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے دلوں پر مُہر لگادی جاتی ہے۔اب نہ تو ان کے لئے معافی ہے اور نہ ہی انہیں ہدایت مل سکتی ہے۔

آیت 139: منافق کفار سے دوستی کرتے ہیں:- منافقین مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے دوستی کرتے ہیں اور انہی سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور جب کفار سے علیٰحدگی

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿139﴾

ہیں، کیا وہ ان کے پاس عزّت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ حالانکہ عزّت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔ ﴿139﴾

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ﴿140﴾

اور اللہ تمہیں اپنی کتاب میں یہ حکم دے چکا ہے کہ تم جب (کسی مجلس والوں کو) اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو (اس مجلس میں) ان کے ساتھ نہ بیٹھو، جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہوگے۔ یقین جانو کہ اللہ تمام کفار اور سب منافقین کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔ ﴿140﴾

میں ملتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مسلمانوں سے اظہار دوستی کرکے ان سے مذاق کررہے تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انہیں کفار کی دوستی پر ڈانٹا اور فرمایا کہ کیا تم ان کے پاس عزّت ڈھونڈ رہے ہو۔ یاد رکھو کہ عزّت دینے والا تو صرف اللہ ہی ہے جسے چاہے عزّت دے۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر اٰل عمران 3: آیت 26)

آیت 140: خلافِ شرع مجالس میں شریک ہونے کی ممانعت:

اللہ ربّ العزّت مسلمانوں کو ایسی مجلسوں میں بیٹھنے سے روک رہے ہیں جہاں اللہ کی آیات کا انکار کیا جاتا ہو، ان کا مذاق اڑایا جاتا ہو اور ان کی توہین کی جاتی ہو۔ اس لئے کہ اللہ کی آیات کا انکار کرنے والے اور ان کی توہین کرنے والے منافقین اور کفار دونوں جہنمی ہیں یعنی جس طرح ملکر وہ دنیا میں کفر وشرک اختیار کرتے اور اللہ کی آیات کا مذاق اڑاتے تھے اسی

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿141﴾

یہ (منافق) لوگ تمہارے انجام کا انتظار کرتے رہتے ہیں اگر تمہیں اللہ فتح دیدے تو یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں ؟ اور اگر کفار کو تھوڑا سا غلبہ مل جائے تو (ان سے) کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے خلاف لڑنے پر قادر نہ تھے اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے نہ بچایا تھا؟ پس قیامت کے دن اللہ ہی تمہارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ کفار کو ایمان والوں پر غالب آنے کا ہرگز کوئی راستہ نہ دے گا۔ ﴿141﴾

طرح جہنم کی آگ میں بھی اکھٹے ہوں گے ۔پکڑ دھکڑ ، بیڑیوں، طوقوں، کھولتے ہوئے پانی اور زخموں کی پیپ پینے میں یہ سب برابر کے شریک ہوں گے اور سب کو ہمیشگی والے عذاب کی سزا کا مزا چکھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔

آیت 141: منافق مسلمانوں کے زوال کے منتظر رہتے ہیں :

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خبر دے رہے ہیں کہ منافق مسلمانوں کے زوال اور پستی کے منتظر رہتے ہیں کہ وہ زوال پذیر ہوں اور ان پر کفار کا تسلط ہوجائے اور ان کا دین ختم ہوجائے پھر اگر مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے فتح اور مال غنیمت مل جاتا ہے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھی اور دوست نہ تھے اور اگر کفار کو غلبہ حاصل ہوجاتا ہے جیسا کہ جنگ احد میں کفار کا غلبہ ہوگیا تھا کیونکہ انبیا کی بھی آزمائش ہوتی ہے اور آخر میں فتح انہیں کو نصیب ہوئی تو کہتے ہیں، دیکھو ہم تو دل سے تمہارے ہی مددگار تھے۔ ہم نے تو مسلمانوں کو دھوکہ دینے میں کوئی کسر نہیں

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ (142)

بے شک منافق اللہ سے چالبازیاں کررہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور وہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی سستی اور کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ تو صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور وہ اللہ کو تو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں۔ (142)

چھوڑی۔ آخر کار میدان تمہارے ہی ہاتھ رہا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی دے رہے ہیں کہ منافقین کی یہ تمنا کبھی پوری نہیں ہوگی کہ مسلمانوں کا وجود ہی ختم ہوجائے۔

آیت 142: اللہ کو دھوکہ دینے کا مطلب :

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ دھوکے میں نہیں آتا کیونکہ دھوکے میں وہی آسکتا ہے جسے علم نہ ہو۔ اللہ تو دلوں تک کی باتوں سے خوب واقف ہے۔ بھلا وہ کیسے دھوکے میں آسکتا ہے۔ البتہ منافق اپنی جہالت ، نادانی اور بے وقوفی سے اس دھوکے میں ہیں کہ جس طرح لوگوں کے سامنے ان کی بات مان لی جاتی ہے اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی بات مان لی جائے گی اور وہاں بھی ہماری چال چل جائیگی مگر ایسا نہیں ہوگا قیامت کے دن بھی یہ بد بخت جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا چاہیں گے ۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)''جس دن اللہ ان سب کو اٹھائیگا تو یہ اس کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھایا کرتے تھے اور گمان کریں گے کہ وہ بھی کسی (دلیل) پر ہیں۔ یقین مانو یہی جھوٹے ہیں۔'' (المجادلہ 58: آیت 18)

ریاکاری منافقین کی صفت ہے :- منافقوں کی ایک ظاہری صفت یہ ہے کہ وہ سستی سے نماز پڑھتے ہیں مگر اللہ نے ان کی ایک باطنی عادت بھی بیان کردی ہے کہ وہ ریاکاری کیلئے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی نماز میں اخلاص نہیں ہوتا اور نہ ہی اللہ کے لئے پڑھتے ہیں بلکہ

مُّذَبۡذَبِيۡنَ بَيۡنَ ذٰلِكَ ؕ لَاۤ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ سَبِيۡلًا ﴿143﴾

وہ (کفر اور ایمان کے) درمیان میں ڈگمگا رہے ہیں، نہ پورے ان (مومنوں) کی طرف ہیں اور نہ ہی صحیح طور پر ان (کفار) کی طرف ہیں اور جسے اللہ گمراہی میں ڈال دے تو آپ اس کے لئے کوئی راہ نہ پائیں گے۔ ﴿143﴾

لوگوں کے دکھاوے کے لئے پڑھتے ہیں تا کہ جان ومال محفوظ رہے۔ اسی وجہ سے بسااوقات وہ ان نمازوں میں حاضر نہیں ہوتے جن میں انہیں لوگ دیکھ نہ سکیں جیسے اندھیرے میں پڑھی جانے والی عشاء اورفجر کی نمازیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔'' منافقوں کے لئے عشاء اورفجر کی نماز بڑی بھاری ہے۔ اگر یہ ان دونوں نمازوں کے ثواب کو جان لیتے تو دونوں میں ضرور حاضر ہوتے اگر چہ انہیں گھسٹ کر آنا پڑتا۔ اللہ کی قسم میری یہ چاہت ہے کہ میں کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر ایسے آدمیوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں لیکر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور انکے گھروں کو آگ لگادوں مگر پھر مجھے خیال آتا ہے کہ ان گھروں میں معصوم بچے اور عورتیں بھی ہوں گی (اس لئے میں ان کے گھروں کو آگ نہیں لگاتا)''۔ (بخاری، مسلم)

آیت 143: منافقین تردد کا شکار رہتے ہیں:۔ منافقین ایمان کے معاملہ میں شک میں پڑے ہوئے ہیں، نہ تو مومنوں کے ساتھ ہیں اور نہ ہی کفار کے ساتھ یعنی منافق ایمان وکفر کے درمیان حیران وسرگرداں ہیں۔ نہ ظاہر و باطن میں مومنوں کے ساتھ ہیں اور نہ کفار کے ساتھ بلکہ ظاہر میں تو ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور باطن میں کفار کے ساتھ۔ اس شک اور تردد کی انہیں ایسی سخت سزا ملے گی کہ کوئی بھی انہیں اس سزا سے بچانہ سکے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿144﴾

اے ایمان والو، مومنوں کو چھوڑ کر کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کی واضح حجت قائم کرلو۔؟ ﴿144﴾

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۙ﴿145﴾

یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے اور آپ ان کا ہرگز کوئی مددگار نہ پائیں گے۔ ﴿145﴾

آیت 144: کفار سے دوستانہ تعلقات کی ممانعت :

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حکم ہے کہ کفار کو دوست نہ بنایا جائے یعنی مسلمان ان سے گہرا میل جول نہ رکھیں، انہیں دوست نہ بنائیں اور مسلمانوں کے اندرونی حالات کی انہیں خبر نہ دیں۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار کو دوست نہ بنائیں۔ جو شخص ایسا کرے گا وہ اللہ کے نزدیک کسی بھلائی کا مستحق نہیں۔ البتہ بچاؤ کے لئے ظاہر داری برتنا دوسری بات ہے اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور تمہیں اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (اٰلِ عمران 3: آیت 28) اللہ کی نافرمانی پر اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے، ایسا نہ کرو ورنہ اس کے عذاب میں پھنس جاؤ گے اور ایسی دلیل ہرگز قائم نہ کرو جو تمہیں اللہ کے عذاب کا مستحق بنادے۔

آیت 145: منافقین کیلئے جہنم کا سب سے نچلا طبقہ ہے :

قیامت کے دن منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ڈالے جائیں گے، اس لئے کہ انہوں نے حق کو جاننے کے باوجود اسے دل سے تسلیم نہیں کیا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش میں لگے رہے اور کفار سے ہمدردی کا اظہار کرکے اللہ سبحانہٗ

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿146﴾

مگر جو (منافق) توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں اور اللہ پر کامل یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کے لئے دینداری کریں تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں۔ اللہ عنقریب مومنوں کو بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ ﴿146﴾

مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ

(اے لوگو) اللہ تمہیں سزا دے کر کیا

و تعالیٰ کو ناراض کر لیا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر جو آخرت میں کامیابی کا ذریعہ تھا اسے بھی چھوڑ بیٹھے۔ لہٰذا ان کے اس برے عمل کی یہی سزا ہے کہ انہیں ایسی سخت سزا دی جائے۔ وہاں ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا، جو انہیں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا سکے اور انہیں ان کی حالت زار سے نکال سکے۔

آیت 146: پُرخلوص توبہ ضرور قبول ہوتی ہے:

اس سے پہلی آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے منافقین کا خطرناک انجام بیان فرمایا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو چاہے وہ منافق ہوں یا کفار یا عام گنہگار یہ خوشخبری سنا رہے ہیں کہ جو بھی دنیا میں پر خلوص توبہ کرے گا، ندامت کے آنسو بہائے گا، اپنے اعمال کی اصلاح کرلے گا، کفار سے دوستی چھوڑ کر مسلمانوں کو اپنا دوست بنالے گا اور ربّ کے آئین شریعت کا پابند ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کر لے گا تو اس کی توبہ ضرور قبول کرلی جائے گی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-''اپنے دین میں خلوص پیدا کرو تمہیں تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا''۔ (بیہقی) یعنی اخلاص والا تھوڑا عمل بھی مفید ہے۔ ایسے لوگ قیامت کے دن مومنین کی جماعت میں ہوں گے اور اللہ ایمان والوں کو جنت دینے والا ہے یہ بھی جنت میں جائیں گے۔

شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿147﴾

کرے گا؟ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور (سچے) مومن بنے رہو تو اللہ بہت قدر کرنے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔ ﴿147﴾

آیت 147: جرائم کی وجہ سے عذاب آتا ہے:

یہاں اللہ ربّ العزّت اپنی بے نیازی کی خبر دیتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گناہوں ہی کی وجہ سے بندوں کو عذاب دیتا ہے یعنی اگر تم اعمال کی اصلاح کرلو اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا، اللہ تو اعمال کا قدر دان ہے۔ جو بھی نیک عمل کرتا ہے اللہ ربّ العزّت اس کے عمل کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کے دل میں ایمان ہوگا اللہ عزّ وجل کو اس کے دل کے ایمان و یقین کی خبر ہے وہ اسے اس کے ایمان کا پورا پورا ثواب عطا فرمائیں گے۔ فرمان الٰہی ہے:۔

(ترجمہ) ❶ ''تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے (برے) اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے''۔ (الشوریٰ 42: آیت 30)

❷ ''خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا تاکہ اللہ ان کے بعض کرتوتوں کا بدلہ چکھائے شاید وہ باز آجائیں۔'' (الروم 30: آیت 41)

پہلی تمام قوموں کے عذاب الٰہی کا شکار ہونے کی وجہ ان کے اپنے برے اعمال اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں تھیں۔ فرمانِ الٰہی ہے۔ (ترجمہ) ''پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑ لیا اور ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کی بارش برسائی، بعض کو زور دار آندھی نے دبوچ لیا، ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبودیا۔'' (العنکبوت 29: آیت 40)

پہلی اقوام پر جو عذاب آئے ان سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿148﴾

اللہ اونچی آواز میں برائی کی بات کرنے کو پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت ہے اور اللہ خوب سننے اور خوب جاننے والا ہے۔ ﴿148﴾

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿149﴾

اگر تم ظاہر کرکے نیکی کرو یا چھپا کر یا برائی کو معاف کر دو تو یاد رکھو اللہ بہت ہی معاف کرنے والا اور بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔ ﴿149﴾

آیت 148: بددُعا کرنا شانِ اسلام کے خلاف ہے:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کسی پر بددعا کرنے کو پسند نہیں فرماتا اس لئے کہ صبر کرنے والے کو بہت زیادہ ثواب ملے گا۔ البتہ مظلوم ظالم پر بددعا کرسکتا ہے لیکن مظلوم کو بھی صبر کرنا چاہئے ۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ) ❶ ''اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی لو جتنا تمہیں نقصان پہنچایا گیا ہے اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے یہ بہت ہی بہتر ہے۔'' (النحل 16: آیت 126)

❷ ''جس نے ظلم کا بدلہ لیا اس سے کوئی باز پرس نہیں۔'' (الشوریٰ 42: آیت 41)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوئی چیز چوری ہوگئی تھی وہ بددعا کرنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-''اس (چوری کرنے والے) کا بوجھ کیوں ہلکا کررہی ہو۔'' (ابوداؤد۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اپنے پڑوسی کی شکایت کی کہ میرا ہمسایہ مجھے تکلیفیں پہنچاتا ہے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا سامان نکال کر راستہ میں رکھ دو۔ اس شخص نے اپنا سامان نکال کر راستہ میں رکھ دیا۔ اس راستہ سے گذرنے والا ہر شخص پوچھتا کہ کیا بات ہے ؟ وہ جواب دیتا کہ میرا ہمسایہ مجھے ستاتا ہے ، گزرنے والا اس کے پڑوسی کو لعن طعن اور ملامت کرتے ہوئے گذر جاتا ، آخر ہمسایہ نے آکر کہا ''تم اپنے گھر چلو اب میں کبھی بھی تمہیں نہیں ستاؤں گا۔'' (ابو داؤد ۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ۙ﴿۱۵۰﴾

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر (انکار) کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض (انبیا علیہم السلام) پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور اس کے درمیان ایک راہ بنانا چاہتے ہیں۔ ﴿150﴾

آیت 149: نیکیاں اور معافی قرب باری تعالیٰ کا ذریعہ ہیں:

اللہ ربّ العزّت یہاں نیکی کرنے اور معاف کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں کہ یہ ایسی باتیں ہیں جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے قریب کردیں گی اور یہ نیکیاں ثواب کی بھرمار کردیں گی کیونکہ صفات باری تعالیٰ میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ باوجود قدرت کے بندوں کو معاف فرمادیتا ہے اور یہ صفت اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ''جو شخص دوسروں کو معاف کردیتا ہے اللہ اسے عزت دیتا ہے اور جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند و بالا کردیتا ہے۔'' (مسلم)

آیت 150: تمام انبیا علیہم السلام پر ایمان لانا شرطِ ایمان ہے:

اس آیت میں اللہ ربّ العزّت نے ان لوگوں کو ڈرایا ہے جو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان نہیں لاتے۔ یہاں یہود اور عیسائیوں کو سرزنش کی گئی ہے جنہوں نے رسولوں کے درمیان فرق کردیا تھا۔ بعض انبیا پر ایمان لائے اور بعض کو جھٹلایا۔ یہ ان کی بری عادت تھی، جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔ جس نے بھی اللہ کے مبعوث کئے ہوئے کسی نبی کو نہیں مانا، اس نے گویا تمام انبیا کو نہیں مانا کیونکہ ہر نبی پر ایمان لانا فرض ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿151﴾

یقین مانو کہ وہی حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کفار کے لئے ذلت والا عذاب تیار کررکھا ہے۔ ﴿151﴾

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿152﴾

اور جو لوگ اللہ اور اس کے (تمام) رسولوں پر ایمان لے آئے اور وہ ان (رسولوں) میں سے کسی میں بھی فرق نہیں کرتے ، ایسے لوگوں کو عنقریب اللہ ان کے اعمال کا پورا اجر دینے والا ہے اور وہ بڑا ہی بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔ ﴿152﴾

پھر جس نے کسی نبی کو محض حسد یا تعصب کی وجہ سے نہیں مانا اس کا تمام انبیا پر شرعی ایمان نہیں بلکہ اس کا ایمان کسی غرض یا کسی خواہش اور عصبیت پر مبنی ہے جس میں نقصان ہی نقصان ہے۔ جو لوگ دین میں رسولوں کے درمیان تفریق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا بعض انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان ہے اور بعض پر نہیں، ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق پکے کافر ہیں۔ یعنی دین میں دو ہی راستے ہیں اقرار یا انکار ایسا نہیں ہے کہ جس کو چاہا مان لیا جس کو چاہا نہ مانا چونکہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اور عیسائیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اس لئے یہ دونوں کافر ہیں اور کفار کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

آیات 151 تا 152: مسلمانوں کا تمام انبیا علیہم السلام پر ایمان ضروری ہے:

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو اجر دینے کا وعدہ کیا ہے جو اللہ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی رسالت پر ایمان لائے کسی کی بھی تکذیب نہ کرے بلکہ سب کی تصدیق کرے ، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر ان کے پاس گناہوں کا بوجھ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے ان کے گناہ معاف فرمادیں گے۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿153﴾

یہ اہل کتاب آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس ایک آسمانی کتاب لائیں۔ موسیٰ (علیہ السلام) سے توانہوں نے اس سے بڑی درخواست کی تھی اور کہا تھا کہ آپ ہمیں کھلم کھلا اللہ کو دکھادیں۔ آخر ان کے(اس) ظلم کی وجہ سے انہیں (آسمانی) بجلی نے آلیا پھر انہوں نے اپنے پاس واضح دلائل آجانے کے بعد بھی بچھڑے کو معبود بنالیا مگر ہم نے اس گناہ کو بھی معاف کردیا اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کھلا غلبہ (صریح دلیل) عنایت فرمایا۔ ﴿153﴾

آیت 153: یہود کی ہٹ دھرمی :

یہود نے رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان پر ایک آسمانی لکھی ہوئی کتاب لائیں، جس طرح موسیٰ علیہ السلام پر لکھی ہوئی تورات اتری تھی یہ بات انہوں نے محض ہٹ دھرمی کی بنا پر کہی تھی ورنہ رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کیلئے انہیں تورات کے بیان کردہ دلائل ہی کافی تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے نبی ﷺ آپ ان کے اس مطالبہ پر حیرت نہ کریں انہوں نے تو موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا کہ ہمیں اللہ کو ظاہری آنکھوں سے دکھاؤ، جس کی سزا میں انہیں بجلی نے آپکڑا پھر ان کی سرکشی کی انتہا یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے تو یہ (یہود) بچھڑا بنا کر اسے پوجنے لگے۔ جب آپ علیہ السلام واپس آئے اور ان میں شرک دیکھا تو آپ علیہ السلام نے اللہ عزّ وجل سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ اس طرح قبول فرمائی کہ ایک دوسرے کو قتل کرو۔ آخرکار بعض نے بعض کو قتل کردیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور آسمانی بجلی سے مرے ہوؤں کو بھی دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿154﴾

ہم نے ان سے عہد لینے کے لئے ان (کے سروں) پر طور (پہاڑ) اٹھایا اور انہیں حکم دیا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوجاؤ اور یہ بھی حکم دیا کہ ہفتہ کے دن میں زیادتی نہ کرنا اور ہم نے ان سے (اس بات پر) مضبوط عہد لیا۔ ﴿154﴾

آیت 154: بنی اسرائیل کا احکامِ تورات پر عمل کرنے سے انکار:

جب بنی اسرائیل نے احکام تورات پر عمل کرنے سے جی چرایا اور شریعت موسیٰ علیہ السلام پر چلنے سے انکار کر دیا تو اللہ نے ان کے سروں پر طور پہاڑ لاکھڑا کیا اور فرمایا کہ بتاؤ پہاڑ گرا کر ماردوں یا تورات کے احکام مانتے ہو۔ پھر یہ سب احکام شرعیہ پر کاربند ہوگئے اور سجدہ میں گر پڑے۔ چونکہ سروں پر پہاڑ کے ہونے سے کافی دہشت زدہ ہوگئے تھے اس لئے سجدہ میں کن اکھیوں سے اوپر ہی اوپر دیکھ رہے تھے کہ کہیں پہاڑ نہ گرجائے اور دب کر نہ مر جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ بیت المقدس میں سجدہ کرتے ہوئے اور حِطَّةٌ کہتے ہوئے داخل ہوجاؤ (یعنی اے اللہ، ہم نے جہاد چھوڑ کر اور آپ کے حکم کی نافرمانی کر کے جن گناہوں کا ارتکاب کیا ہے، آپ وہ معاف فرمادیں) تو انہوں نے دونوں باتوں کی مخالفت کی، نہ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوئے اور نہ ہی حِطَّةٌ کہا، بلکہ سُرین کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور حِنْطَةٌ کہا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے منع فرمادیا تھا اور اس پر کاربند رہنے کے لئے ان سے بہت ہی سخت قسم کا عہد و پیمان بھی لیا تھا لیکن انہوں نے اس حکم کی بھی مخالفت کی اور حیلہ سازی کر کے ہفتہ کے دن مچھلیوں کو بند رکھا اور اتوار کے دن ان کا شکار کرلیا جس کی وجہ سے وہ عذاب الٰہی کا شکار ہوگئے۔

(مزید معلومات کے لئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیات 51 تا 66 اور الاعراف 7: آیت 163)

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿155﴾

یہ سزا ان کے عہد توڑنے ، اللہ کی آیات کو نہ ماننے ، انبیا کو ناحق قتل کرنے اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مُہر لگادی ہے اس لئے ان میں سے بہت کم ہی لوگ ایمان لائیں گے۔ ﴿155﴾

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿156﴾

پھر یہ کفر میں اتنے آگے بڑھ گئے کہ مریم (علیہا السلام) پر نہایت ہی بڑا بہتان لگادیا۔ ﴿156﴾

آیت 155: یہود کے بڑے گناہ:

اس آیت میں ان گناہوں کا بیان ہے جن کا ارتکاب کرکے یہود قابلِ لعنت ٹھہرے اور ہدایت وحق سے بالکل دور ہوگئے۔ انہوں نے وہ عہد توڑے جو ان سے لئے گئے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو نہ مانا اور انہیں انبیا علیہم السلام کے ہاتھوں سے جو معجزے دکھائے گئے تھے انہیں ٹھکرادیا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حجتیں اور دلائل دیکھنے کے باوجود منہ موڑ لیا۔ ان کے گناہوں کی کثرت کا یہ حال تھا کہ انہوں نے انبیا علیہم السلام کو بھی ناحق قتل کرنے کی جرأت کی اور انبیائے کرام علیہم السلام کی ایک بڑی جماعت شہید کردی اور صاف صاف کہہ دیا کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ ربّ العزّت نے اس کی وضاحت فرمادی کہ اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دل بند کرکے مُہر لگادی گئی ہے اور ان کے دل کفر وسرکشی کے عادی ہوچکے ہیں ۔ایمان نہ لانا ان کی گھٹّی میں داخل ہے اور یہ بے ایمانی ان کی پرانی عادت ہے لہٰذا ان میں سے بہت کم لوگ ایمان لائیں گے۔

آیت 156: یہود کا مریم صدیقہ علیہا السلام پر شرمناک الزام:- یہود نے مریم صدیقہ علیہا السلام پر بدکاری کا شرمناک الزام لگایا اور عیسیٰ علیہ السلام کو ولد الزنا کہا ۔ بلکہ بعض تو دو قدم اور آگے بڑھ گئے

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ 157

اور انہوں نے خود کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو، جو اللہ کے رسول تھے قتل کر ڈالا۔ حالانکہ انہوں نے ان کو نہ تو قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا، لیکن ان کے لئے ان (عیسیٰ علیہ السلام) کی مشابہ صورت بنادی گئی تھی اور جن لوگوں نے اختلاف کیا وہ ان کے بارے شک میں ہیں۔ان کے پاس سوائے گمان کی پیروی کے یقینی علم نہیں ہے بلاشبہ انہوں نے ان (عیسیٰ علیہ السلام) کو قتل نہیں کیا۔ 157

اور کہہ دیا کہ ان سے حالتِ حیض میں بد اخلاقی سرزد ہوئی ہے حالانکہ یہ سراسران پر بہتان تھا۔

آیت 157: قتل مسیح علیہ السلام کا بے بنیاد دعویٰ:

یہود دعویٰ کرتے تھے کہ یہ شخص عیسیٰ علیہ السلام جو منصب رسالت کا دعویدار ہے ہم نے اسے قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا بے بنیاد دعویٰ تھا۔ اسی طرح مشرکوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا تھا۔فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''انہوں نے کہا کہ اے شخص، جس پر قرآن اتارا گیا ہے یقیناً تو دیوانہ ہے''۔ (الحجر15: آیت 6) جب یہود کے پاس اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو معجزات وہدایات دے کر بھیجا تو انہیں آپ علیہ السلام سے حسد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نبوت و معجزات دے کر کیوں بھیجا ہے اور وہ آپ علیہ السلام کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔

مسیح علیہ السلام کے خلاف سازش:

اللہ ربّ العزّت نے عیسیٰ علیہ السلام کو بہت سے معجزات سے بھی نوازا تھا۔ پھر بھی یہود نے آپ علیہ السلام کی تکذیب و مخالفت کی اور ہر ممکن طریقہ سے آپ علیہ السلام کو ستایا۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کسی بھی شہر میں نہیں رہ سکے۔ آپ علیہ السلام اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ خانہ بدوش رہتے

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿158﴾

بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ بڑا زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔ ﴿158﴾

تھے اور صحرا صحرا گشت لگاتے رہتے تھے، اسی طرح کافی عمر گزاردی۔ پھر بھی ان بدبختوں کو صبر نہیں آیا اور شاہ دمشق کے کان بھرے اور اسے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بھڑکایا کہ ایک شخص ہے، جو لوگوں کو گمراہ کررہا ہے اور بادشاہ کے خلاف رعایا کو ابھار رہا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ بھڑک اٹھااور اس نے فلسطین کے حاکم کو لکھا کہ اس شخص کو گرفتار کرکے سولی پر چڑھادو۔ فلسطین کے حاکم نے اس کی تعمیل کی اور یہودکی ایک جماعت کو ساتھ لیکر آپ علیہ السلام کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام نے یہ معاملہ دیکھا اور آپ کو یہ یقین ہوگیا کہ محاصرہ کرنے والے گھر میں ضرور داخل ہوں گے یا مجھے گھر سے نکل کر مقابلہ کرنا پڑے گا تو آپ علیہ السلام نے رفقا سے فرمایا:-'' تم میں کون یہ بات پسند کرتا ہے۔ اللہ اس کی شکل وصورت مجھ جیسی بنادے تاکہ وہ گرفتار ہوجائے اور مجھے نجات مل جائے۔ وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔'' اس پر ایک نوجوان تیار ہوگیا۔ پھر آپ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ علیہ السلام جیسی صورت دیدی اور گھر سے عیسیٰ علیہ السلام حالت اونگھ میں آسمان پر اٹھالئے گئے۔ جب آپ علیہ السلام اٹھالئے گئے تو لوگ اس گھر سے باہر نکلے ،محاصرہ کرنے والوں نے اس نوجوان کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر گرفتار کرلیا۔ یہ گرفتاری رات کے وقت عمل میں آئی تھی۔ پھر اسے صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ یہود نے بڑی مسرت کا اظہار کیا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا ہے۔ عام عیسائیوں نے بھی جہالت و نادانی سے ان کی بات مان لی حالانکہ حقیقت میں وہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے میں کامیاب نہیں ہوسکے تھے۔

آیت 158: اللہ تعالیٰ بڑی حکمت والا ہے:- اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس زندہ اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ ایسا غالب ہے جس کی بارگاہ ہر اعتبار سے محفوظ ہے، وہاں تک پہنچنے کی کسی کو جسارت نہیں اور جس نے اس کے دروازہ پر پناہ ڈھونڈی اسے کوئی تکلیف نہیں

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ﴿159﴾

کوئی بھی اہل کتاب ،عیسیٰ(علیہ السلام) پر ان کی (اصل) موت سے پہلے ایمان لائے بغیر نہ رہے گا اور قیامت کے دن وہ (عیسیٰ علیہ السلام) ان (لوگوں) پر گواہ ہوں گے۔ ﴿159﴾

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ﴿160﴾

یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر کتنی ہی پاک چیزیں حرام کردیں جو ان پر حلال تھیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ بہت سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ ﴿160﴾

پہنچا سکتا اور اللہ تعالیٰ اپنے فیصلوں میں بڑی حکمت والا ہے۔ اسی کی حکمت بڑی عظیم ہے، اسی کی حجت پکی ہے اسی کی دلیل بڑی مضبوط ہے اور اسی کا حکم ہمیشہ چلتا ہے۔

آیت 159: عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ہر عیسائی آپ پر ایمان لے آئیگا:

ہر اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔ جب آپ علیہ السلام دجّال کو قتل کرنے کے لئے اتریں گے تو سارے عیسائی آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے اور تمام مذاہب ختم ہوکر ایک ہی مذہب اسلام رہ جائیگا۔ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت سے پہلے زمین پر اتریں گے اور یہودیوں اور عیسائیوں کے ان غلط اقوال کی تردید کریں گے جو آپ علیہ السلام کے بارے میں انہوں نے مشہور کررکھی ہیں اور انہی بے بنیاد باتوں کی وجہ سے لڑتے رہتے ہیں۔

آیت 160: گناہوں کی وجہ سے یہود پر کئی حلال چیزیں حرام کردی گئی تھیں:

اللہ ربّ العزّت نے اس آیت میں یہود کے ظلم وستم کی خبر دی ہے کہ یہ بدبخت بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرنے والے تھے، جن کی وجہ سے ان پر کئی حلال چیزیں حرام کردی گئی تھیں۔ ان لوگوں نے اپنے اوپر خود ہی سختی اور تنگی کی راہیں ہموار کی تھیں۔

وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿161﴾

اور ان کے سود لینے کی وجہ سے بھی، حالانکہ وہ سود سے روک دئے گئے تھے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ ناحق لوگوں کا مال کھاتے تھے اور ہم نے ان میں سے کفار کیلئے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ﴿161﴾

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿162﴾

لیکن ان میں سے پختہ علم والے اور ایمان والے، اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئیں۔ وہ پابندی سے نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں، ہم انہیں عنقریب اجر عظیم عطا کرنے والے ہیں۔ ﴿162﴾

آیت 161: سود خوری حرام ہے :- یہود سود خور تھے۔ حالانکہ انہیں سود سے روک دیا گیا تھا یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں سود سے منع فرمادیا تھا پھر بھی انہوں نے سود لیا اور طرح طرح کے حیلہ بہانہ تراش کر سود خوری جاری رکھی اور لوگوں کا مال ناجائز طریقوں سے کھاتے رہے۔ ان کے علما نے ان کی خواہشات کے مطابق فتوے دیئے اور ان سے رشوت وصول کی۔

آیت 162: دین میں ثابت قدمی:

جو لوگ دین میں ثابت قدم ہیں اور مفید علم کے ماہر ہیں یہاں انکی صفات بیان کی جارہی ہیں اور ان کے لئے عظیم اجر و ثواب کا وعدہ بھی سنایا جارہا ہے۔ یہ آیت عبد اللہ بن سلام، ثعلبہ، زید بن سعید اور اسد بن عبید رضی اللہ عنہم کے بارے میں اتری، جو مشرف بہ اسلام ہوگئے

اِنَّاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ كَمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی نُوۡحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ۚ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطِ وَ عِیۡسٰی وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡنُسَ وَ هٰرُوۡنَ وَ سُلَیۡمٰنَ ۚ وَ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿163﴾

ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف اسی طرح وحی بھیجی جس طرح نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف بھی وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور دی تھی۔ ﴿163﴾

وَ رُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَیۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَ رُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ

اور آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کردئے ہیں اور بہت سے رسولوں کے واقعات

تھے اور انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو بحیثیت آخری رسول تسلیم کرلیا تھا اور یہ لوگ توحید کے قائل بھی ہوگئے تھے اور زندگی بعد الموت کا عقیدہ بھی رکھتے تھے، لہٰذا انکے اعمال کا انہیں پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اجر عظیم سے یہاں جنت مراد ہے۔

آیت 163 : تمام انبیا پر وحی اُتری :

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سکین اور عدی بن زید نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم نہیں جانتے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی دوسرے انسان پر وحی نازل کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی نازل فرمائی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اسی طرح وحی بھیجی جس طرح سابق انبیائے کرام علیہم السلام پر وحی بھیجی تھی اور نوح علیہ السلام کے نام سے ابتدا اس لئے کی گئی ہے کہ وہ پہلے نبی تھے جنہیں اللہ نے شریعت دیکر بھیجا تھا۔

عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ (164)

بیان نہیں بھی کئے اور اللہ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے واضح طور پر کلام کیا۔ (164)

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (165)

ہم نے رسول خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے تا کہ رسولوں کے بعد لوگوں کی اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے اور اللہ بڑا زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔ (165)

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ

(لوگ مانیں یا نہ مانیں) لیکن اللہ اس وحی کی شہادت دے رہا ہے جو اس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے کہ اس نے اسے اپنے علم سے اتارا ہے

آیات 164 تا 165: انبیا علیہم السلام حجت کے لئے مبعوث ہوئے:

جو لوگ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور نیکیاں کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کو راضی کر لیتے ہیں انبیا علیہم السلام انہیں جنت و رضائے الٰہی کی بشارت دیتے ہیں اور جو نافرمانی کرتے ہیں اور رسولوں کو جھٹلاتے ہیں انہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔ کتب کا اترنا اور رسولوں کا آ کر لوگوں کو بشارت اور وعید سنانا اس وجہ سے ہے کہ کسی نفس کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے کہ ہمیں تو کسی نے دین سکھایا ہی نہیں تھا، نہ ہمارے پاس کوئی کتاب آئی تھی اور نہ ہی کوئی رسول آیا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں اسی وجہ سے اس نے کھلی چھپی سب بے حیائیوں سے منع فرمادیا ہے اور کوئی اللہ سے زیادہ تعریف کو بھی محبوب رکھنے والا نہیں، اسی وجہ سے اس نے خود اپنی ذات کی تعریف فرمائی ہے۔'' (بخاری، مسلم)

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿166﴾

اور فرشتے بھی شہادت دے رہے ہیں اور (صرف) اللہ کا گواہ ہونا ہی کافی ہے۔ ﴿166﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿167﴾

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکا ، یقیناً وہ گمراہی میں بہت دور جا چکے ہیں۔ ﴿167﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿168﴾ۙ

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ظلم کیا اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ ہی انہیں (سیدھی) راہ دکھائے گا۔ ﴿168﴾

آیت 166: رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر اللہ اور فرشتوں کی گواہی:

رسول اکرم ﷺ کی نبوت کو مشرک اور اہل کتاب نہیں مانتے تھے اس لئے یہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ کی رسالت پر گواہ ہیں اور اللہ ہی نے آپ پر قرآن اتارا ہے اگر آپ کی نبوت کو مشرک اور کافر نہیں مانتے تو نہ مانیں اللہ کی شہادت ہی کافی ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچھ یہودی رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے کہا ”اللہ کی قسم مجھے معلوم ہے کہ تمہیں میرے رسول ہونے کا علم ہے“ انہوں نے کہا ”ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔“ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (بیہقی)

آیات 167 تا 169: حق سے منہ پھیرنے والوں کے لئے معافی نہیں:

ان آیات میں اللہ ربّ العزّت ان لوگوں کے بارے میں بتا رہے ہیں جو خود بھی کافر ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی راہِ حق سے روکنے میں سرگرم عمل رہتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿169﴾

سوائے جہنم کی راہ کے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ (سزا دینا) اللہ کیلئے بہت ہی آسان ہے۔ ﴿169﴾

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿170﴾

اے لوگو، تمہارے پاس (یہ) رسول (ﷺ) تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر آ گیا ہے پس تم ایمان لے آؤ، یہ (ایمان) تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم کفر اختیار کرو گے تو یاد رکھو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں (موجود) ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ ﴿170﴾

معاف نہ فرمائے گا اور ان کے لئے ہمیشہ جہنم کی راہ ہموار ہوگی، پھر بالآخر وہ جہنم میں داخل کردیئے جائیں گے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

آیت 170: رسول اکرم ﷺ ہدایت وحق لے کر مبعوث ہوئے:

اس آیت میں بتایا جارہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نور ہدایت، دین حق اور عزّت وجلال والے اللہ کی طرف سے واضح بیان لے کر آئے ہیں لہٰذا ان کی لائی ہوئی باتوں پر ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو، ان پر ایمان لانا تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم ان کی باتوں کو اور ان کی لائی ہوئی کتاب کو ٹھکرا دو گے تو اللہ کا کیا بگاڑو گے وہ تم سے اور تمہارے ایمان سے بے نیاز ہے، تمہارے کفر سے اس کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ کفر اختیار کرنے میں تمہارا اپنا نقصان ہے۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ اس رسول ﷺ پر ایمان لاکر نیک اعمال کرو تاکہ کامیاب ہوسکو۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ قف وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ

اے اہل کتاب ، اپنے دین (کے بارے) میں حد سے آگے نہ بڑھو اور اللہ کی شان میں صرف سچی بات ہی کہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ (کُنْ سے پیدا ہوئے) ہیں جو اللہ نے مریم (علیہا السلام) تک پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں اس لئے تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور یہ نہ کہو کہ اللہ تین ہیں۔ باز آجاؤ، اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے، اللہ تو صرف ایک ہی معبود ہے۔

آیت 171: مسیح بن مریم علیہا السلام کی تخلیق کس طرح ہوئی:

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کیا اور امّاں حوا علیہا السلام کو بغیر ماں کے، جس سے ثابت ہوا کہ اللہ ربّ العزّت جس طرح چاہیں انسان کو پیدا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا کیا:۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے لفظ ''کُن'' جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ مریم علیہا السلام تک پہنچایا اور اسی طرح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی۔

(مزید معلومات و تفصیل کیلئے پڑھیئے ترجمہ و تفسیر اٰل عمران 3: آیت 59)

شرک سے بچو اور اللہ پر الزام نہ لگاؤ:

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ بیوی بچوں سے پاک ہے، اپنی سرداری میں یکتا ، کبریائی اور عظمت میں واحد ہے۔ نہ اس کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ ہی کوئی رب ، وہی سچا معبود ہے اور وہی پوری کائنات کا رب ۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام صرف اللہ کے رسول اس کے غلام اور اس کی مخلوق ہیں۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اس وجہ سے

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿171﴾

وہ اولاد سے پاک ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اللہ (ہر) کام بنانے میں کافی ہے۔ ﴿171﴾

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿172﴾

مسیح (علیہ السلام) اپنے آپ کو اللہ کا بندہ سمجھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کریں گے اور نہ ہی مقرب فرشتے (اس کی بندگی میں عار محسوس کرتے ہیں) اور جو اللہ کی عبادت کو عار خیال کرے اور تکبر کرے تو اللہ ان سب کو اپنے پاس جمع کرنے والا ہے۔ ﴿172﴾

آپ کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہا گیا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ❶ ”مسیح بن مریم صرف اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی پیغمبر گزرے ان کی والدہ (نہایت) راست باز ہیں، دونوں کھانا کھایا کرتے تھے“۔ (المائدہ 5: آیت 75) ❷ ”انہوں (کفار) نے کہا کہ رحمٰن کی اولاد ہے، (اے نبی ﷺ کہہ دیجئے) یقیناً تم نے (اللہ پر) بہت بڑا بہتان باندھا، قریب ہے کہ اس سے آسمان اور زمین پھٹ جائیں، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں کہ انہوں نے رحمٰن کی اولاد کا دعویٰ کیا۔ رحمٰن کی یہ شان نہیں کہ اس کی اولاد ہو۔ آسمان و زمین میں جو بھی موجود ہیں وہ سب رحمٰن کے سامنے غلام بن کر آئیں گے۔ رحمٰن نے ان میں سے ایک ایک کو گن رکھا ہے اور سب قیامت کے دن اس کے پاس تن تنہا آنے والے ہیں“۔ (مریم 19: آیات 88 تا 95)

آیت 172: انبیا علیہم السلام اور فرشتے بھی اللہ کے غلام ہیں:

مسیح علیہ السلام اور مقرب فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غرور و سرکشی نہیں کرتے اور نہ انہیں اللہ کی عبادت کرنے سے شرم آتی ہے، نہ ہی یہ ان کی شایانِ شان ہے، بلکہ عبادت کے مقام پر جو جتنا اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا اتنا ہی زیادہ عبادت گزار اور کامیاب ہوگا۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿173﴾

جو ایمان لاکر نیک عمل کرتے رہے اللہ انہیں ان کا پورا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ بھی عطا کرے گا۔ لیکن جنہوں نے (عبادت میں) عار محسوس کی اور تکبر کیا، اللہ انہیں درد ناک عذاب دے گا اور وہ اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا حمایتی اور مددگار بھی نہ پائیں گے۔ ﴿173﴾

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ﴿174﴾

اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آ پہنچی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک واضح نور نازل کر دیا ہے۔ ﴿174﴾

آیت 173: جنت ایمان وعمل والوں کے لئے ہے:

ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان کے نیک اعمال کے مطابق ثواب دیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان اور رحمت وشفقت کی بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انہیں مزید اور بھی ثواب دیں گے۔

آیت 174 : قرآن کریم نورِ مبین ہے:- اللہ ربّ العزّت بتارہے ہیں کہ لوگوں کے پاس اس کی طرف سے ایک عظمت والی دلیل آچکی ہے، ایسی پکی دلیل جس کے ہوتے ہوئے کوئی عذر باقی نہ رہے اور ایسی قطعی حجت جو ہر شبہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے اسی وجہ سے فرمایا کہ ہم نے تمہاری طرف ایک واضح اور حق کو کھولنے والا نور اتارا ہے جس سے شرک و بدعات اور جہالت کے تمام اندھیرے دور ہوجاتے ہیں۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۭ (175)

پھر جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئے اور انہوں نے اس کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کر لیا تو وہ ضرور انہیں اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور انہیں اپنی سیدھی راہ پر چلائے گا۔ (175)

یَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا

(اے نبی ﷺ) لوگ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص مرجائے، جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس

آیت 175: قرآن مجید اللہ کی سیدھی راہ ہے :- جن لوگوں نے اپنے تمام کاموں میں عبادت وتوکل دونوں کو جمع کرلیا ،اللہ پر ایمان لائے اور قرآن کو مضبوطی سے پکڑے رہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام وہدایات پر عمل کرتے رہے تو اللہ ان پر اپنا فضل وکرم اور رحم کرتے ہوئے انہیں جنت میں داخل کردے گا اور یہی اصل کامیابی ہے۔

آیت 176: کلالہ کا بیان :

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس رسول اکرم ﷺ تشریف لائے میں بے ہوش تھا۔ آپ نے وضوکرکے وضوکا بچاہوا پانی مجھ پر ڈال دیا۔ میں نے ہوش آنے پر آپ ﷺ سے پوچھا کہ میں کلالہ ہوں، میری میراث کس طرح تقسیم ہوگی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (بخاری)

اس آیت پرغور کرنے پر یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کلالہ وہ شخص ہے جس کا والد بھی زندہ نہ ہو کیونکہ بہن والد کی موجودگی میں محروم ہوجاتی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ فتویٰ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں وہی فیصلہ دوں گا جو نبی اکرم ﷺ نے دیا تھا، آدھا بیٹی کا اور چھٹا حصہ پوتی کا تاکہ دوتہائی پورا ہوجائے اور ایک تہائی جو باقی بچا ہے وہ بہن کا

نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ
كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ
مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً
رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ
حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ع ﴿176﴾

(میت) کے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصّہ ملے گا اور (اگر بہن مرجائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو) وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا۔ پس اگر بہنیں دو (یا زیادہ) ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے مال کا دو تہائی حصّہ ملے گا اور اگر کئی بہن بھائی وارث ہوں تو ہر مرد کو دو عورتوں کے برابر حصّہ ملے گا، (یہ حکم) اللہ تمہارے لئے بیان فرمارہا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہوجاؤ اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ ﴿176﴾

ہے۔ (بخاری) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کلالہ کے شوہر اور اس کی بہن کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا شوہر کو نصف اور بہن کو بھی نصف ملے گا اور انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فیصلہ دیا تھا۔ (مسند احمد)

اس آیت میں جن بہن بھائیوں کا تذکرہ ہے ان سے مراد وہ سگے بھائی بہن یا صرف وہ بہن بھائی جن کا باپ ایک ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے خطبہ میں یہ مسئلہ بیان کیا تو کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے کوئی اختلاف نہ کیا جس سے معلوم ہورہا ہے کہ ان کا موقف بالکل صحیح تھا۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں احکام میراث تفصیلاً بیان کرنے کی مصلحت بیان فرمادی کہ ان مسائل کو واضح کرکے لوگوں کو گمراہی سے بچانا مقصود ہے اور اس میں یہ تنبیہ بھی کردی گئی ہے کہ یہ نظام کسی قانون ساز کی تخلیق نہیں کہ جس کی معلومات ادھوری اور ناقص ہوں بلکہ یہ اس قادرِ مطلق کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جو ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ

سورۂ مائدہ مدنی ہے، اس میں 120 آیات اور 16 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝۱

اے ایمان والو، عہد و پیمان پورے کرو، تمہارے لئے (مویشی) چوپائے حلال کردئے گئے ہیں، سوائے ان چوپایوں کے جن کے نام پڑھ کر تمہیں سنادیئے جائیں گے، مگر حالتِ احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا، یقیناً اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے۔ ۝۱

آیت 1: عہد پورا کرنے کا حکم:- عقود سے عہد مراد ہے یعنی وہ عہد و پیمان جو کئے اور لئے جاتے ہیں۔ یہاں عہد سے اللہ کی حلال کی ہوئی اور حرام کی ہوئی چیزیں، فرائض اور واجبات اور تمام قرآنی احکام مراد ہیں۔ خبردار، بدعہدی نہ کرو کیونکہ وعدہ خلافی کرنے کا بہت برا انجام ہوتا ہے اور اس کا شمار منافقین میں ہوجاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جو لوگ اللہ سے پختہ عہد کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جن (رشتوں) کو جوڑنے کا حکم اللہ نے دیا ہے انہیں توڑ دیتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور انہی کے لئے آخرت میں بہت برا گھر ہے''۔ (الرعد 13: آیت 25)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حلال جانوروں کا تذکرہ فرمایا ہے کہ وہ تمہارے لئے حلال کردیئے گئے ہیں البتہ حالتِ احرام میں یہ حلال جانور بھی احرام کی وجہ سے تمہارے لئے حرام ہوجاتے ہیں۔ **احرام** اس فقیرانہ مگر باعزت لباس کو کہتے ہیں جو زیارتِ کعبہ کیلئے پہنا جاتا ہے۔ بہت سی وہ چیزیں جو عام حالت میں حلال ہوتی ہیں احرام باندھنے کے بعد سے لیکر احرام کھولنے تک حرام ہوجاتی ہیں، مثلاً حجامت بنوانا، خوشبو لگانا، زیب و زینت کرنا اور

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ

اے ایمان والو، اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو، نہ ہی حرمت والے مہینوں کی اور نہ ہی حرم میں قربان ہونے والے اور پٹّا پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جارہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کی طرف اپنے رب کے فضل اور اس کی رضاجوئی کی نیت سے جارہے ہوں۔ ہاں جب تم احرام کھول ڈالو تو شکار کر سکتے ہو، جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس

قضائے شہوت وغیرہ اور انہی پابندیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی جانور کا شکار نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی کو شکار کے بارے میں معلومات دی جائیں۔

آیت 2: حرم اور حرمت والے مہینوں کے احترام کا حکم :- اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ حرم اور حرمت والے مہینوں کا احترام کرنے کا حکم دے رہے ہیں یعنی ان کی عظمت و تقدس کا لحاظ رکھو اور حرم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے منع کردہ کاموں کا ارتکاب نہ کرو نیز جنگ میں پہل نہ کرو اور تمام حرام چیزوں سے خصوصیت کے ساتھ بچو۔

بیت اللہ کی طرف بھیجی جانے والی قربانیوں کے احترام کا حکم:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ بیت اللہ کی طرف بھیجی جانے والی قربانیوں کے احترام کا حکم دے رہے ہیں کیونکہ اس میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نشانیوں کی عظمت ہے اور ان کی گردنوں میں پٹّا ڈالنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانور دور ہی سے دوسرے جانوروں سے پہچان لئے جائیں اور معلوم ہوجائے کہ یہ جانور بیت اللہ میں قربانی کے لئے لے جارہے ہیں تا کہ کوئی انہیں تکلیف نہ پہنچائے اور دیکھا دیکھی دوسروں کو بھی قربانی کے جانور بھیجنے کا شوق

صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿2﴾

بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرو، نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہو اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں تعاون نہ کرو اور اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔﴿2﴾

ہو کیونکہ ہدایت کی طرف بلانے والوں کو بھی نیک اعمال کرنے والوں کے برابر ثواب ملتا ہے اور عمل کرنے والوں کے ثواب کو کم بھی نہیں کیا جاتا۔مزید فرمایا:- (ترجمہ) ''اللہ کی نشانیوں کا احترام کرنا دل کے تقویٰ کی نشانی ہے''۔ (الحج 22:آیت 32)

بے دینی پھیلانے والے کو حرم سے روکنا واجب ہے :- جس نے حرم کا قصد الحاد، کفر وشرک اور بے دینی پھیلانے کے لئے کیا ہو، ایسے شخص کو روک دینا واجب ہے۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ)'' اے ایمان والو، مشرک ناپاک ہیں اس سال کے بعد انہیں مسجد حرام کے پاس نہ آنے دو۔'' (التوبہ 9:آیت 28) اسی وجہ سے 9 ہجری میں جب آپ ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا امیر مقرر فرمایا تو علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آپ مشرکوں کو سورۃ التوبہ 9:آیت 28 سنادیں اور یہ اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرسکتا ہے۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اللہ کی مساجد کو ایمان والے، آخرت پر یقین رکھنے والے، نماز و زکوٰۃ کے پابند اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والے ہی آباد کرتے ہیں۔'' (التوبہ 9:آیت 18)

نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرمارہے ہیں کہ نیکیوں میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاؤ اور گناہوں میں تعاون نہ کرو ۔ بھلائیاں کرو اور برائیاں چھوڑدو۔اسی کا نام تقویٰ ہے۔جس کام کے کرنے کا حکم ہے، اسے چھوڑ دینا گناہ ہے اور دین کی حدود سے آگے بڑھ جانا زیادتی

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۫ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ

تم پر حرام کر دیا گیا ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت، وہ (جانور) جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو، جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، جو کسی چوٹ لگنے سے مر گیا ہو، جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو، جو کسی (دوسرے جانور) کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے کسی درندہ نے پھاڑ کھایا ہو اور مگر یہ کہ اسے تم نے (مرنے سے پہلے) ذبح کر لیا ہو (تو حرام نہیں) اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے کہ تم تیروں کے ذریعہ اپنی قسمت کا حال معلوم کرو، یہ سب بدترین گناہ ہیں،

ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :-'' اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔'' آپ ﷺ سے پوچھا گیا '' اے اللہ کے رسول ﷺ، مظلوم ہونے کی حالت میں تو اس کی مدد ٹھیک ہے لیکن ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کی جائے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا :-'' اسے ظلم سے روک دینا یہ اس کی مدد ہے۔'' (بخاری)

آیت 3: حرام چیزوں کا بیان:

مردار وہ جانور ہے جسے نہ ذبح کیا گیا ہو اور نہ ہی شکار کیا گیا ہو بلکہ وہ اپنی طبعی موت مرا ہو۔ خون سے مراد وہ خون ہے جو جانور کو ذبح کرتے وقت تیزی سے اس کے جسم سے نکلتا ہے۔ خنزیر سے مراد پالتو اور جنگلی دونوں قسم کے خنزیر ہیں۔ گلا گھٹ کر مرنے والا جانور، چوٹ لگنے سے مرنے والا جانور، درندوں کا چیر پھاڑ کیا ہوا جانور اگر ذبح نہیں کیا گیا ہو، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور اور تیروں کے ذریعہ فال لینا یہ سب حرام ہیں۔ البتہ مردہ مچھلی اور ٹڈی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، یہ دونوں مردہ حالت میں بھی حلال ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- '' 2 قسم کے مُردار یعنی مچھلی اور ٹڈی اور 2 قسم کے خون یعنی جگر اور تلی حلال ہیں۔'' (احمد)

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿3﴾

آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہوگئے ہیں، خبردار تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہنا، آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کرلیا ہے۔ پس جو شخص بھوک کی شدت کی وجہ سے (حرام کھانے پر) مجبور ہوجائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔ ﴿3﴾

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا کچھ حلال کیا گیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے

زمانہ جاہلیت میں مشرکین کا یہ دستور تھا کہ ہر معاملہ کے لئے تیروں سے فال لیا کرتے تھے، جسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حرام قرار دے دیا اور رسول اکرم ﷺ نے ہر کام سے پہلے استخارہ کی تعلیم دی۔ استخارہ کا طریقہ جاننے کیلئے پڑھئے ہماری کتاب ''آپ ﷺ کے لیل ونہار صفحہ 241''

خنزیر کی حُرمت :- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید فروخت سے منع فرمادیا ہے۔'' (بخاری، مسلم۔عن جابر رضی اللہ عنہ)

آیت 4: حلال چیزوں کا بیان:

اللہ تعالیٰ نے تمام پاک چیزیں حلال اور خبیث چیزیں حرام کردی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی ایک صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتائی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:-(ترجمہ)'' آپ لوگوں کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال اور گندی چیزیں حرام کرتے ہیں۔'' (الاعراف 7: آیت 157)

شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم:- اللہ تعالیٰ یہ حکم دے رہے

أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿4﴾

کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں اوران شکاری جانوروں کا کیا ہوا شکار، جن کو تم نے سدھارکھا ہے، جنہیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو، جس کی تعلیم اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے۔ پس جس شکار کو وہ تمہارے لئے پکڑ کر رکھیں تو تم اس میں سے کھاسکتے ہو البتہ اس پر اللہ کے نام پڑھو اور اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ ﴿4﴾

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ

تمام پاکیزہ چیزیں آج تمہارے لئے حلال

ہیں کہ شکاری جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم بسم اللہ کہہ کر اپنا سدھا یا ہوا کتا چھوڑ دو تو وہ جوشکار تمہارے لئے روک لے اسے کھالو۔ (بخاری۔عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ)

آیت 5: اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے:- اللہ ربّ العزّت یہود اور عیسائیوں کے ذبیحوں کا بیان فرمارہے ہیں کہ ان کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے۔ طعام سے ذبیحہ مراد ہے۔ اہلِ کتاب کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے کیونکہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے اور وہ ذبح کرتے وقت مسلمانوں کی طرح اللہ کا نام لیتے ہیں اگرچہ وہ اللہ کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جن سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پاک ہے۔ ایک یہودیہ نے خیبر کے دن رسول اکرم ﷺ کو بھنی ہوئی بکری بطور ہدیہ پیش کی۔جس میں اس نے زہر ملادیا تھا، آپ ﷺ نے اس میں سے گوشت (دانتوں سے) نوچا تو اس گوشت نے ہی آپ ﷺ کوخبر دیدی کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا۔ اس زہر نے آپ کی کچلیوں اور منہ کی رگوں میں اثر کیا۔ یہ گوشت آپ ﷺ کے صحابی بشر بن البراء رضی اللہ عنہ نے بھی

وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۠ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵

کردی گئی ہیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ بھی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ بھی ان کے لئے حلال ہے۔ اور مومن پاک دامن عورتیں اوران کی پاک دامن عورتیں، جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی تمہارے لئے (نکاح کے اعتبار سے) حلال ہیں، جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو، اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ اعلانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو ، جو شخص ایمان لانے سے انکار کرے گا اس کے اعمال ضائع ہوجائیں گے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ ۝۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ

اے ایمان والو، جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ اور

کھالیا تھا، جس کی وجہ سے وہ شہید ہوگئے۔ آخر زینب نامی یہودیہ کو جس نے زہر ملایا تھا، قصاص میں قتل کر دیا گیا۔'' (بخاری) معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب عیسائی اور یہودیوں کا کھانا بھی مسلمانوں کیلئے حلال ہے۔

مشرکین کا ذبیحہ حرام ہے:

مشرکین وغیرہ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے ذبیحوں اور قربانیوں پر اللہ کا نام نہیں لیتے اور مرے ہوئے جانوروں کو بھی حلال سمجھ کر کھا جاتے ہیں۔

اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی حلّت:- اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کی اجازت دیدی ہے اور حکم دیا ہے کہ تمہارے لئے پاک دامن والی

وَاَیۡدِیَکُمۡ اِلَی الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِکُمۡ وَاَرۡجُلَکُمۡ اِلَی الۡکَعۡبَیۡنِ ؕ وَاِنۡ کُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا ؕ وَاِنۡ کُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤی اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡکُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَیَمَّمُوۡا صَعِیۡدًا

اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو۔ ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی ضروری حاجت سے فارغ ہوکر آیا ہو یا تم نے اپنی بیویوں سے ہم بستری کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو،

اور آزاد عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہے۔ دراصل یہ بعد والے بیان کی تمہید ہے چنانچہ بعد میں فرمایا کہ اور تم سے پہلے والے اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے بھی نکاح کرنا حلال تھا۔ محصنات سے مراد آزاد عورتیں ہیں جو باندیاں نہ ہوں۔ (ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ)

آیت 6: وضو کا بیان :- اس آیت میں نماز سے پہلے وضو کرنے کا حکم ہے، لیکن جس کا وضو ٹوٹ گیا ہو اس کے لئے وضو کرنا واجب ہے اور جس کا وضو باقی ہو اس کے لئے مستحب ہے۔ البتہ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ رسول اکرم ﷺ ہر نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے، فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے ایک ہی وضو سے پانچ نمازیں پڑھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:-'' اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے خلاف عادت یہ کام کیا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:-'' اے عمر، میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے (تاکہ میری امت کے لئے سہولت ہوجائے)۔'' (مسلم۔عن سلمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ)

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے :- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' اس شخص کا وضو نہیں جس نے وضو سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی۔'' (ابوداؤد۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝6

اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح کرلو۔ اللہ تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں کرنا چاہتا وہ تو تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ تم اس کا شکر ادا کرتے رہو۔ ۝6

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۫ وَ اتَّقُوا

اللہ نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں انہیں یاد رکھو اور اس عہد کو بھی یاد کرو جو اس نے تم سے لیا ہے، جب کہ تم نے کہا تھا ہم نے سنا اور اطاعت کی اور اللہ (کے عذاب)

وضو میں پاؤں دھونا واجب ہے :- جمہور علما کا مذہب ہے کہ اعضا ئے وضو میں پیروں کو مل کر (رگڑ کر) دھونا واجب ہے کیونکہ پیر زمین سے لگتے رہتے ہیں اور ان پر دھول لگتی رہتی ہے اس لئے انکا ملنا واجب ہے تاکہ ان کا میل کچیل دور ہو جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے وضو کیا اور دونوں پیر دھوئے پھر فرمایا:-'' یہ وہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ نماز قبول نہیں فرماتا۔'' ایک سفر میں ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ عصر کی نماز کا وقت ہوگیا تھا اور ہم عصر کی نماز کیلئے وضو کررہے تھے، جب ہم پیروں پر مسح کرنے لگے تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا:-''(پورا وضو کرو) خشک ایڑیوں کے لئے جہنم کی آگ ہے۔'' (بخاری۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) وضو کرنے کے بعد کہنیوں اور ٹخنوں کو بغور دیکھیئے کہ کوئی حصہ خشک تو نہیں رہ گیا؟۔

آیت 7: مسلمانوں پر دو بڑی نعمتیں :

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو اپنی نعمت عظمیٰ یاد دلا رہے ہیں کہ میں نے یہ عظیم دین تمہارے لئے مقرر فرمایا اور رحمۃ للعالمین کو رسول بنا کر تمہاری طرف مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ وہ عہد و پیمان بھی یاد دلا رہے ہیں جو تم نے اس سے رسول کی بیعت و پیروی، آپ

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿7﴾

سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ دلوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ ﴿7﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿8﴾

اے ایمان والو، تم اللہ کی رضا کیلئے حق پر قائم ہو جاؤ اور عدل و انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو، کسی قوم کی دشمنی تمہیں خلاف عدل (کام کرنے) پر آمادہ نہ کردے۔ انصاف کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ ﴿8﴾

کی امداد و اعانت، آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو ماننے و اپنانے اور اس کی تبلیغ کرنے پر کیا تھا۔ اسلام لاتے وقت اور رسول اکرم ﷺ سے بیعت کرتے وقت ہر مسلمان کہتا تھا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ کی بات سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔

آیت 8: گواہی انصاف سے دی جائے:

یہاں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ایمان والوں سے فرمارہے ہیں کہ اے ایمان والو، لوگوں کے لئے اور شہرت کے لئے نہیں بلکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا کے لئے حق پر قائم رہو اور ظلم کے نہیں بلکہ انصاف کے گواہ بنو۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے کوئی چیز ہبہ کی ان سے میری ماں بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں اس وقت تک راضی نہیں ہونگی جب تک تم اس (ہبہ) پر رسول اکرم ﷺ کو گواہ نہ بنالو۔'' آخرکار میرے والد آپ ﷺ کی گواہی کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم نے اپنے ہر بچہ کو اس جیسا تحفہ دیا ہے؟'' انہوں نے کہا ''نہیں'' آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں برابری کرو، میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔'' آخرکار والد محترم نے گھر آکر

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿9﴾

اللہ کا ان لوگوں سے وعدہ ہے کہ جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں تو وہ ان کے گناہ معاف فرمادے گا اور انہیں بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔ ﴿9﴾

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿10﴾

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہمارے احکام کو جھٹلایا وہی جہنمی ہیں۔ ﴿10﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ

اے ایمان والو، اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے، جب ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنا چاہی تو

وہ تحفتاً دی ہوئی چیز مجھ سے واپس لے لی۔ (بخاری، مسلم)

آیت 9: مومنوں کو جنت کی بشارت:

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں سے ان کے گناہوں کی معافی اور اجر عظیم یعنی جنت الفردوس کا وعدہ فرمالیا ہے جو اس کی رحمت و شفقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ملے گی۔ رب کے فضل وکرم اور اس کی عنایت و مہربانی سے ملے گی اور رب کی مہربانی نیک اعمال کے سبب نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی جنت کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین

آیت 10: کفار کو جہنم کی وعید:

کفار اور اللہ تعالیٰ کی آیات جھٹلانے والوں کو جہنم ہی نصیب ہوگی، یہی اللہ تعالیٰ کا عدل ہے اور یہی حکمت ہے جس میں ظلم کا شائبہ تک بھی نہیں، اللہ ہی حکم کرنے والا اور منصف، حکمت والا اور بڑی قدرت والا ہے۔

آیت 11: دشمن کے ہاتھ رک جانے کی ایک مثال: رسول اکرم ﷺ ایک مقام پر ٹھہرے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سایہ دار درختوں کے نیچے سایہ کے حصول کیلئے الگ الگ

اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱

اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا اور اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ ۝۱۱

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ

اور اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور انہی میں سے 12 سردار مقررفرمائے تھے اور اللہ نے ان سے فرمایا تھا کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں، اگرتم نماز قائم رکھو، زکوٰۃ دیتے رہو، میرے رسولوں پر ایمان لاؤ،

ہوگئے۔آپ ﷺ نے اپنی تلوار درخت سے لٹکادی، ایک دیہاتی آپ ﷺ کی تلوار لے کر کھڑا ہوگیا اورآپ ﷺ سے کہنے لگا کہ مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا:-''نہیں'' تو وہ کہنے لگا کہ بتاؤ، اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔آپ ﷺ نے فرمایا:-''اللہ'' تین مرتبہ اس دیہاتی نے یہی سوال کیا اور تیسری مرتبہ یہی جواب سن کر اس کا ہاتھ کانپنے لگا اور تلوار گرگئی آپ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلاکر فرمایا کہ اس دیہاتی نے یہ حرکت کی تھی، اب یہ میرے پاس بیٹھا ہوا ہے آپ نے اسے کچھ بھی نہیں کہا۔(بخاری۔عن جابر رضی اللہ عنہ)

آیت 12: اہل کتاب کی عہد شکنی:

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس عہدوپیمان کو پورا کرنے کا حکم دیا جو اپنے بندہ اور رسول موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لیا تھا اور انہیں حق پر قائم رہنے اور انصاف سے گواہی دینے کا حکم بھی فرمایا تھا۔ اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا بیان بھی فرمایا کہ انہیں ہدایت عطا کی گئی پھر جب انہوں نے عہد شکنی کی تو اللہ نے ان پر لعنت برسائی، انہیں اپنی رحمت سے دور کردیا اور ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیا۔ اسی لئے وہ نفع بخش علم اور اچھے اعمال سے محروم ہیں۔

وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿12﴾

ان کی مدد کرتے رہو اور اللہ کو بہتر قرض دیتے رہو تو یقیناً میں تمہارے گناہ مٹادوں گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی، اب اس عہد و پیمان کے بعد تم میں سے جو بھی انکاری ہو جائے وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوگا۔ ﴿12﴾

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ

پھر ان (یہود) کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی

عابد، اللہ تعالیٰ کی حفاظت و مدد میں رہتے ہیں :

اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ اے بنی اسرائیل ، میں تمہارے ساتھ ہوں یعنی میری حفاظت ، مدد اور نگرانی تمہارے ساتھ ہے اگر تم نماز و زکوٰۃ کے پابند رہے اور تم نے میرے انبیا علیہم السلام کی رسالت کی تصدیق کی اور ان کی حق پر تائید وامداد کی اور تم نے اللہ کو اچھا قرض (صدقہ و خیرات) دیا تو میں تمہارے گناہوں کو مٹادوں گا اور تمہیں سدا بہار جنتوں میں بسادوں گا، جہاں نہریں جاری ہیں اور تمہارا خوف و ہراس بھی دور کردونگا اور تمہاری آرزوئیں برلاؤں گا۔

آیت 13 : یہود پر عذاب کے اسباب :

اس آیت مبارکہ میں یہود پر عذاب کے اسباب بتائے جارہے ہیں کہ اسی عہد شکنی اور اپنی بات سے پھرجانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں حق سے دور کردیا، ہدایت سے ہٹادیا اور ان کے دل پتھر کے بنادئے۔ لہٰذا سنگدلی کی وجہ سے وہ نصیحت قبول ہی نہیں کرتے اور احکام کو ان کی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں یعنی ان کی سمجھ ناقص ہوگئی ، ان کا اللہ تعالیٰ کی آیات میں تحریف (تبدیلی) کرنا قابل مذمت ہے۔ انہوں نے اللہ کے مطلب کے خلاف بات سمجھی اور اس

جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿13﴾

اور ان کے دلوں کو سخت بنادیا(اب انکا حال یہ ہے کہ) وہ کلام کو اس کی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور جن باتوں کی انہیں نصیحت کی گئی تھی اس کا بہت بڑا حصّہ وہ بھلا بیٹھے ہیں۔ ان میں سے چند لوگوں کے علاوہ ہمیشہ آپ کو ان کی کسی نہ کسی کی خیانت کی اطلاع ملتی رہے گی۔ پس آپ انہیں معاف کردیجئے اور درگزر کرتے رہئے۔ بے شک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ﴿13﴾

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى

اور جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہیں ہم نے

کے مطلب کے خلاف تشریح کی اور جو اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا تھا اسے اس کی طرف منسوب کر کے اللہ پر جھوٹ باندھا اور بے رغبتی سے کتاب اللہ پر عمل چھوڑ دیا۔

آیت 14: حقیقت میں عیسائی بھی مسیح علیہ السلام کے پیروکار نہیں:

بعض لوگ مسیح بن مریم علیہ السلام کی پیروی کے دعویدار تو ہیں جبکہ حقیقت میں نہ ہی وہ سچے عیسائی ہیں اور نہ ہی ان کے پیروکار۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی، ان کی امداد، اعانت، ان کے نقشِ قدم پر چلنے پر اور ہر نبی کی (جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کی طرف بھیجا) پیروی پر عہد و پیمان لئے تھے مگر انہوں نے بھی یہود کی طرح ٹیڑھی راہ اختیار کی، عہد کے خلاف کیا، عہد توڑ ڈالے اور انجیل پر عمل کرنا چھوڑ دیا آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان میں قیامت تک کے لئے بغض ڈال دیا یعنی یہود میں بھی آپس میں بغض و عداوت ہے اور عیسائیوں میں بھی۔ قیامت تک یہود و نصاریٰ کی مختلف جماعتیں ایک دوسرے کو کافر کہتی رہیں گی۔ مزید معلومات کے لئے پڑھئے ترجمہ و تفسیر (البقرہ 2: آیت 113)

اَخَذْنَا مِیْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ یُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿14﴾

ان سے بھی عہد لیا تھا، انہوں نے بھی اس نصیحت کا بڑا حصّہ فراموش کردیا، جو انہیں کی گئی تھی، تو ہم نے بھی ان کے درمیان بغض و عداوت ڈال دی جو قیامت تک جاری رہے گی۔ عنقریب اللہ انہیں ان کے کئے ہوئے اعمال کی خبر دے گا۔ ﴿14﴾

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ﴿15﴾

اے اہل کتاب، یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول (ﷺ) آچکا ہے جو تمہارے سامنے اللہ کی کتاب کی بہت سی ایسی باتیں بیان کررہا ہے، جنہیں تم چھپارہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرجاتا ہے۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔ ﴿15﴾

آیت 15: رحمت عالم ﷺ سچّا دین لیکر تشریف لائے:

اللہ ربّ العزّت نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچا دین عطا فرما کر عرب و عجم، عالم و جاہل یعنی زمین والوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کو معجزے اور حق و باطل میں فرق کرنے والے دلائل عطا فرمائے۔ یہود نے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب، تورات و انجیل میں جو تبدیلی کی اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر جھوٹ باندھا، نبی کریم ﷺ نے اس میں سے بعض کی طرف اشارہ کرکے انکی غلطیاں بتائیں اور جن اغلاط کے بیان کرنے میں کوئی فائدہ نہ تھا وہاں خاموش رہے تاکہ یہود کی حد سے زیادہ رسوائی نہ ہو۔ لہٰذا اب تو یہود کو آخری رسول ﷺ کی سچائی پر یقین آجانا چاہئے اور انہیں بھی اسلام قبول کرلینا چاہئے تھا۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿16﴾

جس (کتاب) کے ذریعہ سے اللہ ان لوگوں کو جو رضائے الٰہی کے طلب گار ہوں، سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور انہیں اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور سیدھی راہ کی طرف ان کی راہ نمائی کرتا ہے۔ ﴿16﴾

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ

یقیناً وہ لوگ کافر ہوگئے، جنہوں نے کہا کہ مسیح بن مریم (علیہما السلام) ہی اللہ ہے۔ (اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ اگر اللہ ہلاک کرنا چاہے، مسیح بن مریم (علیہما السلام)،

آیت 16: قرآن ایک مفصل اور روشن کتاب ہے:- قرآن عظیم جسے رسول اکرم ﷺ پر اتارا گیا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کیلئے روشن اور تفصیل سے مسائل بیان کرنے والی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے انہیں ہدایت عطا فرماتا ہے جو اس کی رضا کے لئے نجات وسلامتی اور استقامت کی راہیں ڈھونڈھتے اور پیروی کرتے ہیں۔

آیت 17: عیسائیوں کا شرک:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے کفر کی خبر دے رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے نبی مسیح بن مریم علیہما السلام کو اللہ بنالیا (نعوذ باللہ) حالانکہ وہ اللہ کے بندہ اور اس کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شرکیہ کلمات سے پاک ہے۔ کائنات کا ایک ایک ذرّہ اس کی قدرت وتصرف میں ہے۔ اے نبی ﷺ، آپ فرمادیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام کائنات کو فنا کرنا چاہے تو کوئی ہے جو اسے اس کے ارادہ سے باز رکھ سکے یا اس کے کام میں مزاحمت کرے۔ کسی کو یہ طاقت نہیں خواہ وہ اونچے سے اونچے منصب پر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر مسیح علیہ السلام اللہ ہوتے تو ان پر زوال کیوں طاری ہوتا۔ مخلوق میں سے کوئی بھی الوہیت کے لائق نہیں، تمام

يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿17﴾

ان کی ماں اور روئے زمین کے تمام لوگوں کو تو کون ہے جو اللہ کے علاوہ (اس بارے میں) کچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟ آسمانوں اور زمین اور دونوں کے درمیان کی ہر چیز کا مالک صرف اللہ ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ﴿17﴾

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ

یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے

مخلوق اللہ عزّ وجل ہی کی مملوک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ جو چاہے اپنی قدرت و اقتدار، عدل وانصاف اور عظمت وکبریائی سے کرسکتا ہے۔ کوئی اس کے حکم میں چوں چرا اور دم نہیں مارسکتا۔

آیت 18: اہل کتاب کے باطل عقیدہ کی تردید:- یہود اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ہم نبی زادے ہیں۔ اللہ کے نبی کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان (انبیا علیہم السلام) پر بڑی بڑی مہربانیاں تھیں لہٰذا ہم بھی اللہ کے لاڈلے ہیں۔ یہود اپنی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) سے کہا کہ تو میرا پہلوٹھا بیٹا ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے عیسائی نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:- ''میں تمہارے باپ اور اپنے باپ کی طرف جارہا ہوں۔'' اس سے ان ناسمجھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سچ مچ اللہ کا بیٹا اور معبود مان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا:- '' آپ ان کی اس طرح تردید فرمائیں کہ اگر تم اللہ کے بیٹے اور اس کے لاڈلے ہو تو تمہارے جھوٹ بولنے، اللہ پر بہتان باندھنے اور کفر وشرک کرنے پر اس نے تمہارے لئے جہنم کی آگ کیوں تیار کر رکھی ہے۔ کیا کوئی اپنے لاڈلوں کو بھی آگ میں جلایا کرتا ہے؟''

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ۫ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿18﴾

کہ پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے عذاب کیوں دیتا ہے؟ نہیں، بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو۔ وہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے اور (ہر چیز کو) اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ ﴿18﴾

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ ۫

اے اہل کتاب ، بے شک ہمارا رسول تمہارے پاس رسولوں کی آمد کے ایک وقفہ کے بعد آپہنچا ہے۔ جو تمہارے لئے (اللہ کی آیات) صاف صاف بیان کر رہا ہے تاکہ تم یہ بات نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس تو کوئی (جنت کی) خوشخبری دینے والا اور (جہنم

آیت 19: رسول اکرم ﷺ کی بعثت:

یہاں اللہ ربّ العزّت اہل کتاب سے مخاطب ہوکر فرمارہے ہیں کہ اے اہل کتاب ، ہم نے تمہارے پاس سید المرسلین کو رسول بنا کر بھیج دیا ہے۔ جن پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ مسیح علیہ السلام اور آپ ﷺ کے درمیان 600 سال کا وقفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو ایک طویل عرصہ کے وقفہ کے بعد مبعوث فرمایا جب کہ روشن راہیں مٹ چکی تھیں، دین بدل دیا گیا تھا، بت پرستی ، آتش اور صلیب پرستی کی کثرت ہو گئی تھی ، رسالت کی سخت حاجت اور عام ضرورت تھی کیونکہ دنیا میں ہمہ گیر تاریکی چھا گئی تھی اور ضلالت و جہالت کی گھٹائیں منڈلا رہی تھیں۔

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿19﴾

سے) ڈرانے والا ہی نہیں آیا تھا، پس اب تو یقیناً خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آپہنچا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ﴿19﴾

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿20﴾

اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا، اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تم میں سے بہت سے انبیا پیدا کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ سب کچھ عطا فرمایا جو جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ ﴿20﴾

آیت 20: بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی یاد دہانی:- اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ اور اپنے رسول موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی تعریف فرمائی ہے کہ انہوں نے قوم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں جمع فرمادی ہیں جو تم میں اس وقت تک قائم رہیں گی جب تک تم سیدھی راہ پر جمے رہو گے۔ تم میں نبی آتے رہیں گے۔ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے تم میں یہ پاکیزہ سلسلہ جاری ہے کہ نبی تمہارے خاندان میں پیدا ہوتے ہیں جو لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور انہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے یہ سلسلہ مسیح علیہ السلام پر ختم کر دیا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں اور تمام انبیا سے افضل و اشرف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت سے بادشاہ بھی بنائے اور تمہیں دنیا میں اللہ نے جو کچھ دیا وہ کسی کو بھی نہیں دیا یعنی ہم عصروں میں تمہیں ممتاز بنایا اور تمہیں ساری نعمتیں عطا فرمائیں۔ یہودی اپنے زمانہ میں تمام دنیا میں یونانیوں، قبطیوں اور تمام بنی نوع انسان سے اشرف تھے لیکن اپنی بد اعمالیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿21﴾

اے میری قوم، اس مقدس سرزمین میں داخل ہوجاؤ، جو اللہ نے تمہارے نام لکھ دی ہے اور تم پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو، ورنہ ناکام و نامراد لوٹو گے۔ ﴿21﴾

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

انہوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) وہاں تو زور آور سرکش لوگ ہیں اور جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں

لعنت اور غضب کے مستحق بن گئے تھے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''بلاشبہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت، نبوت، پاکیزہ روزیاں دیں اور انہیں دنیا پر فضلیت دی''۔ (الجاثیہ 45: آیت 16)

آیت 21: بنی اسرائیل کو جہاد کا حکم:- موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جہاد کا شوق دلاتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا وطن بیت المقدس ہے جو تمہارے جد امجد یعقوب علیہ السلام کے زمانہ میں تمہارے قبضہ میں تھا۔ جب یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیوی بچے یوسف علیہ السلام کے عہد حکومت میں شام سے مصر منتقل ہوگئے تو انہوں نے مصر ہی میں مستقل رہائش اختیار کر لی پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر چھوڑا تو اپنے وطن کی مقدس سرزمین پر ظالم قوم عمالقہ کو قابض پایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلیوں کو اپنے وطن پر قابض لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا کہ ان غاصبوں کو یہاں سے نکال کر وطن کی سرزمین پر اپنا قبضہ جماؤ اور انہیں فتح وکامرانی کی خوشخبری بھی سنائی لیکن وہ پھر بھی جہاد سے باز رہے اور اللہ کے نبی کی مخالفت کی۔ آخر کار اللہ ربّ العزّت نے انہیں یہ سزادی کہ یہ میدان تیہ میں 40 سال تک مارے مارے پھرتے رہے اور انہیں اس عرصہ دراز میں اپنے عروج کی کوئی صورت نظر نہیں آئی۔

آیات 22 تا 24: بنی اسرائیل کی بزدلی:

جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم، اس مقدس سرزمین میں داخل ہوجاؤ

حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿22﴾

ہم تو ہرگز وہاں نہ جائیں گے۔ ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں پھر تو ہم (بخوشی) چلے جائیں گے۔ ﴿22﴾

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿23﴾

اللہ سے ڈرنے والے دو آدمیوں نے کہا، جن پر اللہ کا فضل ہوا کہ تم ان پر (حملہ کرتے ہوئے) دروازہ میں تو پہنچ جاؤ، دروازہ میں قدم رکھتے ہی یقیناً تم غالب آجاؤ گے اور تم اگر (سچے) مومن ہو تو صرف اللہ پر بھروسہ رکھو۔ ﴿23﴾

اور اچانک دشمن پر حملہ آور ہوکر اسے شکست دیدو تو انہوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام، اس شہر میں تو بڑے طاقتور لوگ ہیں، ہم تو اس وقت تک اس شہر میں داخل نہیں ہونگے جب تک وہ خود وہاں سے نکل نہ جائیں۔ بنی اسرائیل کی ذہنی شکست کی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل نے اپنے سرداروں کو اس ارض مقدس کا جائزہ لینے کیلئے بھیجا تو انہوں نے واپس آکر بتایا کہ وہاں تو دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں لیکن وہاں کے لوگ بڑے قد والے اور طاقتور ہیں جن سے لڑنے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ اس لئے وہ ذہنی طور پر شکست خوردہ ہوگئے اور بزدلی کا مظاہرہ کرنے لگے۔ انہی سرداروں میں سے دو سرداروں نے جن پر اللہ کا بڑا فضل تھا، قوم کو اس بزدلی پر ملامت بھی کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے دشمن پر حملہ کردو، اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد سے تم ہی غالب رہو گے، مگر قوم نے پھر بھی جہاد سے انکار کردیا۔ جس پر انہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کی ناراضگی مول لی۔ جس کی انہیں سخت ترین سزا بھگتنا پڑی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے موقعہ پر مقداد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا اگر میں نے دیا ہوتا تو یہ جواب مجھے دنیا اور اس کی تمام چیزوں

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿24﴾

قوم نے جواب دیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام، جب تک وہ وہاں ہیں تب تک ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے، اس لئے تم اور تمہارا رب جا کر دونوں ان سے جنگ کرو، ہم یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ﴿24﴾

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿25﴾

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا اے میرے رب، مجھے تو اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی اور پر کوئی اختیار نہیں ہے، پس تو ہمارے اور ان نافرمانوں کے درمیان جدائی ڈال دے۔ ﴿25﴾

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ

اللہ نے فرمایا کہ اب یہ زمین ان (یہود) پر 40 سال تک حرام کردی گئی ہے،

سے پیارا ہوتا۔ مقداد رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ ہم بنی اسرائیل کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب نہیں دیں گے بلکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے لڑیں گے۔ میں نے دیکھا مقداد رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دمک اٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی مسرت ہوئی۔ (بخاری)

آیت 25: یہود پر موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا:

جب موسیٰ علیہ السلام نے قوم کی بزدلی اور اللہ تعالیٰ کی واضح نافرمانی دیکھی تو ان سے اپنی برأت کا اظہار کیا اور قوم کیلئے بد دعا کی کہ اے ہمارے رب، مجھے اپنے آپ اور بھائی کے اوپر تو اختیار ہے اور کسی پر اختیار نہیں یعنی بنی اسرائیل میں سے کوئی میری بات نہیں سنتا کہ آپ کے فرمان کی تعمیل کی جائے اور آپ کا حکم بجالایا جائے۔ میں اور میرا بھائی ہارون علیہ السلام آپ

يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿26﴾

یہ زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے، اس لئے آپ(علیہ السلام) ان فاسقوں کے بارے میں غمگین نہ ہوں۔ ﴿26﴾

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ

(اے نبی ﷺ) آپ لوگوں کو آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں کا سچا واقعہ بھی سنادیجئے۔

کے فرمان کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں، آپ ہی میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔

آیت 26: ارضِ مقدس میں 40 سال تک یہود کے داخلہ پر پابندی:

جب بنی اسرائیل نے جہاد اور موسیٰ علیہ السلام کے حکم کو ٹھکرادیا تو موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کی وجہ سے ارضِ مقدس میں ان کے داخلہ پر 40 سال تک کے لئے پابندی لگادی گئی۔ یہ لوگ میدان تیہ میں مارے مارے پھرتے رہے اور وہاں سے نکلنے کی کوئی صورت بھی ان کی سمجھ میں نہ آسکی۔ اسی میدان تیہ میں عجیب وغریب باتیں اور حیرت انگیز معجزات کا ظہور ہوا۔ ان پر دن میں بادل سایہ کرلیا کرتا تھا۔ کھانے کے لئے من وسلویٰ اترتا تھا اور ایک ٹھوس چٹان پر عصا مارنے پر میٹھے پانی کے 12 چشمے جاری ہوگئے تھے۔ علاوہ ازیں اور بھی معجزوں کا ظہور ہوا جس سے انہیں موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا واضح ثبوت مل گیا پھر جب یہ 40 سالہ مدت گزر گئی تو یوشع علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو لے کر ارضِ مقدس کا رخ کیا اور قوم عمالقہ کا محاصرہ کرلیا۔ آخر کار جمعہ کے دن عصر کے بعد شہر فتح ہوگیا۔ جب سورج ڈوبنے کے قریب ہوا اور ہفتہ کے دن لڑائی موقوف رہنے کا اندیشہ تھا تو یوشع علیہ السلام نے سورج سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو بھی اللہ کے حکم کی تعمیل کررہا ہے اور میں بھی۔ اے اللہ، سورج کو مجھ پر روک دے۔ چنانچہ فتح یاب ہونے تک اللہ تعالیٰ نے سورج ٹھہرائے رکھا اور یوشع علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اس شہر میں سجدہ کرتے ہوئے اور حِطّة کہتے ہوئے داخل ہوں یعنی اے ہمارے رب، ہمارے گناہ معاف فرمادیجئے۔ لیکن انہوں نے اس وقت بھی نبی کی بات نہیں مانی جس کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ (بخاری)

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿27﴾

جب ان دونوں نے (اللہ کے لئے) نذرانہ پیش کیا، ان میں سے ایک کا نذرانہ تو قبول ہوگیااور دوسرے کا قبول نہ ہوا تو وہ کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کر ڈالوں گا، پہلے نے کہا اللہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے۔ ﴿27﴾

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ

اگرتو مجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہرگز اپنا ہاتھ نہ بڑھاؤں گا۔

آیت 27: ظلم وحسد کا برا انجام:

اس آیت مبارکہ میں اللہ عزّ وجل سرکشی ،حسد اور ظلم کا برا انجام بیان فرمارہے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں (جن کا نام ہابیل وقابیل تھا) جھگڑا ہوگیا۔ دونوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بطور نذرانہ قربانیاں پیش کیں ہابیل چونکہ بکریاں پالتا تھا، اس نے ایک موٹی بکری ذبح کی اور قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا، اس نے گھٹیا قسم کا اناج اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کیا۔ ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی مگر قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ اس پر قابیل ہابیل سے جلنے لگا۔ پھر حسد و بغاوت اور ظلم وزیادتی کی یہاں تک نوبت آئی کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ مقتول کے سارے گناہ قابیل (جو کہ قاتل تھا) پر ڈال دیئے گئے اور ہابیل شہید ہوکر جنت میں جا پہنچا اور قابیل دونوں جہاں میں قابل ملامت ٹھہرا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جتنے بھی ناحق قتل ہورہے ہیں ان کا گناہ آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) کے حصّہ میں بھی لکھا جارہا ہے۔ کیونکہ انسانوں میں قتل کی روایت سب سے پہلے قابیل نے شروع کی۔‘‘ (بخاری)

آیت 28: ہابیل نے تقویٰ کی وجہ سے طاقت کے باوجود مقابلہ نہیں کیا:

جب قابیل نے قتل کی دھمکی دی اور ناحق خون بہانا چاہا تو ہابیل نے اس سے کہا کہ میں تجھ

اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿28﴾	بے شک میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ﴿28﴾
اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ تَبُوۡٓاَ بِاِثۡمِیۡ وَ اِثۡمِکَ فَتَکُوۡنَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ ﴿29﴾ ۚ	میں تو چاہتا ہوں کہ تو اپنے ذمہ اپنا اور میرا بھی گناہ لے لے اور پھر تو دوزخیوں میں شامل ہوجائے، ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔ ﴿29﴾
فَطَوَّعَتۡ لَہٗ نَفۡسُہٗ قَتۡلَ اَخِیۡہِ	آخر کار اس کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کردیا

جیسا برا فعل نہیں کروں گا، ورنہ میں اور تم دونوں گناہ میں برابر ہوجائیں گے۔ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کہ ایسی ذلیل حرکت کروں جس کا تم نے ارادہ کرلیا ہے۔ میں صبر کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے صبر کا اجر آخرت میں ضرور دینگے لیکن اگر دونوں (قاتل اور مقتول) کی نیت ایک دوسرے کو قتل کرنے کی ہو تب دونوں جہنمی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' جب دو مسلمان اسلحہ سے مقابلہ کریں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ صحابہ نے پوچھا کہ قاتل تو ظالم تھا، مقتول بیچارہ کیوں جہنم میں جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:-'' اس لئے کہ وہ بھی تو اپنے حریف (مد مقابل) کو قتل کرنا چاہتا تھا۔'' (بخاری، مسلم)

آیت 29: قاتل پر قتل کا گناہ:

ہابیل نے قابیل سے کہا کہ میں تمہیں اس لئے جواباً کچھ نہیں کہہ رہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے قتل کا گناہ، اپنے دوسرے گناہوں سمیت اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو، جس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تجھے جہنم کا ایندھن بنا دے۔

آیت 30: قتل کی کیفیت:

آخر کار قابیل کے دل نے اس کو اپنے نیک بھائی کے قتل پر آمادہ کیا اور قابیل نے ہابیل کو قتل کے ارادہ سے بلایا اور خود پہاڑ کی چوٹی پر کسی غار میں جا چھپا۔ جب ہابیل بکریاں

فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿30﴾

اور اس نے اسے قتل کرڈالا، پس وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگیا۔ ﴿30﴾

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿31﴾

پھر اللہ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے۔ وہ کہنے لگا: ہائے افسوس، میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپانے کی تدبیر نکال لیتا پھر وہ بڑا ہی پشیمان اور شرمندہ ہوگیا۔ ﴿31﴾

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ

اسی لئے ہم نے بنی اسرائیل کے بارے میں یہ حکم جاری کردیا کہ جوشخص

چراتے ہوئے تھک کر ستانے کے لئے لیٹ کر سوگئے تو اس نے بھاری سی چٹان ان پرگرادی جس سے ان کا سر کچلا گیا اور وہ شہید ہوگئے۔

آیت 31: قابیل نے دفن کا طریقہ کوّا سے سیکھا:

جب ہابیل قتل ہوگئے تو قابیل نے کھلے آسمان کے نیچے ان کی لاش رکھ دی ، دفن کرنے کا طریقہ معلوم ہی نہ تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے دوکوّے بھیجے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار دیا پھر چونچ سے گڑھا کھود کرمردہ کوّے کو اس میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔ قابیل نے جب اپنی آنکھوں سے یہ ماجرادیکھا تو شرمندہ ہوکر کہنے لگا ہائے افسوس، میں اس کوّے سے بھی گیا گذرا ہوگیا کہ اپنے بھائی کی لاش دفن کرنے کی تدبیر بھی نہ نکال سکا۔

آیت 32 :انسانیت کا احترام فرض ہے:- قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کوظلم و زیادتی سے قتل کرڈالا تھا۔قتل کے سلسلہ کو روکنے اور انسانیت کے احترام کو یقینی بنانے کیلئے

اِسۡرَآءِیۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ وَ مَنۡ اَحۡیَاهَا فَکَاَنَّمَاۤ اَحۡیَا النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ وَ لَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَیِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ کَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ بَعۡدَ ذٰلِکَ فِی الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ ﴿32﴾

کسی نفس کو بغیر کسی نفس کے بدلہ یا زمین میں فساد پھیلانے والے کے، قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کردیا اور جو شخص کسی ایک نفس کی جان بچالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کی جان کو بچالیا اور ہمارے بہت سے رسول ان (بنی اسرائیل) کے پاس واضح دلائل لے کرآئے اس کے بعد بھی ان میں سے اکثر زمین میں ظلم و زیادتی کرنے والے ہی رہے۔ ﴿32﴾

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ

جولوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کیلئے یہ اصول بنایا کہ جس نے کسی کو بلاقصاص کے ناحق قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا کیونکہ اس کی نگاہ میں انسانیت کا احترام ہی نہیں اور جس نے انسانیت کا احترام کیا اور قتل کو حرام سمجھا تو اس وجہ سے تمام انسان اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں گے۔ گویا اس نے تمام انسانوں کو بچالیا۔ اس آیت میں ان لوگوں کے لئے سخت ترین ملامت ہے جو یہ اصول جاننے کے باوجود قتل و غارت گری میں مصروف رہتے ہیں۔ یہود کے قبائل میں سے بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنوقینقاع کی یہی حالت تھی جو مدینہ کے آس پاس رہتے تھے۔ یہ آپس میں جنگ کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو قتل کیا کرتے تھے اور جب ان میں سے کچھ قیدی بنالئے جاتے تو قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑالیتے تھے۔

آیت 33: باغیوں کی سزا:

اس آیت مبارکہ میں اسلام لانے کے بعد کفر کرنے، ڈاکہ مارنے، لوٹ مار کرنے اور دہشت

فَسَادًا اَنۡ يُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ يُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ يُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمۡ خِزۡىٌ فِى الدُّنۡيَا وَلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۙ﴿33﴾

رہتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کردیئے جائیں یا سولی پر چڑھادیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیاجائے۔ یہ ذلت اور رسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے آخرت میں ان کے لئے سخت ترین عذاب (تیار) ہے۔ ﴿33﴾

اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَيۡهِمۡ‌ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿34﴾

ہاں جولوگ تمہاری گرفت میں آنے سے پہلے توبہ کرلیں تو یقین مانو کہ اللہ بہت زیادہ معاف اور رحم کرنے والا ہے۔ ﴿34﴾

گردی پھیلانے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے اور بغاوت کرنے والوں کی سزا بیان ہوئی ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو قتل کردیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائیں تاکہ انہیں اپنے کئے کی سزا دنیا میں ذلت اور رسوائی کی صورت میں اور آخرت میں عذاب کی صورت میں ملے گی۔

آیت 34: توبہ کرنے پر تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''اللہ تعالیٰ اس بندہ کو جس نے دنیا میں کوئی گناہ کیا اور اسے اس گناہ کی سزا دے دی گئی تو اسے دوسری بار سزا نہیں دیگا اور جس کے گناہ پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا اور اسے معاف فرمادیا تو اس گناہ پر اسے سزا نہیں دیگا۔'' (ترمذی) موسیٰ بن اسحاق مدنی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ علی اسد ایک بہت بڑا ڈاکو تھا، جو ڈکیتی اور قتل و غارت میں کافی مشہور ہوگیا تھا۔لوگوں نے اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر وہ کسی کے ہاتھ نہیں آیا۔ ایک دن کوئی شخص قرآن کی یہ آیت تلاوت کررہا تھا:- (ترجمہ) ''آپ فرمادیں اے میرے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿35﴾

اے ایمان والو، اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔ ﴿35﴾

بندو، جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں، یاد رکھو اللہ تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے، کیونکہ وہ خطاؤں کو بخشنے والا اور مہربان ہے۔'' (الزمر 39:آیت53) (قرآن کریم میں ذُنُوب (گناہ) کے ساتھ جَمِيْعًا (سارے کا سارا) کا لفظ صرف ایک مرتبہ آیا ہے جس سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چھوٹے اور اور بڑے گناہ معاف فرمادیں گے اگر توبہ سچے دل سے کرلی جائے اور پھر تکرارِ گناہ نہ کیا جائے۔) ڈاکو علی اس کے پاس کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ اے اللہ کے بندہ، یہ آیت دوبارہ دہرا دیجئے۔ اس شخص نے دوبارہ اس آیت کی تلاوت کی۔ یہ آیت سن کر علی شرمندہ ہوا اور تلوار میان میں ڈال دی اور سچے دل سے توبہ کرلی، صبح کے وقت مدینہ میں داخل ہوا، غسل کیا پھر مسجد نبوی میں آکر فجر کی نماز پڑھی پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے اصحاب کے درمیان، اندھیرے میں بیٹھ گیا۔ جب اجالا ہوا تو لوگوں نے اسے پہچان لیا اور اسے پکڑنے کی کوشش کی علی نے کہا کہ تم مجھے پکڑ نہیں سکتے، میں تمہارے قابو میں آنے سے پہلے پہلے توبہ کرچکا ہوں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ٹھیک کہتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر مدینہ کے حاکم مروان کے پاس لے گئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یہ علی ہے اور توبہ کرکے آیا ہے۔ اب اسے گرفتار اور سزا دینے کا کوئی جواز نہیں۔ توبہ کے بعد علی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے سمندر کے سفر پر روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کی کشتی سمندر میں جارہی تھی کہ سامنے رومیوں کی چند کشتیاں آئیں۔ علی اپنی کشتی سے کود کر ان کی ایک کشتی میں جا پہنچا اور تلوار سونت لی۔ رومی اس سے ڈر کر سب کشتی کے دوسری طرف ہوگئے، جس کی وجہ سے کشتی الٹ گئی اور سب کو لے کر ڈوب گئی۔ ان کے ساتھ علی بھی ڈوب کر درجۂ شہادت پر فائز ہوا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ اَنَّ لَہُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا وَّ مِثۡلَہٗ مَعَہٗ لِیَفۡتَدُوۡا بِہٖ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ مَا تُقُبِّلَ مِنۡہُمۡ ۚ

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اگر ان کے قبضہ میں زمین کی ساری دولت ہو اور اتنی ہی اس کے ساتھ اور بھی ہو اور وہ یہ سب (مال) قیامت کے دن عذاب سے بچنے کیلئے فدیہ میں دینا چاہیں تب بھی وہ ان سے قبول نہیں کیا جائیگا۔

آیت 35: اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا حکم:

اس آیت میں وسیلہ سے تقرب (اللہ تعالیٰ کی نزدیکی) مراد ہے۔ یعنی اللہ کی اطاعت کرکے اور اس کی رضا کے لئے نیک عمل کر کے اس کی نزدیکی تلاش کرو۔ وسیلہ کا ایک معنٰی مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ بھی ہے اور وسیلہ جنت کے انتہائی بلند درجہ کا نام بھی ہے، جو رسول اکرم ﷺ کو ملنے والا مقام ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ''جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی تو اسے قیامت کے دن یقیناً میری شفاعت نصیب ہوگی۔''

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَ الصَّلَاۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ

(ترجمہ) '' اے اللہ، اس مکمل اذان اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب، محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرمایئے اور حسب وعدہ آپ (ﷺ) کو مقام محمود عطا فرمایئے۔'' (بخاری)

❷ '' جب تم اذان سنو تو جو کلمات مؤذن کہتا ہے وہی تم بھی کہو پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلہ مانگو، کیونکہ یہ جنت کا عالی ترین درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی بندہ کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھے ہی ملے گا۔ لہٰذا جو بھی ایمان والا، اللہ سے میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگے اس پر (قیامت کے دن) میری شفاعت واجب ہوجائے گی''۔ (مسلم)

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿36﴾ ان کے لئے تو دردناک عذاب ہی ہے۔ ﴿36﴾

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿37﴾ یہ لوگ جہنم کی آگ سے نکلنا چاہیں گے لیکن ہرگز اس میں سے نہ نکل سکیں گے، ان کے لئے تو ہمیشہ کا عذاب ہے۔ ﴿37﴾

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو۔

آیت 36: کفار کی آخرت:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کفار کے لئے آخرت میں جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس آیت میں اس کا بیان ہے۔ اگر کوئی شخص زمین بھر کر بلکہ اس سے بھی دگنا سونا جہنم کے عذاب سے بچنے کیلئے فدیہ میں دینا چاہے، تب بھی اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا یعنی کفار کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات اور رہائی پانے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

آیت 37: کفار کبھی بھی دوزخ سے رہائی نہ پائیں گے:

فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ)'' جب کبھی وہ (جہنمی) بے قراری کی وجہ سے اس سے نکلنا چاہیں گے تو دوبارہ اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔'' (الحج 22: آیت 22) کفار دوزخ کی بے پناہ جلن اور دردناک عذاب سے نکلنا چاہیں گے لیکن نکل نہیں سکیں گے۔ جب کبھی جہنم کا شعلہ انہیں اوپر اٹھا کر لائے گا اور جہنم کی بالائی سطح پر آئیں گے تو جہنم کے محافظ فرشتے گرز مار کر نیچے کی طرف دھکیل دیں گے۔ جہنم کا عذاب رکنے والا نہیں ہے، ہمیشہ چمٹا رہے گا اور ان سے علیٰحدہ ہونے والا بھی نہیں، نہ تو وہ دوزخ سے نکل سکتے ہیں اور نہ ہی کہیں منتقل ہو سکتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' ایک دوزخی کو بلا کر پوچھا جائیگا کہ اے آدم علیہ السلام کے بیٹے، تیری آرام گاہ کیسی ہے؟ وہ کہے گا بہت ہی بری ہے پوچھا جائے گا-'' کیا تو زمین بھر کر سونا فدیہ

اَیۡدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿38﴾

یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے اور اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ﴿38﴾

فَمَنۡ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِ ظُلۡمِهٖ وَاَصۡلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوۡبُ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿39﴾

جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ اپنی رحمت سے اسے معاف فرمادے گا۔ یقیناً اللہ بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور بے حد مہربان ہے۔ ﴿39﴾

میں دینا چاہتا ہے''؟ جواب دیگا جی ہاں اے میرے رب، میں تیار ہوں جواب ملے گا کہ تو جھوٹا ہے، میں نے تو تجھ سے بہت ہی معمولی کام کا تقاضا کیا تھا (جب تو آدم علیہ السلام کی پُشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا) تو اسے بھی انجام نہ دے سکا۔ چنانچہ اللہ کے حکم سے اسے دوبارہ آگ میں داخل کر دیا جائیگا''۔ (بخاری، مسلم۔عن انس رضی اللہ عنہ)

آیت 38: چوری کرنے والوں کی سزا:

چور خواہ مرد ہو یا عورت اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔ یہ دستور زمانہ جاہلیت میں بھی تھا۔ اسلام نے اسے برقرار رکھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-''اللہ تعالیٰ نے چور پر لعنت فرمائی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے''۔ (بخاری، مسلم۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

آیت 39: چور کی توبہ مقبول ہے:

جس نے چوری کے بعد توبہ کرلی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رویا، گڑگڑایا اور ندامت کے آنسو بہائے تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اس کی چوری کا گناہ معاف فرمادیں گے لیکن اس توبہ سے چوری پر لگنے والی حد معاف نہیں ہوگی البتہ لوگوں کا مال لوٹا دینا یا اس کا بدلہ دینا ضروری ہے تاکہ حقوق العباد ادا ہوجائیں۔ فتح مکہ کے دن مخزوم قبیلہ کی ایک عورت نے چوری کرلی۔ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس پر حد جاری نہ کرنے کیلئے کوئی سفارشی تلاش کرنے لگے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿40﴾

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ زمین و آسمان کا مالک صرف اللہ ہے؟ وہ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کردے۔ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ ﴿40﴾

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ

اے رسول (ﷺ)، آپ ان لوگوں کے لئے غم نہ کریں جو کفر کی طرف دوڑے جارہے ہیں، خواہ وہ ان (منافقین) میں سے ہوں جو زبانی تو ایمان کا دعویٰ

چنانچہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے لاڈلے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اس سفارش کیلئے تیار کیا۔ جب اس عورت کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے سفارش کی۔ آپ ﷺ کا چہرہ متغیّر ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔'' تم اللہ کی مقرر کردہ حدود میں سفارش کرتے ہو''۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ، میرے لئے استغفار فرمایئے۔ شام کو رسول اکرم ﷺ نے کھڑے ہوکر حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلی قوموں کو انہی باتوں نے ہلاک کردیا کہ جب ان میں کوئی عزت والا چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی معمولی شخص چوری کرتا تو اس پر حد جاری کردیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ (بخاری)

آیت 40: اللہ ہی پوری کائنات کا مالک ہے :- اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا مالک ہے، وہی سب کا حاکم ہے، وہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے معاف کردے۔ اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا، وہ جو چاہے کرسکتا ہے، اسے ہر قسم کا اختیار ہے۔

لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ

کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے دل میں ایمان نہیں اور خواہ وہ یہود میں سے ہوں، یہ لوگ جھوٹی باتیں سننے کے عادی ہیں اور ان لوگوں کے جاسوس ہیں جو اب تک آپ کے پاس نہیں آئے۔ وہ اللہ کے اصلی کلمات کو ان کے موقع ومحل سے پھیر کر انہیں تبدیل کردیا کرتے ہیں اور یہ (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم دیا جائے تو قبول کرلینا اور اگر یہ حکم نہ دیا جائے تو الگ تھلگ رہنا اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو آپ اس کو اللہ کی ہدایت

آیت 41: شریعت پر اپنی رائے مقدم کرنے والے منافق ہیں:

یہ آیت یہود کے بارے میں اتری۔ ان میں سے ایک شادی شدہ مرد نے کسی کی بیوی سے زنا کیا تھا چونکہ یہود نے رجم کی آیت بدل ڈالی تھی اور اپنی طرف سے یہ سزا مقرر کرلی تھی کہ 100 کوڑے مارے جائیں اور ایسا کرنے والے کا منہ کالا کرکے گدھے پر الٹا سوار کرکے بازار میں پھرایا جائے۔ پھر جب ہجرت کے بعد زنا کا یہ واقعہ پیش آیا تو کہنے لگے آؤ محمد ﷺ کے پاس مقدمہ لے کر چلیں دیکھیں کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ اگر 100 کوڑے اور منہ کالا کرکے رسوا کرنے کا حکم دیں تو مان لو اور اسے اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بنالو اور سنگسار کرنے کا حکم دیں تو مت مانو۔ یہود نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ ان میں سے ایک شادی شدہ مرد وعورت نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تورات میں سنگسار کرنے کا حکم نہیں ہے؟ تو یہودی کہنے لگے ہم تو سوکوڑے مارتے ہیں اور رسوا کرتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہود سے کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، زنا کرنے والوں کیلئے تو تورات میں رجم کا حکم ہے، تورات لے آؤ تاکہ حقیقت معلوم ہوجائے۔ چنانچہ ایک یہودی نے تورات

شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿41﴾

دینے کا اختیار نہیں رکھتے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ پاک کرنا ہی نہیں چاہتا،ان کے لئے دنیا میں بھی بڑی ذلت اور رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے سخت ترین عذاب ہے۔ ﴿41﴾

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ

یہ کان لگا لگا کر جھوٹ سننے والے اور جی بھر بھر کر حرام کھانے والے ہیں اگر یہ تمہارے پاس(اپنے مقدمات لے کر) آئیں تو (تمہیں اختیار ہے کہ) ان کے درمیان فیصلہ کردیں یا ان سے منہ پھیرلیں اگر آپ ان سے منہ بھی پھیرلیں گے تو بھی یہ آپ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے

کھولی اور رجم کی آیت ہاتھ سے چھپا کر آگے پیچھے پڑھنے لگا۔عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا ہاتھ اٹھاؤ ،اب جو ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت بالکل واضح نکلی۔ انہوں نے رجم کا اقرار کرلیا۔ آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری)

آیت 42: اللہ تعالیٰ حرام خوروں کو پاک نہیں فرماتا:

یہود باطل کو بڑے مزے سے سنتے تھے اور حرام (رشوت) کھلم کھلا کھاتے ہیں۔ جن کی ایسی بری عادات ہوں، اللہ ان کے دل کس طرح پاک فرمائے اور کس طرح ان کی دعائیں قبول ہوں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے فرمایا گیا کہ اگر یہ لوگ اپنے جھگڑے آپ کے پاس لے کرآئیں تو آپ کو اختیار ہے، خواہ آپ ان میں فیصلہ فرمائیں یا ٹال دیں۔ اگر آپ ان کا فیصلہ نہ بھی فرمائیں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لانے سے ان کی غرض حق کی پیروی نہیں بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی مقصود ہوتی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں فیصلہ فرمائیں

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿42﴾

اور اگر آپ فیصلہ کریں تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ یقیناً اللہ عدل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ ﴿42﴾

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿43﴾ ع

(تعجب کی بات ہے کہ) وہ کیسے آپ کو منصف بناتے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات موجود ہے، جس میں اللہ کا حکم موجود ہے۔ اس کے بعد بھی یہ پھر جاتے ہیں۔ دراصل یہ ایمان والے ہی نہیں ہیں۔ ﴿43﴾

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ

بے شک ہم نے تورات نازل فرمائی، جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی تورات کے

تو عدل وانصاف سے فیصلہ فرمائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف پسندوں کو دوست رکھتا ہے۔

آیت 43: یہود کی بدنیتی:- اس آیت مبارکہ میں یہود کی بدنیتی اور ان کے دلوں کا ٹیڑھا پن بیان ہوا ہے کہ جس کتاب (تورات) کو وہ صحیح سمجھتے ہیں اور جس کے متعلق وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمیں قیامت تک اسی پر عمل کرنے کا حکم ہے، وہ اس کو چھوڑ کر غیروں کی طرف آرہے ہیں، جن کے باطل ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اپنے مقدمات انہیں سے طے کرارہے ہیں۔ ان کی نیتوں میں خرابی ہے کہ مرضی کے مطابق فیصلہ ہوگا تو مان لیں گے ورنہ چھوڑ دیں گے۔ یہ لوگ کیسے آپ کا فیصلہ مانیں گے، انہوں نے تو تورات کا فیصلہ بھی نہیں مانا جس میں زانی کو سنگسار کرنے کا حکم ہے اور اس حکم کے موجود ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں۔

آیت 44: تورات میں ہدایت اور روشنی ہے:

اس آیت میں تورات کی تعریف بیان ہوئی ہے جو اللہ نے اپنے بندہ اور رسول موسیٰ علیہ السلام پر اتاری تھی اور جس میں ہدایت و روشنی ہے، جس کے احکامات کے مطابق اللہ تعالیٰ کے

الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿44﴾

مطابق اللہ کے فرمانبردار انبیا(علیہم السلام) ، اللہ والے اور علما یہودیوں کے فیصلے کرتے تھے۔ اس لئے کہ انہیں اللہ کی کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ بھی تھے۔ (اے یہود) تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ صرف مجھ سے ڈرو، میری آیات کو تھوڑی قیمت پر نہ بیچو۔ جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے وہی کافر ہیں۔ ﴿44﴾

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ

اور ہم نے تورات میں ان (یہود) کے لئے یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلہ جان، آنکھ کے بدلہ آنکھ، ناک کے بدلہ ناک، کان کے بدلہ کان،

فرماں بردار پیغمبر و علما اور اللہ والے لوگ یہودیوں کا فیصلہ کرتے رہے۔ وہ اس کے احکام کے خلاف نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس میں ردّو بدل کرتے تھے۔ اسی لئے اللہ ربّ العزّت نے یہود کو اس کتاب کی حفاظت، اپنے (عذاب) سے ڈرنے، اپنی آیات کو دنیا کے عوض نہ فروخت کرنے اور اپنے قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

آیت 45: تورات میں بھی قصاص کا حکم موجود ہے:- اس آیت مبارکہ میں یہود کو ڈانٹا گیا ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب تورات موجود ہے۔ جس میں واضح حکم ہے کہ جان کے بدلہ جان ہے پھر بھی یہ لوگ جان بوجھ کر خلاف ورزی کررہے ہیں۔ تورات میں رجم کا حکم ہے مگر اس کو ٹھکرا کر انہوں نے 100 کوڑے مارنا اور منہ کالا کرکے گدھے پر الٹا بٹھا کر شہر میں گھمانا مقرر کرلیا ہے۔ قصاص میں مرد کے بدلہ

بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿45﴾

دانت کے بدلہ دانت اور تمام زخموں کا بھی قصاص ہے پھر جو شخص معاف کردے تو وہ اس کیلئے (گناہوں کا) کفارہ ہے اور جولوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں۔ ﴿45﴾

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿46﴾

اور ہم نے ان (انبیا علیہم السلام) کے بعد عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب، تورات کی تصدیق کرنے والے تھے اور ہم نے انہیں انجیل عطا فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی تھی اور وہ اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتی تھی اور وہ پرہیزگاروں کیلئے سراسر ہدایت ونصیحت تھی۔ ﴿46﴾

عورت کو اور عورت کے بدلہ مرد کو قتل کیا جائے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو جو خط لکھا تھا اس میں بھی حکم دیا تھا کہ مرد کو بھی عورت کے بدلہ قتل کیا جائے۔'' (نسائی)

زخموں کا قصاص:

زخموں کا بھی قصاص ہے۔ جان کے بدلہ جان قتل کی جائے گی، آنکھ کے بدلہ آنکھ پھوڑی جائیگی، ناک کے بدلہ ناک کاٹی جائیگی، دانت کے بدلہ دانت اکھاڑا جائیگا جبکہ جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہو اور زخموں کا زخموں سے قصاص لیا جائیگا یعنی جیسا زخم لگایا گیا ہے اسی طرح کا زخم لگایا جائے گا۔ اس میں مسلمانوں کے آزاد خواہ مرد ہوں یا عورتیں برابر ہیں۔

آیات 46 تا 47: تورات وانجیل میں ہدایت و نور ہے:۔ اسرائیلی انبیا علیہم السلام میں

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿47﴾

اور انجیل والوں کو بھی چاہئے کہ اللہ نے جو کچھ انجیل میں نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق فیصلہ کریں اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ فاسق ہیں۔ ﴿47﴾

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ

اور ہم نے آپ (ﷺ) پر برحق کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے پہلی کتب کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ بھی ہے۔ اس لئے آپ ان کے

سب سے آخر میں عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ جن کا تورات پر ایمان تھا اور موسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان تھا اور آپ علیہ السلام اسی کے احکام کے مطابق حکم فرماتے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا فرمائی جس میں ہدایت و نور ہے کہ اس سے حق کی طرف راہ نمائی ملتی ہے اور شبہات سے بچنے کیلئے روشنی ملتی ہے اور مشکلات کا حل بھی موجود ہے۔ جو کچھ تورات میں ہے وہی انجیل میں بھی ہے۔ انجیل تورات کی تصدیق کرتی ہے۔ انجیل میں رسول اکرم ﷺ کی بشارت بھی ہے اور یہ بھی کہ جب آپ ﷺ تشریف لے آئیں تو آپ ﷺ کی اتباع و تصدیق کریں۔

آیت 48: قرآن کریم کی عظمت:

گذشتہ آیات میں تورات اور انجیل کی عظمت اور صفات بیان ہوئیں، اب اس آیت میں قرآن عظیم کا ذکر ہے جو رسول اکرم ﷺ پر اترا۔ اس میں ایسی صداقت ہے کہ اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہونے میں ذرّہ برابر بھی شک نہیں اور یہ ان تمام سابقہ کتب کی تصدیق بھی کرتا ہے جن میں یہ بشارت بھی ہے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے اس کے بندہ اور رسول اکرم ﷺ پر اترے گا۔ چنانچہ بشارت کے پورا ہونے سے اس کی صداقت میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جو لوگ اس (قرآن) سے پہلے کے عالم ہیں جب

بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ

درمیان اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ فیصلہ کیجئے اور حق آجانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔ (تم میں سے) ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستوراور راہ (شریعت) مقرر کردی ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا سکتا تھا لیکن اس کی چاہت ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو جو (دین) دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے لہٰذا تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو۔ آخر کار تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ان کو یہ (قرآن) پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں، ہمارا رب پاک ہے، یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوکر رہے گا۔'' (بنی اسرائیل17: آیات107تا108) قرآن کریم تمام سابقہ کتب پر امین ہے۔ سب کی تصدیق کرتا ہے اور تمام کتب کا خلاصہ ہے۔ جو بات اس کے موافق ہو وہی حق ہے اور جو اس کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔ یہ وہ عظیم الہامی مقدس کتاب ہے جو سب سے آخری رسول پر اتری ہے۔ سب سے زیادہ جامع، کامل ترین اور اعظم وافضل ہے کیونکہ اس میں تمام سابقہ آسمانی کتب کی خوبیاں جمع ہیں اور اس کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ داری لی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''ہم ہی نے یہ ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' (الحجر15 :آیت9)

دُنیا کا ہر فیصلہ قرآنی احکام کے مطابق کیا جائے :

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو نصیحت فرمارہے ہیں کہ میرے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلے فرمائیں جو اس عظیم کتاب کی صورت میں آپ کے پاس موجود ہیں۔

جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿48﴾

پھر وہ تمہیں ان باتوں کی خبر دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔ ﴿48﴾

وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ

(اے رسول ﷺ) آپ ان کے معاملات میں اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ہی فیصلہ کیا کریں اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے اور ان سے ہوشیار رہئے کہ کہیں یہ آپ کو اللہ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے (اِدھر اُدھر) نہ پھیر دیں، اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو یقین مانو کہ اللہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی

تمام انبیا علیہم السلام کا دین ایک ہی ہے لیکن شریعتیں الگ الگ ہیں:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مختلف اقوام کا بیان فرمایا ہے کہ اپنے معزز رسولوں کو مبعوث فرما کر ان کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے مختلف شریعتیں عطا فرمائیں جن کے احکام مختلف تھے لیکن وہ توحید میں متفق تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم انبیا علیہم السلام کی جماعت علاتی بھائی ہیں ہمارا دین (توحید) ایک ہی ہے۔ (بخاری) علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کی مائیں تو مختلف ہوں لیکن باپ ایک ہی ہو چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا دین ایک ہی ہے لیکن شریعتیں مختلف ہیں اس لئے انہیں علاتی بھائی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:-
(ترجمہ) ''بلاشبہ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی عبادت) سے بچو۔'' (النحل 16: آیت 36)

انبیا علیہم السلام کی شریعتیں احکام واجبات اور ممنوعات میں مختلف ہیں۔ ایک چیز ایک شریعت میں حلال اور دوسری شریعت میں حرام ہے۔ اللہ مالک مطلق ہے، وہ جیسا چاہے حکم دے۔

وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿49﴾

پاداش میں سزا دینا چاہتا ہے اور اکثر لوگ ان میں نافرمان ہیں۔ ﴿49﴾

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿50﴾

کیا یہ لوگ پھر سے دورِ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں حالانکہ یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟ ﴿50﴾

آیت 49: اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کا حکم:

یہاں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ ہی کے احکام کے مطابق فیصلہ کیجئے، لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلئے اور اپنے دشمنوں (یہود و نصاریٰ اور کفار) سے احتیاط کیجئے کہ کہیں وہ آپ کو بہکانہ دیں ۔ وہ آپ ﷺ کو بہکانے کی بھرپور کوشش کریں گے مگر آپ ان سے دھوکہ نہ کھائیں ، وہ جھوٹے غدار اور کافر ہیں۔ پھر اگر وہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی کریں اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی پاک شریعت کی مخالفت کریں تو آپ یقین کرلیں کہ یہ سب کچھ ان کے گناہوں کا وبال ہے جن کی وجہ سے اللہ انہیں ہدایت سے ہٹا کر گمراہ کرنا اور عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے ، اسی لئے ان میں سے اکثر لوگ اپنے رب کے مخالف اور حق سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

آیت 50 : کافر حکمِ الٰہی سے جی چراتے ہیں :

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ کفار جاہلیت کا حکم ڈھونڈتے ہیں اور اسے پسند کرتے ہیں اور اللہ کے احکام سے کتراتے ہیں۔ عقل والوں کے نزدیک اللہ کے احکام سے بڑھ کر کسی کا حکم نہیں ہوسکتا بشرطیکہ وہ اللہ کی شریعتوں کو سمجھتے ہوں اور ان پر ایمان ویقین بھی ہو اور یہ یقین رکھتے ہوں کہ اللہ تمام حاکموں کا حاکم ہے اور اپنی مخلوق پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ اللہ ہر چیز کو جاننے والا اور انصاف پسند ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿51﴾

اے ایمان والو، تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا، یقیناً ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔ ﴿51﴾

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى

آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ ان (یہود و نصاریٰ سے دوستی) میں جلدی کر رہے ہیں اور کہتے

”تین قسم کے لوگ اللہ ربّ العزّت کے ہاں بہت ہی زیادہ ناپسندیدہ ہیں۔ ❶ حدودِ حرم میں بے دینی پھیلانے والا ❷ اسلام لانے کے بعد دورِ جاہلیت کے طریقے اختیار کرنے والا ❸ کسی مسلمان کا ناحق خون بہانے والا۔“ (بخاری)

آیت 51: غیر مسلموں سے دوستی کی ممانعت:

اللہ ربّ العزّت ایمان والوں کو اسلام کے دشمنوں کی دوستی سے منع فرما رہے ہیں، خواہ وہ کسی بھی مذہب والے ہوں، یہ سب اسلام کے دشمن ہیں اور مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اس لئے ان سے دوستی کرنے والے انہی میں سے ہیں اور وہ مسلمان نہیں ہیں۔

آیت 52: منافق غیر مسلموں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرتے ہیں:

اس آیت میں مرض سے ”نفاق“ مراد ہے۔ منافق غیر مسلموں سے دوستی میں جلدی کرتے ہیں اور دوڑ کر ان سے ظاہری اور باطنی محبت قائم کر لیتے ہیں اور دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کے لئے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر یہ کفار مسلمانوں پر غالب آئے تو اس وقت یہود اور عیسائیوں سے

اَنۡ تُصِيۡبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِالۡفَتۡحِ اَوۡ اَمۡرٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖ فَيُصۡبِحُوۡا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ نٰدِمِيۡنَ ﴿52﴾

ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے کہ(ان سے دوستی نہ کرنے پر) ہمیں کوئی مصیبت نہ لاحق ہوجائے۔ بہت ہی ممکن ہے کہ اللہ تمہیں فتح دیدے یا اپنی طرف سے کوئی اور چیز (نعمت) دیدے تو یہ ان باتوں (نفاق) پر نادم ہونگے جو یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں۔ ﴿52﴾

وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيۡنَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ ۙ اِنَّهُمۡ لَمَعَكُمۡ ؕ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَاَصۡبَحُوۡا خٰسِرِيۡنَ ﴿53﴾

اور(اس وقت) ایمان والے کہیں گے کیا یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے سب اعمال ضائع ہوگئے اور یہ خسارہ پانے والے ہوگئے۔ ﴿53﴾

دوستانہ تعلقات کام آئیں گے اور حادثاتِ زمانہ سے محفوظ رہنے کا باعث بنیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تمناؤں کے خلاف فرمایا کہ کفر و اسلام کا فیصلہ عنقریب ہوجانے والا ہے۔

آیات 53 تا 54: نافرمانوں کی جگہ فرمانبردار پیدا کرنا اللہ کیلئے آسان ہے:

یہاں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی عظیم قدرت کی خبر دے رہے ہیں کہ جو اللہ کے دین کی مدد کرنے سے منہ موڑ لے، اسلامی شریعت کو عملی زندگی میں جاری نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے بلکہ اللہ اس سے اچھے لوگ پیدا کردیں گے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں گے اور اس بارے میں کسی کی ملامت کی بھی پرواہ نہیں کریں گے۔

کامل مومنین کی صفت:

کامل مومنین کی یہ صفت ہے کہ وہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کے سامنے عاجز و مسکین اور دشمن کے مقابلہ پر سخت ہوتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي
اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ
اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ
لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿54﴾

اے ایمان والو، تم میں سے جو شخص اپنے دین سے (پھرنا چاہے تو) پھر جائے، اللہ بہت جلد ایسے لوگوں کو لائے گا جو اللہ کو محبوب ہونگے اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتے ہونگے جو مسلمانوں کیلئے نرم دل ہوں گے اور کفار کیلئے سخت ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہیں کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑی وسعت والا اور خوب جاننے والا ہے۔ ﴿54﴾

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا

(اے ایمان والو) تمہارا دوست تو (خود) اللہ، اس کا رسول اور ایمان والے ہیں

کے ساتھ ایمان والے کفار پر سخت اور آپس میں رحیم وشفیق ہیں۔'' (الفتح 48: آیت 29)

رحمت عالم ﷺ کی صفت :

رسول اکرم ﷺ کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ہنس مکھ اور جنگجو تھے۔ ہنس مکھ دوستوں کے لئے اور جنگجو دشمنوں کے لئے تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سچے مومنوں کی صفات بیان فرمارہے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور نکتہ چینی کرنے والوں کی نکتہ چینی سے گھبراتے نہیں۔ انہیں کسی کی نکتہ چینی اللہ کی اطاعت ،اس کی حدود قائم کرنے، دشمنوں سے لڑنے، اچھی باتوں کا حکم کرنے اور بری باتوں سے روکنے سے باز نہیں رکھتی۔ انہیں ان نیک باتوں سے نہ کوئی روکنے والا روک سکتا ہے اور نہ ہی کوئی مزاحمت کرنے والا مزاحمت کرسکتا ہے اور نہ ہی کسی کی ملامت سے وہ ڈرتے ہیں۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿55﴾

جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں ، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع (خشوع وخضوع سے) کرنے والے ہیں۔ ﴿55﴾

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿56﴾

اور جو شخص اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے دوستی کریگا وہ یقین رکھے کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔ ﴿56﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿57﴾

اے ایمان والو، ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنائے ہوئے ہیں (خواہ) وہ ان میں سے ہوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے یا کفار ہوں۔ اگر تم (واقعی سچے) مومن ہو تو اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو۔ ﴿57﴾

آیت 55: مسلمان کس سے دوستی کریں؟

مسلمانوں کی دوستی تو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں سے ہی ہونی چاہئے، جو نماز و زکوٰۃ کے پابند ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی دوستی ایسی نعمت ہے کہ جس کو نصیب ہوجائے اُس سے بڑھ کر اور کوئی خوش نصیب نہیں ہوسکتا۔

آیات 56 تا 57: کفار سے دوستی کی ممانعت:

ان آیات میں مسلمانوں کو دشمنان اسلام ، اہل کتاب اور کفار سے دوستی نہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے سے نفرت دلائی گئی ہے کیونکہ یہ لوگ شریعت مطہرہ کے پاکیزہ احکام کا مذاق اڑاتے ہیں جن میں ہر طرح کی دنیاوی اور اُخروی خیر وفلاح پوشیدہ ہے۔ سب سے افضل عبادت نماز ان کی نگاہ میں ایک قسم کا کھیل ہے، نماز جیسی مقدس عبادت

وَ اِذَا نَادَیۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوۡھَا ھُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿58﴾

اور جب تم نماز کے لئے پکارتے (اذان دیتے) ہو تو وہ اس کا مذاق اڑاتے اور اسے کھیل سمجھتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ بے عقل ہیں۔ ﴿58﴾

قُلۡ یٰۤاَھۡلَ الۡکِتٰبِ ھَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ

آپ کہہ دیجئے، اے اہل کتاب، تم ہم سے صرف اس وجہ سے دشمنی کر رہے ہو

کا کھیل سے دور کا بھی تعلق نہیں اور اس کا مذاق صرف جاہل و بدبخت ہی اڑا سکتے ہیں۔ ان کا یہ مذاق اڑانا قیامت کے دن ان کے لئے ذلت اور رسوائی کا باعث ہوگا۔

آیت 58: کفار کا اذان ونماز کا مذاق اڑانا:

اللہ ربّ العزّت مسلمانوں سے فرمارہے ہیں کہ جب تم اذان دے کر لوگوں کو نماز کی طرف بلاتے ہو تو یہ کفار اذان کا بھی مذاق اڑاتے ہیں اور اسے کھیل سمجھتے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادات کے معانی اور احکام شرعیہ کا مفہوم ہی سمجھنے سے قاصر ہیں، یہ کام شیطان کے مریدوں کے ہوا کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-''شیطان جب اذان سنتا ہے تو بری طرح بھاگتا ہے اور اس قدر دور جا کر دم لیتا ہے کہ اذان کی آواز اس کے کان میں نہ پڑے۔ جب اذان ختم ہوجاتی ہے تو پھر آ کر وسوسے ڈالتا ہے پھر جب تکبیر ہوتی ہے تو بھاگ جاتا ہے نماز شروع ہوجانے کے بعد پھر آجاتا ہے اور نمازیوں کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات اور وسوسے ڈالتا رہتا ہے اور دور دور کی باتیں یاد دلاتا ہے اور اس طرح نمازی کو یہ خبر نہیں رہتی کہ اس نے کتنی نماز پڑھی اگر کوئی اس قسم کے شیطانی وسوسہ میں گم ہوکر بھول جائے تو سلام سے پہلے دو سجدے (سہو) کرلے۔'' (بخاری، مسلم۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

آیت 59: اہل کتاب کو اسلام کی دعوت:

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ ان اہل کتاب سے جنہوں نے آپ کے دین کو ہنسی، مذاق اور کھیل سمجھ رکھا ہے اور آپ سے دشمنی کرلی ہے۔ ان سے فرمادیں کہ

مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿59﴾

کہ ہم اللہ اور جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا گیا ہے اور جو کچھ اس سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ایمان لے آئے ہیں اور (اس لئے بھی کہ) تم میں اکثر فاسق ہیں۔ ﴿59﴾

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ

کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے نزدیک انجام کے لحاظ سے برا کون ہے؟ وہ ہے جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر اس کا غصہ نازل ہوا۔ اس نے ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو خنزیر بنا دیا

ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے اور ہمارا کیا قصور ہے؟ ہمارا تو بس یہی قصور کہ ہم اللہ، قرآن اور تمام کتب پر ایمان لے آئے ہیں۔ یہ کام تو تمہیں بھی کرنے چاہئیں جو ہم کر رہے ہیں اس لئے کہ جس طرح تم پر اللہ تعالیٰ کی کتابیں اتاری گئی ہیں اسی طرح ہم پر بھی کتاب اتاری گئی ہے۔ لہٰذا تم بھی مسلمان بن کر وہی اعمال کرو جو مسلمان کرتے ہیں اور ان کا مذاق نہ اڑاؤ۔

آیت 60: قیامت کے دن بدترین سزا کے مستحق:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کا برا انجام بیان فرمارہے ہیں اور اپنے نبی ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ انہیں کہہ دیجئے آؤ میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بری سزا کی خبر دوں، جسے تم ہمارے لئے سمجھ رہے ہو حالانکہ اس کے تم ہی حقدار ہو کیونکہ مندرجہ ذیل باتیں تمہی میں پائی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی رحمت سے دور کردیا ہے اور وہ تم سے اس قدر ناراض ہے کہ کسی طرح راضی ہو ہی نہیں ہوسکتا اور اس نے ہی ناراض ہوکر تمہیں بندر و خنزیر بنایا تھا۔ رسول اکرم ﷺ سے موجودہ بندروں اور خنزیروں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ وہی مسخ شدہ اقوام ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:۔'' اللہ نے جو قوم ہلاک یا مسخ کی اس کی نسل باقی نہیں رکھی۔ ان سے پہلے بھی بندر و خنزیز پائے جاتے تھے '' (مسلم) ﴿تفصیل کیلئے پڑھئے ترجمہ و تفسیر الاعراف 7: آیت 163﴾

الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿60﴾

اور جنہوں نے طاغوت کی عبادت کی۔ یہ لوگ بدترین درجہ والے ہیں اور یہی سیدھی راہ سے بہت زیادہ بھٹکنے والے ہیں۔ ﴿60﴾

وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿61﴾

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ (دل میں) کفر لئے ہوئے ہی آئے تھے اور اسی کفر کے ساتھ ہی واپس بھی چلے گئے اور یہ جو کچھ بھی چھپا رہے ہیں اسے اللہ خوب جانتا ہے۔ ﴿61﴾

وَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ

آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے اکثر

آیت 61 : بناوٹی اسلام کا اظہار منافقوں کی عادت رہی ہے :

یہ منافقین کی بری عادت رہی ہے کہ ایمان والوں سے اسلام ظاہر کرتے ہیں حالانکہ دلوں میں کفر و شرک کی نجاستیں بھری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمارہے ہیں۔ کہ جب یہ آپ ﷺ کے پاس آئے تھے تو کفر لے کرآئے تھے۔ ان کے دلوں میں کفر تھا اور جب گئے تو بھی یہ کفرلے کر گئے جو ان کے دلوں میں چھپاہوا تھا اور آپ ﷺ کی نصیحتوں سے محروم رہے اور آپ ﷺ سے انہوں نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا کیونکہ ان کے دلوں میں پہلے ہی سے چور تھا۔

آیات 62 تا 63 : علمائے یہود کی بے پروائی کی مذمت :

یہود و نصاریٰ میں گناہوں کے ارتکاب، ممنوعات سے باز نہ رہنے، لوگوں پر ظلم وزیادتی کرنے، لوگوں کا باطل طریقوں سے مال ہڑپ کرنے اورحرام کھانے کی بری عادات موجود تھیں اور یہ اس قِسم کی شرمناک حرکتیں کرتے رہتے تھے۔ بلاشبہ ان کے کرتوت شرمناک

فِي الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿62﴾

لوگ گناہ کے کاموں کی طرف اور ظلم و زیادتی اور حرام مال کھانے کی طرف لپک رہے ہیں بہت ہی بری حرکات ہیں جو یہ کررہے ہیں۔ ﴿62﴾

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿63﴾

انہیں ان کے عابد اور عالم جھوٹی باتیں کہنے سے اور حرام چیزیں کھانے سے کیوں نہیں روکتے۔ بے شک بہت ہی برا (کام) ہے جو یہ کررہے ہیں۔ ﴿63﴾

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

اور یہود نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ (بلکہ) ان (یہودیوں) کے اپنے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کے اسی قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی ہے، بلاشبہ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔ جس طرح وہ چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب

وقابل نفرت اور ان کی زیادتیاں قابل مذمت ہیں جسکی اللہ تعالیٰ نے بھی مذمت کی ہے۔

رَبَّانِی سے حکام اور علما اور احبار سے صرف علما مراد ہیں۔یعنی حکام و علما شرمناک حرکات پر انہیں کیوں نہیں ڈانٹتے اور علم رکھنے والے انہیں نصیحتیں کرکے کیوں منع نہیں کرتے۔

حکام و علما کی ڈھیلی ڈور بھی قابل مذمت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔'' جو شخص کسی قوم میں گناہ کرتا ہو اور لوگ اسے روکنے پر قادر ہوں مگر روکتے نہ ہوں تو اللہ انہیں مرنے سے پہلے ضرور عذاب میں مبتلا فرمادے گا۔'' (ابوداؤد، احمد۔عن جریر رضی اللہ عنہ)

طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿64﴾

کی جانب سے اتارا جاتا ہے وہ (قرآن) ان میں سے اکثر کو تو سرکشی اور کفر میں اور بڑھا دیتا ہے اور (اسی وجہ سے) ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لئے عداوت اور بغض ڈال دیا ہے، وہ جب کبھی لڑائی کی آگ کو بھڑکانا چاہتے ہیں تو اللہ اسے بجھا دیتا ہے یہ (زمین میں) شر و فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ﴿64﴾

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

اگر یہ اہل کتاب (اس سرکشی کے بجائے) ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ان کی تمام برائیاں معاف فرما دیتے اور

آیت 64 : یہود کی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی شانِ اقدس میں گستاخی:

یہود نے اللہ تعالیٰ کی بلند ترین شان میں بھی سخت گستاخی کی اور یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ تو کنجوس ہے اور اس کا ہاتھ تنگ ہے (نعوذ باللہ)۔ (پڑھئے ترجمہ وتفسیر آلِ عمران 3: آیت 181) یہودیوں کے اسی قول کی وجہ سے ان پر ذلت مسلط کر دی گئی۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ) ''ان پر ذلّت وغربت ڈال دی گئی''۔ (البقرہ 2: آیت 61) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دونوں ہاتھ فراخ ہیں یعنی اللہ وسیع فضل والا اور بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے اور ہر چیز کے اس کے پاس خزانے ہیں۔ ہر نعمت اسی کی عطا کی ہوئی ہے وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی نے ہمارے لئے ہماری ضرورت کی ہر چیز پیدا کی ہے جو دن و رات، صبح وشام، سفر و حضر میں اور زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارے کام آتی ہے۔

وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿65﴾

ضرور انہیں نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کردیتے۔ ﴿65﴾

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿66﴾ ع

اور اگر یہ لوگ تو رات و انجیل اور (اسکے علاوہ) ان کی طرف جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا، ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے رزق پاتے اور کھاتے (اگرچہ) ان میں سے ایک جماعت تو راہِ راست پر چلنے والی ہے اور ان میں سے اکثر لوگوں کے اعمال برے ہیں۔ ﴿66﴾

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

اے رسول (ﷺ) جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے

آیات 65 تا 66: احکامِ شریعت پر عمل کرنے سے برکات کا نزول ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ یہ بیان فرمارہے ہیں کہ اگر اہل کتاب تورات وانجیل پر کاربند ہوجاتے اور بلاتحریف کے ان پر عمل پیرا ہوتے اور محمد ﷺ پر ایمان لے آتے اور قرآن پر بھی عامل ہوجاتے تو ان پر آسمان سے رحمت کی بارش ہوتی اور زمین کی برکات اور پیداوار خوب بڑھ جاتیں، ان کی روزیوں میں فراخی اور زندگیوں میں پاکیزگی پیدا ہوجاتی اور ان کے لئے آسمان و زمین کی برکات بڑھ جاتیں اس لئے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوش ہوکر انہیں ہر قسم کی نعمتیں عطا فرمادیتے ہیں۔ اس کے برعکس نافرمانی پر عذاب میں مبتلا کردیتے ہیں۔

آیت 67: رسول اکرم ﷺ نے لوگوں تک مکمل وحی پہنچادی:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لوگوں تک رسالت پہنچانے کا حکم دیا تو آپ ﷺ نے فرائض رسالت بہترین طریقہ سے انجام دیئے اور اس آیت پر بہترین طریقہ سے عمل کیا۔ حجۃ الوداع

وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿67﴾

وہ (لوگوں تک) پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے (اللہ کی) رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ آپ کو لوگوں سے ضرور بچالے گا۔ بے شک اللہ کفار کو ہدایت نہیں دیتا۔ ﴿67﴾

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى تُقِیْمُوا

آپ (ﷺ) کہہ دیجئے ، اے اہل کتاب، تم دراصل کسی اصل دین پر بھی

کے مشہور خطبہ میں آپ ﷺ نے فرمایا:-''تم لوگوں سے میرے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائیگا تو کیا جواب دوگے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے پوری پوری تبلیغ کی، اپنے فرائض بخوبی ادا فرمائے اور دنیاوالوں کو وعظ ونصیحت فرمائی'' آپ ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر پھر لوگوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اے اللہ، آپ گواہ ہوجایئے ، بلاشبہ میں نے تبلیغ کا فرض ادا کردیا۔'' (مسلم ۔عن جابر رضی اللہ عنہ)

اللہ ربّ العزّت نے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی :

جب بھی کبھی کسی مشرک یا اہل کتاب نے آپ ﷺ کے خلاف کوئی سازش کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ راز کھول دیا اور اس کی سازش اسی پر لوٹا دی ۔جب یہودیوں نے جنگ خیبر کے دن گوشت میں زہر ملا کر دیا تو اللہ ربّ العزّت نے آپ ﷺ کو اس کی بھی خبر کردی ۔

آیت 68: قرآن کریم پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں :

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر سے فرمارہے ہیں کہ اے پیغمبر ﷺ ، آپ اہل کتاب سے فرمادیں کہ تمہارا کوئی بھی دین نہیں، جب تک کہ تم اپنی کتب کے تمام احکام پر اور قرآن کریم پر عمل نہ کرو۔ ان کتابوں میں یہ بھی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ان پر ایمان لاؤ، ان کی پیروی کرو ، ان کے دین کو سینہ سے لگاؤ اور ان کی بعثت پر یقین کرو لہٰذا جو آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاتا وہ حقیقت میں پہلی آسمانی کتابوں پر ایمان نہیں رکھتا۔

التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿68﴾

قائم نہیں ہو، جب تک کہ تورات، انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے اسے قائم نہ کرلو۔ جو (قرآن) آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے وہ ان میں سے بہت سے لوگوں کو سرکشی اور کفر میں بڑھادے گا پس آپ کفار پر افسوس نہ کریں۔ ﴿68﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿69﴾

مسلمان، یہودی، بے دین اور نصرانی (خواہ کوئی بھی ہو) جو بھی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے۔ ﴿69﴾

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد و پیمان

آیت 69: نیک اعمال کرنے کا حکم:- مسلمان، یہودی، بے دین، مجوسی اور عیسائی ان میں سے کسی کا دین بھی اس وقت تک مقبول نہیں جب تک کہ وہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہ لائیں اور نیک اعمال نہ کریں۔ ایمان اس وقت تک مقبول نہیں جب تک کہ شریعت محمدیہ کو تسلیم نہ کیا جائے اور محمد ﷺ پر (جو تمام جنوں اور انسانوں کے لئے قیامت تک نبی ہیں) ایمان نہ لایا جائے۔ اللہ، محمد ﷺ کی رسالت اور روز آخرت پر پختہ ایمان رکھ کر اعمال صالحہ کرنے والوں کیلئے نہ تو قیامت کے دن کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی انہیں کوئی غم ہوگا۔

آیت 70: کفار حسب خواہش شریعت مانتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سن کر ان پر عمل پیرا ہوجانے کا پکا عہد لیا تھا لیکن انہوں نے عہد شکنی کی اور اپنی رائے اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے اور

وَ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِیْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ﴿70﴾

لیا اور ان کی طرف رسولوں کو بھیجا، جب بھی رسول ان کے پاس وہ احکام لے کر آئے جو ان کی خواہشات کے خلاف تھے، تو انہوں نے ان (رسولوں) کی ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ ﴿70﴾

وَ حَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿71﴾

اور وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ ان کی کوئی پکڑ نہ ہوگی، پس یہ اندھے بہرے بن بیٹھے، پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی، اس کے بعد پھر ان میں سے اکثر اندھے بہرے ہو گئے ہیں۔ اللہ ان کے اعمال کو بخوبی دیکھ رہا ہے۔ ﴿71﴾

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ

بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ مسیح بن مریم (علیہما السلام) ہی اللہ

اپنی خواہشات کو شریعت پر مقدم کیا، جتنی شریعت ان کے موافق تھی مان لی اور باقی ٹھکرا دی اور بعض انبیائے کرام علیہم السلام کو جھٹلایا اور بعض انبیا علیہم السلام کو حق سنانے کی پاداش میں قتل کر دیا جو سراسر ان کی سرکشی اور اللہ کی شریعت سے بغاوت تھی۔

آیت 71: برے اعمال کرنے کا انجام :- بنی اسرائیل کا خیال تھا کہ ان شرمناک حرکات کا برا انجام نہ ہوگا لیکن بری باتوں کا انجام تو ہمیشہ برا ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے برے اعمال کا برا انجام یہ ہوا کہ وہ حق دیکھنے اور سننے سے اندھے اور بہرے بنا دیئے گئے جو نہ حق سنتے تھے اور نہ حق کے پاس جاتے تھے پھر بھی اللہ تعالیٰ کا احسان وکرم تھا کہ ان کی ان شرمناک حرکات سے درگذر کرتے ہوئے ان کی توبہ قبول فرمالی گئی لیکن پھر ان میں سے اکثر لوگ اندھے اور بہرے ہو گئے (یعنی حق سے روگردانی کرنے لگے)۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے اور اسے معلوم ہے کہ کون ہدایت کا حقدار ہے اور کون گمراہی کا۔

وَ قَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿72﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ

ہے حالانکہ خود مسیح (علیہ السلام) نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل ، اللہ ہی کی عبادت کرو ، جو میرا اور تمہارا رب ہے ۔ یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے ، اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی بھی نہیں ہوگا۔ ﴿72﴾ وہ لوگ بھی یقیناً کافر ہو گئے جنہوں نے

آیت :72: عیسائیوں کے کفریہ عقیدہ کی تردید:

اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے تینوں فرقوں (ملکیہ ، یعقوبیہ اور نسطوریہ) کی بابت کفر کا حکم صادر فرمارہے ہیں کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام خود اللہ ہے (نعوذ باللہ) حالانکہ کہاں مخلوق اور کہاں خالق۔ اللہ تعالیٰ کی شان، ان کے اس شرکیہ کلمہ سے بالاتر ہے ۔ آپ علیہ السلام نے ماں کی گود میں ہی اپنی والدہ محترمہ کی سچائی کے ثبوت میں جو باتیں کی تھیں وہ یہی تھیں۔جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ)'' میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے''۔ (مریم 19: آیت 30) ﴿مزید معلومات کیلئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر سورۂ الاخلاص 112﴾

مشرکین کے لئے جنت حرام ہے:۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کا غلط عقیدہ بیان کرنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی یہ کہلوارہے ہیں کہ اے بنی اسرائیل ،اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ یادرکھو جو کسی کو اللہ عزّ وجل کے ساتھ شریک کرے گا اور اس کی عبادت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام فرمادینگے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا یعنی اس پر جہنم واجب اور جنت حرام ہوجائے گی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-''جنت میں صرف مسلمان (توحید پر عمل کرنے والا) ہی داخل ہوگا۔'' (مسلم)

آیت 73: عیسائیوں کے باطل عقیدہ کی تردید:- اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے اقانیم ثلاثہ کے عقیدہ کی تردید فرمارہے ہیں۔بعض عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ

ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿73﴾

کہا، اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے۔ حقیقت میں اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر یہ لوگ اپنے اس قول سے باز نہ آئے تو ان میں سے جو کفر پر رہیں گے انہیں دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔ ﴿73﴾

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿74﴾

یہ لوگ کیوں اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں گناہوں کی بخشش طلب نہیں کرتے؟ اللہ تو بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔ ﴿74﴾

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ

مسیح بن مریم سوائے رسول ہونے کے اور

اللہ تین کے مجموعہ میں سے ایک ہے یعنی باپ، بیٹا اور ماں۔ باپ اللہ تعالیٰ، بیٹا عیسیٰ علیہ السلام اور ماں مریم کو کہتے ہیں اور یہ تینوں مل کر ایک معبود ہے یا ان میں سے ہر ایک معبود ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو اللہ عزّ وجل نے کافر قرار دیا ہے اور انہیں یہ بتایا ہے کہ اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اگر اتنے واضح دلائل آجانے کے باوجود بھی عیسائی اس باطل عقیدہ سے باز نہ آئے تو انہیں آخرت میں سخت عذاب ملے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے:-''جب اللہ عیسیٰ (علیہ السلام) سے فرمائے گا کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو دو معبود بنا لو؟ تو آپ (علیہ السلام) جواب دیں گے کہ اے اللہ، تو پاک ہے اگر میں نے یہ کہا ہوتا تو آپ اسے خوب جانتے، آپ تو میرے دل کی چھپی باتیں جانتے ہیں۔ (المائدہ 5: آیت 116) یعنی عیسیٰ علیہ السلام یہ کہیں کہ معبود کئی نہیں بلکہ اکیلا اللہ ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، وہی اکیلا معبود برحق ہے۔

آیت 74: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت اور مغفرت:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کی عظمت کا ذکر ہے کہ اس گناہِ کبیرہ اور اتنے بڑے بہتان کے باوجود بھی اپنے بندوں کو توبہ کی دعوت دے رہے ہیں کہ اب بھی سچے دل سے ان عقائد سے توبہ کرلو۔ میں تمہارے تمام گناہوں پر پردہ ڈال دوں گا۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿75﴾

کچھ بھی نہیں ، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول آ چکے ہیں۔ ان کی والدہ ایک نیک عورت تھی۔ دونوں (ماں بیٹے) کھانا کھایا کرتے تھے۔آپ دیکھئے کہ کس طرح ہم ان کے سامنے دلائل کھول کر بیان کرتے ہیں، پھر غور کیجئے کہ وہ کس طرح پھرے جاتے ہیں۔ ﴿75﴾

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿76﴾

آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں اور نہ ہی کسی نفع کے، اللہ ہی خوب سننے اور پوری طرح جاننے والا ہے۔ ﴿76﴾

آیت 75: مسیح علیہ السلام معبود نہیں بلکہ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں :

عیسیٰ علیہ السلام پہلے رسولوں کی طرح ایک رسول ہیں اور اللہ کے بندہ ہیں ، ان پر بھی پہلے انبیا کی طرح موت طاری ہوگی وہ اور ان کی والدہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے بھی تھے۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ)'' وہ (عیسیٰ علیہ السلام) تو صرف ایک بندہ ہیں جن پر ہم نے انعام فرمایا اور انہیں بنی اسرائیل کے لئے ایک نمونہ بنایا''۔ (الزخرف 43:آیت 59)

آیت 76: شرک اور بت پرستی کی ممانعت:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ غیر اللہ کے پرستاروں کو ان کی عبادت سے منع فرمارہے ہیں اور اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے ذریعہ کہلوارہے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنے والے تمام فرقوں سے فرمادیں کہ تم ایسے معبود کیوں بناتے ہو جو نہ تمہیں فائدہ پہنچانے پر قادر ہیں اور نہ نقصان پر۔ اللہ وحدہٗ لاشریک اپنے بندوں کی باتیں خوب سننے اور جاننے والا ہے، افسوس تم اپنے سچے معبود کو چھوڑ کر ان پتھروں اور ایسی چیزوں کے پرستار بن گئے ہو جن میں نہ سننے کی طاقت ہے نہ دیکھنے کی اور جو علم سے قطعی بے بہرہ ہیں اور اپنے اور تمہارے نفع ونقصان پر قادر نہیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿77﴾

کہہ دیجئے، اے اہل کتاب، اپنے دین میں حد سے زیادہ غلو (زیادتی) نہ کرو اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے گمراہ ہو چکے ہیں اور بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کر چکے ہیں اور خود بھی سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں۔ ﴿77﴾

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿78﴾

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، ان پر داؤد اور عیسیٰ (علیہما السلام) کی زبانی لعنت کی گئی۔ اس لئے کہ وہ (بہت زیادہ) نافرمانیاں کرنے لگ گئے تھے اور حد سے آگے بڑھے جاتے تھے۔ ﴿78﴾

آیت 77 : حق کی پیروی اور باطل سے دور رہنے کی تاکید:- اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو نصیحت فرمارہے ہیں کہ اے اہلِ کتاب، حق کی پیروی کرو حد سے آگے نہ بڑھو اور تمہیں جس کی تعظیم و توقیر (تکریم) کا جتنا حکم ہے اتنی ہی کرو۔ کسی کو حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ کہ اسے نبوت کے مقام سے ہٹا کر معبود بنا بیٹھو جیسے تم نے مسیح علیہ السلام کو اللہ بنادیا اور اللہ کو چھوڑ بیٹھے۔ تم میں یہ خرابی تمہارے گمراہ سرداروں کی بدولت پیدا ہوئی کہ تم نے بلاسوچے سمجھے ان کی پیروی کی وہ خود تو پہلے سے ہی گمراہ تھے پھر انہوں نے تم کو بھی گمراہ کردیا۔

آیات 78 تا 79 : یہود و نصاریٰ کا غلط طریقۂ زندگی:- ان آیات میں یہود و نصاریٰ کی غلط طرزِ زندگی کا بیان ہے کہ یہ کھلم کھلا اللہ کی نافرمانیاں کرتے تھے اور ایک دوسرے کو گناہ و زیادتی سے اور ظلم سے روکتے بھی نہ تھے۔ پھر ان کے شرمناک افعال کی برائی بیان فرمائی تاکہ پارساؤں کو عبرت ہو اور وہ ان جیسے افعال سے دور رہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ”جب بنی اسرائیل گناہ کرنے لگے تو انہیں ان کے علما نے گناہوں سے روکا،

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿79﴾

انہوں نے ایک دوسرے کو برے کاموں سے روکنا چھوڑ دیا تھا وہ بہت ہی برا عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا۔ ﴿79﴾

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿80﴾

ان میں بہت سے لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کفار سے دوستی کرتے ہیں، انہوں نے اپنے لئے جو کچھ آگے بھیج رکھا ہے وہ بہت ہی برا ہے (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ ان سے ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ کیلئے عذاب میں رہیں گے۔ ﴿80﴾

وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿81﴾

اگر ان کا اللہ پر، نبی پر اور جو کچھ نبی پر نازل کیا گیا ہے، اس پر ایمان ہوتا تو یہ کفار سے کبھی دوستی نہ کرتے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔ ﴿81﴾

لیکن وہ باز نہیں آئے۔ آخر اللہ نے ان کے برے اعمال کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگادی اور داؤد اور عیسیٰ علیہما السلام کی زبانی لعنت کی۔ (ابوداؤد، احمد)

آیت 80: منافقین کی مذمت:- اس آیت میں منافقین کی برائی بیان ہوئی ہے کہ ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال بدترین ہیں یعنی کفار سے دوستی اور مسلمانوں سے قطع تعلقی ایسا بدترین عمل ہے، جس نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کردیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ کیلئے ناراض کردیا، اس لئے یہ قیامت کے دن ہمیشہ کے لئے عذاب میں مبتلا ہوجائیں گے۔

آیت 81: یہود کا برا انجام:- اس آیت مبارکہ میں یہود کا برا انجام بیان کیا گیا ہے کہ یہ مشرکین مکہ اور مدینہ کے منافقین سے دوستی کیا کرتے تھے اور ان کی ہر ممکن مدد بھی کرتے تھے حالانکہ وہ تورات کی تعلیمات کے ذریعہ اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ کفار ہیں اور ان سے دوستی کرنا حرام ہے۔ اسی برے عمل کی وجہ سے ان کا انجام بہت برا ہوگا کہ انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم کے عذاب میں مبتلا کردیا جائے گا۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿82﴾

بے شک آپ ایمان والوں کے سب سے بڑے دشمن یہود اور مشرکین کو پائیں گے اور ایمان والوں کے سب سے قریبی دوست آپ انہیں پائیں گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں، یہ اس لئے کہ ان میں کچھ علما اور عبادت کیلئے گوشہ نشین افراد موجود ہوتے ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ (یہود اور مشرکوں کی طرح) تکبر نہیں کرتے۔ ﴿82﴾

آیت 82: یہودی اور مشرک مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں:

یہود اور مشرکوں کو مسلمانوں سے سخت عداوت ہے کیونکہ یہودیوں کا کفر سخت ترین ہے۔ یہ حق ٹھکرا دیتے ہیں، لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے کثرت سے اللہ کے نبی شہید کئے، یہاں تک کہ کئی بار رسول اکرم ﷺ کے قتل کا بھی ارادہ کیا لیکن ہر بار اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو ناکام بنادیا اور اپنے رسول ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ ان کی عداوت کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ اسلام آنے کے بعد انہیں اپنی عظیم سلطنت کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر ہوتا ہوا نظر نہیں آرہا تھا اور مشرکین نے مسلمانوں سے اس لئے دشمنی مول لی کہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر کے مشرکین کے تمام خود ساختہ معبودوں کا انکار کیا۔

عیسائی مسلمانوں سے قریب تر ہیں:- یہود سے عیسائی زیادہ بہتر ہیں جو خود کو عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار سمجھتے ہیں۔ انہیں انجیل کے بتائے ہوئے طریقہ پر اسلام اور اہل اسلام سے لگاؤ ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''ہم نے ان کے دلوں میں جو عیسیٰ (علیہ السلام) کے پیروکار ہیں محبت وشفقت پیدا کردی ہے۔'' (الحدید 57: آیت 27) انجیل میں ہے جو تمہارے سیدھے رخسار پر طمانچہ مارے اس کے سامنے دوسرا رخسار بھی پیش کردو۔ عیسائی مسلمانوں سے اس لئے بھی قریب ہیں کہ ان میں حصول علم کے لئے رغبت پائی جاتی ہے اور جس آدمی

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى
الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ
مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ
الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿83﴾

اور (کچھ اہل کتاب ایسے بھی ہیں) جب وہ اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول (محمد ﷺ) پر اتارا گیا ہے تو تم ان کی آنکھوں سے حق پہچان جانے کی وجہ سے آنسو گرتے ہوئے دیکھو گے۔ وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب، ہم ایمان لے آئے ہیں، پس ہمیں حق کی گواہی دینے والوں میں لکھ لیجئے۔ ﴿83﴾

وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا
جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ
يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿84﴾

اور ہمیں کیا ہوگیا ہے کہ ہم اللہ پر اور جو حق ہمارے پاس آیا ہے اس پر ایمان نہ لائیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل فرمادے گا۔ ﴿84﴾

میں یہ چیزیں پائی جائیں اس میں بغض وحسد کا مادّہ کم ہوتا ہے اور یہ یہودیوں کی طرح حسد اور غرور میں مبتلا نہیں ہوتے۔

آیت 83: تلاوتِ قرآن سے دل متاثر ہوتے ہیں:- قرآن کریم کی آیات سن کر سچے اہل کتاب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے کیونکہ وہ اپنے پاس رسول اکرم ﷺ کی بعثت کی بشارت پاتے تھے۔ یہ آیت نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری۔ جب جعفر رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی تو وہ قرآن سن کر اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ (ابن ابی حاتم)۔ جب نجاشی حبشہ میں حکومت کرتے ہوئے فوت ہوگئے، اسی دن آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان کی موت کی اطلاع دی اور ان کی (غائبانہ) نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ (بخاری)

آیت 84: اہل کتاب اسلام قبول کریں تو ان کے لئے دگنا اجر ہے:

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ”ہم نے آپ سے پہلے جنہیں کتاب دی وہ آپ (ﷺ) پر بھی

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿85﴾

آخر ان کے اس کلمۂ حق کہنے کے بدلہ اللہ انہیں جنتیں عطا فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے۔ ﴿85﴾

وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ﴿86﴾

اور جنہوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہی جہنمی ہیں۔ ﴿86﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا

اے ایمان والو، اللہ نے جو پاکیزہ چیزیں

ایمان لے آئے اور جب ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں۔ یقیناً یہ برحق ہے اور ہمارے رب کا کلام ہے۔ ہم تو پہلے ہی سے مسلمان تھے۔'' (القصص 28: آیات 52 تا 53) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-'' وہ اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لائیں اور مجھ پر بھی ایمان لائیں تو انہیں دگنا اجر ملے گا۔'' (مسلم)

آیت 85: سچے مومنوں کے لئے اجر وثواب:

سچے مومنوں کو اللہ ربّ العزّت ان کے ایمان، اعتراف حق اور تصدیق رسول کی وجہ سے جنت عطا فرمائیں گے، جہاں نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ وہاں سے منتقل ہوں گے اور نہ ہی ہٹائے جائیں گے۔ یہ مخلص لوگوں کا بدلہ ہے جو حق وصداقت کی پیروی خلوص سے کرتے ہیں اور حق کے آگے سرتسلیم خم کردیتے ہیں۔

آیت 86: اللہ کی آیات (نشانیوں) کو جھٹلانے والوں کا انجام برا ہے:

اس آیتِ مبارکہ میں ان لوگوں کا انجام بیان ہوا ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ ان کفار کا اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلانے والوں کا انجام بہت ہی خطرناک ہے۔ وہ جہنم میں داخل ہونے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا۔

طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿87﴾

تمہارے لئے حلال فرمادی ہیں، انہیں (اپنے اوپر) حرام مت کرو اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ یاد رکھو، اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ ﴿87﴾

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿88﴾

اور ان پاکیزہ ، حلال چیزوں میں سے کھاؤ جو اللہ نے تمہیں عطا فرمائی ہیں اور اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے۔ ﴿88﴾

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ

اللہ تمہیں تمہاری لغو (بے مقصد) قسموں

آیت 87: حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنا بہت بڑا گناہ ہے:

یہ آیت ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اتری، جنہوں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ ہم دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دیں گے اور عیسائی راہبوں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ میں جب بھی گوشت کھاتا ہوں تو مجھ پر نفسانی خواہش کا غلبہ ہوجاتا ہے اس لئے میں نے اپنے اوپر گوشت حرام کرلیا ہے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (ترمذی) اس آیت مبارکہ میں مزید آگے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اے ایمان والو، اپنے اوپر حد سے زیادہ تنگی نہ کرو کہ حلال چیزیں اپنے اوپر حرام قرار دے دو اور حلال چیزوں کے استعمال میں بھی حد سے آگے نہ بڑھو، بلکہ انہیں حسبِ ضرورت استعمال کرو۔

آیت 88: حلال چیزیں استعمال کرنے کا حکم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ ربّ العزّت یہ حکم دے رہے ہیں کہ میری حلال کردہ چیزیں استعمال کرو اور اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ میرے احکام کی پیروی کرو اور میرے احکام کی نافرمانی کرنا چھوڑ دو، اسی میں تمہاری کامیابی ہے۔

اَيۡمَانِكُمۡ وَلٰكِنۡ يُّؤَاخِذُكُمۡ بِمَا عَقَّدۡتُّمُ الۡاَيۡمَانَ‌ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطۡعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيۡنَ مِنۡ اَوۡسَطِ مَا تُطۡعِمُوۡنَ اَهۡلِيۡكُمۡ اَوۡ كِسۡوَتُهُمۡ اَوۡ تَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ‌ؕ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ‌ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيۡمَانِكُمۡ اِذَا حَلَفۡتُمۡ‌ؕ وَاحۡفَظُوۡۤا اَيۡمَانَكُمۡ‌ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿89﴾

پر نہیں پکڑتا۔ ہاں ان قسموں پر پکڑتا ہے جو تم نے دل سے کھائی ہوں۔ پس اس (قسم) کا کفارہ دس مسکینوں کو ویسا ہی کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے پھر جو ان میں سے کوئی بھی کام نہ کرسکے تو وہ تین دن کے روزے رکھ لے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے اور اپنی قسموں کا خیال رکھو۔ اسی طرح اللہ تمہارے سامنے اپنے احکام واضح فرماتا ہے تاکہ تم شکرگزار بن جاؤ۔ ﴿89﴾

آیت 89: قسم کا کفارہ :- کفارہ اس قسم کا ادا کیا جائے گا جو ارادتاً کھائی ہو لغو قسم کا کفارہ ادا نہیں کیا جائے گا۔ لغو قسم سے مراد غیر شعوری طور پر (بغیر ارادہ کے) کھائی جانے والی قسم ہے۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ واضح فرمادیا ہے کہ ان قسموں پر مواخذہ ہوگا جو تم نے دل سے کھائی ہوں۔ قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا دینا یا نئے کپڑے پہنا دینا یا غلام آزاد کرنا یا تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''محتاجوں کو وہ کھانا دو جو تمہارے گھر کے کھانے میں درمیانہ درجہ کا ہو۔'' (عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) قسم کے کفارہ میں مذکورہ بالا تین چیزیں ہیں، جس میں سہولت ہو وہی دے دی جائے، اللہ تعالیٰ نے آسان چیز سے ابتدا کی کیونکہ کھانا کپڑے سے اور کپڑا غلام سے آسان ہے۔ اگر کوئی ان میں سے کسی چیز پر بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر تین دن کے روزے رکھ لے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿90﴾

اے ایمان والو، شراب، جُوا ، بت (جن کے نام پر جانور ذبح کئے جاتے ہیں) اور (فال نکالنے کے) تیر، یہ سب ناپاک اور شیطانی کام ہیں، ان سے بچو تا کہ تم کامیاب ہوسکو۔ ﴿90﴾

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ

شیطان تو تمہارے درمیان شراب اور جُوا کے ذریعہ بُغض و عداوت ڈالنا چاہتا ہے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز

آیت 90 : شراب اور جُوا اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ :- اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو شراب پینے، جُوا کھیلنے اور غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے سے منع فرما رہے ہیں کیونکہ یہ چیزیں بہت ہی زیادہ نقصان دہ ، تمام برائیوں کی جڑ اور اللہ تعالیٰ کو غصہ دلانے کا سبب ہیں۔ انصاب سے مراد وہ پتھر کے بت تھے جن کے پاس زمانہ جاہلیت میں قربانیاں کی جاتی تھیں اور تیروں کو پھینک کر فال لی جاتی تھی۔ اللہ ربّ العزّت فرما رہے ہیں کہ یہ سب ناپاک اور شیطانی کام ہیں۔ ان کے کرنے سے شیطان خوش ہوتا ہے اور اللہ ربّ العزّت ناراض ہوتے ہیں اور اللہ عزّ وجل کی ناراضگی دونوں جہاں میں ناکامی کا سبب ہے۔ لہٰذا اس ناپاکی سے بچو تا کہ دین و دنیا میں کامیاب ہوسکو۔

آیت 91 : شیطان کی تمنا:

اللہ ربّ العزّت نے اس آیت مبارکہ میں ڈرایا ہے کہ اگر تم شیطان کے کہنے پر اس قسم کے لہو ولعب میں مبتلا ہوجاؤ گے تو ذکر اللہ اور نماز بھول جاؤ گے اور شیطان اس بہانہ سے تم میں دشمنی پیدا کردے گا۔ ان میں دنیاوی نقصان کے علاوہ آخرت کا بھی بہت زیادہ نقصان ہے۔

ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿91﴾

سے روکنا چاہتا ہے۔ پھر کیا تم باز آنے والے ہو؟ ﴿91﴾

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿92﴾

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور (نافرمانی سے) بچو۔ پھر اگر تم (اطاعت سے) پھر جاؤ تو یقین مانو کہ ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف صاف طور سے حکم پہنچا دینا ہے۔ ﴿92﴾

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿93﴾

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے، جو کچھ انہوں نے (حالت کفر میں حرام) کھایا، ان پر کوئی گناہ نہیں۔ جبکہ وہ (اب حرام سے) پرہیز کریں، ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اچھے کام کرتے رہیں۔ پھر (اس کے بعد بھی) پرہیز گاری اپناتے رہیں اور ایمان پر قائم رہیں اور نیک کام کرتے رہیں۔ اللہ (ایسی) نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ ﴿93﴾

آیات 92 تا 93: اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کامیابی کیلئے ضروری ہے:

جن لوگوں نے اللہ ربّ العزّت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہیں۔ اللہ جلّ جلالہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد گزشتہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور دنیا و آخرت دونوں جگہ کامیابی ملتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿94﴾

اے ایمان والو، اللہ تمہیں کچھ ایسے شکار سے آزمائے گا جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ پائیں گے تاکہ اللہ معلوم کرلے کہ کون بغیر دیکھے اس سے ڈرتا ہے۔ پھر جو اس (تنبیہ) کے بعد بھی زیادتی کرے گا تو اسی کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ﴿94﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ

اے ایمان والو، احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور تم میں سے جو بھی جان بوجھ کر

آیت 94: شکار کے ذریعہ سے آزمائش:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آزمانے کیلئے حالت احرام میں شکار کرنے سے منع فرمادیا ہے کہ اس کے قریب بھی مت جانا، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم شکار کے عادی تھے، اس حکم کے ذریعہ انکا امتحان مقصود تھا جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ یہ آیت جنگ حدیبیہ کے موقع پر اتری۔ وحشی جانور، پرندے اور دیگر شکار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خیموں کے پاس کثرت سے آتے تھے، ان کی اس سے پہلے اس قدر کثرت نہیں دیکھی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے احرام کی حالت میں شکار سے منع فرما کر صحابہ رضی اللہ عنہم کا امتحان لیا۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''بے شک جو لوگ بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کیلئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔'' (الملک 67: آیت 12)

شکار سے ممانعت کی وجہ یہ بھی تھی کہ حالت احرام میں کی جانے والی عبادت کی اہمیت واضح ہوتا کہ لوگ دنیاوی مشاغل میں مصروف ہوکر اس عظیم عبادت کے اجر سے محروم نہ ہوجائیں۔

آیت 95: حالتِ احرام میں شکار کرنے پر فدیہ:۔ حالتِ احرام میں شکار کرنا حرام ہے۔ اگر کوئی شخص حالتِ احرام میں شکار کرلے اسے تو بطور فدیہ شکار کئے ہوئے جانور کی طرح کا جانور قربان کرنا یا چند مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا یا جتنے مسکین اس کھانے سے

مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا
قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا
عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ
اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ
عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَ
بَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا
سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ
مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
ذُوانْتِقَامٍ ﴿95﴾

شکار کرلے گا تو اس کے بدلہ اسی جیسا جانور(بطورِفدیہ)ذبح کرنا (اس پر واجب) ہے (جو اس نے شکار کیا ہے) جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل اشخاص کریں اور یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائے یا چند مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا یا اس(شکار) کے برابر روزے رکھنے ہوں گے تاکہ وہ(شخص) اپنے کام کا وبال چکھ لے۔ اللہ نے (ہر وہ گناہ) معاف فرمادیا ہے جو ماضی میں ہوچکا اور جو شخص پھر بھی ایسا ہی کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ سب پر غالب اور زبردست بدلہ لینے والا ہے۔﴿95﴾

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ
مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ

تمہارے لئے سمندر (اور دریا) کا شکار اور اس کا کھانا (حالت احرام میں بھی) حلال ہے تاکہ تمہیں اور سفر کرنے والوں کو فائدہ

روزے رکھ سکتے ہوں، اتنے ہی روزے رکھنے ہوں گے۔کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو بطور فدیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 6 مساکین میں کھانا تقسیم کرنے یا ایک بکری قربان کرنے یا تین دن روزے رکھنے کا حکم دیا تھا۔ (بخاری) پانچ قسم کے موذی جانوروں کو حالتِ احرام میں بھی قتل کرنا جائز ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-''پانچ قسم کے موذی جانوروں کو حدودِ حرم میں بھی مارنا جائز ہے ❶ سانپ ❷ کوّا ❸ چوہا ❹ باؤلا کتا ❺ چیل۔'' (بخاری، مسلم)

آیت 96:مُحرم(احرام باندھے ہوئے شخص) کیلئے دریائی شکار حلال ہے:

سمندر یا دریا سے شکار کرنا یا سوکھی یا مردہ مچھلی جو سمندر یا دریا کے ساحل پر آجائے تو حالتِ احرام میں بھی حلال ہے۔ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم اپنے ساتھ

عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿96﴾

پہنچے اور جب تک تم احرام کی حالت میں ہو تو تم پر خشکی کے جانوروں کا شکار حرام ہے۔ لہٰذا تم اللہ (کے عذاب) سے ڈرو، جس (اللہ) کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے۔ ﴿96﴾

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ

اللہ نے کعبہ کو جو حرمت والا گھر ہے، لوگوں کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے اور حرمت والے مہینوں،

تھوڑا سا میٹھا پانی لے جاتے ہیں اگر ہم اس سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جائیں گے، کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرسکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:-'' سمندر کا پانی پاک ہے اور اسکا مرا ہوا جانور بھی حلال ہے۔'' (ترمذی۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

مُحرم پر خشکی کا شکار حرام ہے :- اگر مُحرم جان بوجھ کر حالتِ احرام میں شکار کرلے تو گناہ گار بھی ہوگا اور فدیہ بھی دیگا اور اگر غلطی سے شکار کرلے تو صرف فدیہ دے گا۔

بغیر احرام والے شخص کا کیا ہوا شکار مُحرم کھا سکتا ہے :

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے جو غیر مُحرم تھے، ایک جنگلی گائے کا شکار کیا اور اس میں سے گوشت اپنے مُحرم رفقاء کو دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ گوشت اس وقت تک نہیں کھائیں گے کہ جب تک آپ ﷺ سے پوچھ نہ لیں، پھر انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ واقعہ ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے اس شکار کی طرف اشارہ تو نہیں کیا تھا یا شکار میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی مدد تو نہیں کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، تو آپ ﷺ فرمایا:-'' یہ گوشت کھاسکتے ہو اور آپ ﷺ نے بھی وہ گوشت تناول فرمایا۔'' (بخاری، مسلم)

آیت 97: صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے:

جب اٰلِ عمران 3 : آیت 97 اتری تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا:-'' اے اللہ کے رسول ﷺ، کیا

وَ الْهَدْیَ وَ الْقَلَآىِٕدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿97﴾

قربانی (لے جانے) اور نشانی والے جانوروں کو بھی۔ یہ اس لئے کہ تمہیں معلوم ہوجائے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز کا حال اللہ خوب جانتا ہے اور اسے ہر چیز کا پورا علم ہے۔ ﴿97﴾

اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿98﴾

یقین مانو کہ اللہ (نافرمانیوں پر) سخت سزا دینے والا اور (فرمانبرداری پر) بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔ ﴿98﴾

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ

رسول کے ذمہ صرف پیغام پہنچادینا ہے اور

حج ہر سال فرض ہے؟'' آپ ﷺ خاموش رہے۔ پھر یہی پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:- ''نہیں، اگر میں ہاں کردیتا تو حج ہر سال فرض ہوجاتا اور جب ہر سال فرض ہوجاتا تو کسی کے بس میں نہ ہوتا کہ وہ ہر سال حج کر سکے۔'' اس پر یہ آیت اتری۔ (مسلم) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے ان چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو جو میں نے چھوڑ دی ہیں کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو کثرتِ سوالات اور اختلافات ہی کی وجہ سے ہلاک کیا گیا تھا۔ (مسلم)

آیت 98 : اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرنے کی سزا:

اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی حرمتوں کو پامال کرنے والوں کو وعید سنا رہے ہیں کہ جو بھی حرمتوں کا لحاظ نہیں رکھیں گے، ان کے لئے سخت ترین سزا ہوگی اور جو حرمتوں کا لحاظ رکھیں گے ان کے لئے اللہ ربّ العزّت اپنی وسیع رحمت نازل فرمائیں گے۔

آیت 99: رسولِ اکرم ﷺ نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی:

اس آیت کریمہ میں اللہ عزّوجل یہ بیان فرما رہے ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ نے شرعی احکام پہنچانے میں اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے اور حجت تمام ہوگئی ہے لہٰذا اب آپ ﷺ کی

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿99﴾

جو کچھ تم کھلم کھلا اور چھپ کر کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ ﴿99﴾

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿100﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرمادیں کہ پاک اور ناپاک چیزیں برابر نہیں ہوسکتیں اگرچہ تمہیں ناپاک چیزوں کی کثرت اچھی ہی لگے لہٰذا اے عقل والو، اللہ (کے عذاب) سے ڈر جاؤ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ ﴿100﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا

اے ایمان والو، تم ایسی چیزوں کے

فرمانبرداری نہ کرنے کا کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اب تمہیں ہر خیر اور شر کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اس لئے بھلائیاں کرنے کی بھرپور کوشش کرو اور برائیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

آیت 100: پاک اور ناپاک برابر نہیں:

اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ اے نبی ﷺ آپ لوگوں کو فرمادیں کہ اچھی اور بری چیزیں برابر نہیں ہوسکتیں، اگرچہ لوگوں کو بری چیزوں کی کثرت اچھی معلوم ہوتی ہو۔ تھوڑی سی حلال و مفید چیز بہت زیادہ حرام و نقصان دہ چیزوں سے کہیں بہتر ہے، جو چیز قلیل اور مفید ہو وہ غفلت میں ڈال دینے والی کثیر چیزوں سے کہیں بہتر ہے۔ ناپاک چیزوں کی کثرت اگرچہ بعض اوقات انسان کو متاثر کرتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے صالح اور عمدہ کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا ہر مومن کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ ناپاک چیزوں سے بچے اور پاک اور صالح چیز کو ترجیح دے چاہے وہ کم ہی ہو۔

آیت 101: بے فائدہ اور غیر ضروری سوالات کی ممانعت:

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے وعظ کے دوران فرمایا:- ''اگر تمہیں ان باتوں کا علم

عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿101﴾

بارے میں سوال نہ کیا کرو کہ اگر وہ تمہارے لئے ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم قرآن اترنے کے زمانہ میں ان کے بارے میں پوچھو گے تو وہ تمہارے لئے ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ نے گزشتہ سوالات معاف فرما دیئے ہیں اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا، بردبار ہے۔ ﴿101﴾

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿102﴾

تم سے پہلے ایک قوم نے بھی اس قسم کے سوالات کئے تھے پھر وہ انہی باتوں کی وجہ سے کفر میں مبتلا ہوگئے۔ ﴿102﴾

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ

بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام میں سے کوئی چیز بھی اللہ کی مقرر کی ہوئی نہیں ہے، ہاں

ہوجائے جن کا مجھے علم ہے تو تم ہنسنا بھول جاؤ اور روتے ہی رہو۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، منہ چھپا کر رونے لگے اور ان کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ اسی دوران ایک شخص نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ''فلاں'' اس پر یہ آیت اتری۔'' (بخاری) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-''سب سے بڑا مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو پہلے حرام نہیں تھی، اس کے سوال کرنے کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔'' (بخاری، مسلم)

آیت 102: فضول سوالات سے ممانعت کی وجہ:- اللہ ربّ العزّت یہ بیان فرمارہے ہیں کہ تم سے پہلی امتوں نے غیرضروری سوالات کئے۔ ان سوالات کی وجہ سے ان پر کچھ فرائض عائد کر دیئے گئے جو وہ پورے نہ کر سکے اور کفر کے مرتکب ہوئے جسکی وجہ سے عذاب الٰہی کا شکار ہوگئے، اس لئے تم فضول سوالات نہ کیا کرو۔

وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿103﴾

جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی ، وہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ عقل سے کام ہی نہیں لیتے۔ ﴿103﴾

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس (قرآن) کی طرف آ جاؤ جو اللہ نے اتارا ہے اور رسول (ﷺ) کی طرف بھی تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جس راہ پر اپنے

آیت 103 : بتوں کے نام کے جانوروں کا بیان:- ★ بحیرہ وہ اونٹنی تھی جس کا دودھ بتوں کے نام پر چھوڑنے کی وجہ سے حرام سمجھا جاتا تھا اور کوئی شخص اس کا دودھ استعمال نہیں کرتا تھا۔ ★ سائبہ وہ اونٹنی تھی جو بتوں کے نام پر چھوڑ دی جاتی تھی اور اس پر وزن رکھنا حرام سمجھا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-''میں نے دیکھا کہ عمرو بن عامر خزاعی آگ میں اپنی آنتیں گھسیٹتا ہوا پھر رہا ہے اسی نے سب سے پہلے بتوں کے نام کی اونٹنیاں چھوڑی تھیں۔'' (بخاری۔عن عائشہ رضی اللہ عنہا) ★ وصیلہ وہ اونٹنی تھی جو یکے بعد دیگرے دو مادہ بچے جنے۔ ★ حام وہ اونٹ تھا، جس کے نطفہ سے 10 بچے پیدا ہو چکے ہوں، اسے بھی مشرکین بتوں کیلئے چھوڑ دیتے تھے اور اس پر وزن لادنا حرام سمجھتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

کفار کا اللہ تعالیٰ پر الزام :

کفار اللہ ربّ العزّت پر جھوٹی تہمت لگاتے تھے۔ وہ کہتے تھے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی شریعت ہے حالانکہ ایسا نہیں تھا اور نہ ہی یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا سبب تھیں یہ تو مشرکوں کی خود ساختہ باتیں تھیں جو انہوں نے خود ہی مقرر کر رکھی تھیں اور وہ یہ کہہ کر کہ یہ اللہ ربّ العزّت کی شریعت ہے اور باعث تقرب ہے، اللہ پر تہمت لگاتے تھے۔ان چیزوں سے تقرب کے بجائے انسان اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہو جاتا ہے۔

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿104﴾

باپ دادا کو پایا ہے، ہمارے لئے وہی راہ کافی ہے۔ اگر انکے باپ دادا کچھ جانتے بوجھتے نہ ہوں اور سیدھی راہ پر بھی نہ ہوں ؟(تو کیا پھر بھی یہ ان کی اندھی تقلید کریں گے۔) ﴿104﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿105﴾

اے ایمان والو، تم اپنی فکر کرو اگر تم سیدھی راہ پر چلتے رہو گے تو دوسروں کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی تم سب کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دے گا۔ ﴿105﴾

آیت 104: تقلید کی مذمت:

جب کفار کو دین وشریعت کی دعوت دی جاتی ہے اور اس کے واجبات وممنوعات بتائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

اللہ ربّ العزّت فرما رہے ہیں کہ اگر ان کے باپ دادا حق نہ سمجھتے ہوں اور سیدھی راہ سے بے بہرہ ہوں تو کیا پھر بھی یہ انہیں کے نقشِ قدم پر چلیں گے؟ ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے ان سے بھی زیادہ جاہل وگمراہ ہونگے۔

آیت 105: مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنا ضروری ہے:

مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرتے رہیں، نیکیوں میں سرگرم عمل رہیں اور استطاعت کے مطابق اپنی اصلاح میں لگے رہیں کیونکہ جس نے اپنی اصلاح کرلی، اسے لوگوں کا بگڑ جانا کوئی نقصان نہیں دے گا۔ البتہ لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ

اے ایمان والو، جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور وہ وصیت کرنا چاہتا ہو تو آپس میں گواہی کے لئے دو عادل مسلمانوں کو گواہ بنا لو، اگر تمہیں سفر میں موت کی مصیبت پہنچ جائے تو غیر مسلموں سے دو گواہ بنا لو (پھر اگر شک پڑ جائے تو) تم نماز کے بعد دونوں گواہوں کو روک لو اور وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم کسی ذاتی فائدہ کے عوض گواہی بیچنے والے نہیں، (جس کے بارے میں ہم

بھی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، وگرنہ عذابِ الٰہی کا شکار ہوسکتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اے لوگو، تم یہ آیت پڑھتے ہو اور اس کا غلط مفہوم سمجھتے ہو، میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ برائی دیکھیں گے اور اس سے نہیں روکیں گے تو قریب ہے کہ اللہ کا عذاب ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔'' (ابو داؤد)

آیات 106 تا 108: وصیت پر دو گواہ بنانے کا بیان:

یہاں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ وصیت کے وقت دو گواہ بنانے کا حکم دے رہے ہیں کہ مسلمانوں میں دو عادل گواہ بنا لو اور اگر سفر کی حالت میں ہو اور مسلمان گواہ نہ مل سکیں تو غیر مسلموں میں سے دو گواہ بنا لو اور اگر ورثاء کے رشتہ داروں کو شک ہو جائے کہ شاید ان گواہوں نے خیانت کی ہے تو ان گواہوں سے قسم اٹھوائی جائے کہ وہ بالکل سچی گواہی دے رہے ہیں اور گواہوں کو بھی سچی گواہی دینے کا حکم ہے۔ جھوٹی گواہی دینے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب کی وعید سنائی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:- ''بنی سہم کا ایک آدمی تمیم الداری اور عدی بن بداء کے ساتھ سفر پر گیا۔ راستہ میں اسے ایسے علاقہ میں موت

ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ
كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَ لَا نَكْتُمُ
شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ
الْاٰثِمِيْنَ ﴿106﴾

گواہی دے رہے ہیں) خواہ وہ ہمارا
کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ ہم اللہ
کی (خاطر) گواہی نہیں چھپائیں گے اگر
ہم نے ایسا کیا تو ہم گناہ گاروں میں شمار
ہوں گے۔ ﴿106﴾

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ
اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا
مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ
الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ
لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا
وَ مَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿107﴾

پھر اگر یہ معلوم ہوجائے کہ ان دونوں
نے جھوٹی قسمیں کھائی ہیں تو میت
کے اولیا میں سے دو اشخاص ان کی جگہ
کھڑے ہوں۔ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ
ہماری گواہی ان کی گواہی سے اچھی ہے
اور ہم نے (گواہی میں کوئی) زیادتی
نہیں کی۔ اگر ہم ایسا کریں تو بے شک
ہم ظالموں میں سے ہوں گے۔ ﴿107﴾

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ

یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ گواہی دینے

آ گئی جہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ جب یہ دونوں اس کا متروکہ سامان لیکر آئے تو اس شخص کے ورثاء نے اس سامان میں سے چاندی کا ایک جام جس پر سونے کا خول چڑھا ہوا تھا، گُم پایا، انہوں نے آپ ﷺ کو خبر دی تو رسولِ اکرم ﷺ نے ان دونوں سے قسم اٹھوائی اس کے بعد وہ جام مکہ میں پایا گیا، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ جام تمیم الداری اور عدی بن بداء سے خریدا گیا ہے۔ چنانچہ سہمی قبیلہ کے آدمی کے رشتہ داروں نے قسم اٹھائی اور کہا کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ صحیح اور سچی ہے اور جام ہمارے رشتہ دار کا ہے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ (بخاری، ابو داؤد)

عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿108﴾

والے خود ہی صحیح گواہی دیں یا اس بات سے ڈر جائیں کہ ہماری (جھوٹی) قسمیں دوسروں کی (سچی) قسموں کے بعد رد کردی جائیں گی اور اللہ (کے عذاب) سے ڈرو اور سنو اور فاسق لوگوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔ ﴿108﴾

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿109﴾

جس دن اللہ رسولوں کو جمع کرکے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا تو رسول جواب دیں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں۔ بلاشبہ آپ ہی غیب کی باتیں خوب جاننے والے ہیں۔ ﴿109﴾

ذِمّی (مسلمانوں کی پناہ میں رہنے والے غیر مسلم) بھی وصیت پر گواہ بنائے جاسکتے ہیں:
اگر کسی شخص کو سفر میں موت آجائے اور وہاں مسلمان نہ ہوں تو ذمیوں کو گواہ بنانے کی دو شرائط ہیں ❶ آدمی سفر میں ہو ❷ وصیت کرنا چاہتا ہو۔

آیت 109: انبیا علیہم السلام سے ان کی امتوں کے بارے میں سوال:

قیامت کے دن انبیا علیہم السلام سے پوچھا جائے گا کہ تمہاری قوم نے تمہاری دعوت کہاں تک قبول کی تھی؟ کیا انہوں نے تمہاری بات مان لی تھی یا ٹھکرادی تھی؟ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)
❶ ''ہم ان امتوں سے بھی پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور رسولوں سے بھی۔'' (الاعراف 7: آیت 6) ❷ ''آپ کے رب کی قسم، ہم ان سب سے پوچھیں گے کہ وہ کیا کیا عمل کرتے رہے؟'' (الحجر 15: آیات 92 تا 93) انبیا علیہم السلام اس دن کی دہشت سے خوف زدہ ہوکر جواب دیں گے کہ ہمیں خبر نہیں، آپ ہی علم غیب جاننے والے ہیں، آپ ہی کو سب کچھ معلوم ہے یعنی انبیا علیہم السلام کہیں گے کہ اے رب، آپ کے ہمہ گیر علم کے آگے ہمارے علم کی کیا حقیقت ہے؟ اگرچہ ہماری دعوت قبول کی گئی اور ہم قبول کرنے والوں کو پہچانتے بھی ہیں لیکن ہمارا علم ظاہر تک محدود ہے اور ہم باطن سے قطعی بے خبر ہیں۔ آپ ہر

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ
نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ
اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ
فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ
كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا
فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ

(یاد کرو) جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام) میری وہ نعمتیں یاد کرو جن کا ظہور تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا، جب میں نے تمہیں روح القدس سے تقویت پہنچائی، تم لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں باتیں کرتے تھے اور میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور تورات و انجیل بھی سکھائی۔ تم مٹی سے پرندہ کی صورت بناتے تھے پھر اس میں پھونک مار دیتے تھے، پس وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تم مادر زاد اندھے

چیز کو ہر طرح سے خوب جانتے ہیں کیونکہ آپ غیب کی باتوں سے خوب واقف ہیں۔

آیت 110: عیسیٰ علیہ السلام کو نعمتوں کی یاد دہانی:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ اور رسول عیسیٰ علیہ السلام کو جو بڑے بڑے انعامات اور حیرت انگیز معجزات عطا فرمائے تھے ان کی یاد دہانی کروائی ہے کہ میں نے تمہیں بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا کر دیا، میں نے تمہیں اپنی ہمہ گیر و کمال قدرت کی ایک پکی دلیل اور نشانی بنایا، تمہاری والدہ کو تمہاری زبان سے ظالموں کے الزام سے بری کر دیا اور تمہیں انکی برأت پر ایک روشن دلیل بنایا۔ میرے حکم سے تم مُردوں کو اس طرح زندہ کر دیا کرتے تھے کہ انہیں آواز دیتے اور وہ میری قدرت و مشیت سے قبروں سے نکل آتے تھے۔ یہ سب میری عطا کردہ نعمتیں ہیں اسی طرح جب تم ان یہود کے پاس روشن دلائل لیکر آئے اور انہوں نے تمہیں جھٹلایا، تم پر جادو کا الزام لگا کر تمہاری دعوت ٹھکرا دی، تمہارے قتل کی سر توڑ کوشش کی اور تمہیں صلیب پر چڑھانا چاہا تو میں نے تمہیں انکے ناپاک ارادوں سے محفوظ رکھا اور تمہیں اپنی طرف زندہ اٹھا کر انکی سازش ناکام بنا دی۔

الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿110﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿111﴾

اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کر دیتے تھے اور تم میرے حکم سے مُردوں کو (قبروں سے) نکال کر (زندہ کر کے) کھڑا کر لیتے تھے۔ اور میں نے بنی اسرائیل کو تم (پر حملہ کرنے) سے روک دیا جب تم ان کے پاس روشن دلائل لے کر آئے تھے تو ان میں سے کفار نے کہا یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔ ﴿110﴾
اور (یاد کرو) جب میں نے حواریوں کی طرف الہام کیا کہ تم مجھ پر اور میرے پیغمبروں پر ایمان لے آؤ تو انہوں نے کہا ہمارا ان (دونوں) پر ایمان ہے اور (اے اللہ) گواہ رہئے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ﴿111﴾

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن

آیت 111: عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا اعلان:- عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ ربّ العزّت کا ایک انعام یہ بھی تھا کہ اس نے آپ کے چند پیروکار آپ علیہ السلام کے مددگار بنا دیئے تھے۔ جب آپ نے انہیں ایمان کی دعوت دی تو وہ ایمان لا کر آپ علیہ السلام کے فرماں بردار بن گئے اور کہنے لگے ہم اللہ ربّ العزّت پر ایمان لے آئے۔ اے اللہ، آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

آیت 112: خوانِ نعمت کا بیان:

اس سورت کا نام اسی مائدہ (خوان) کی مناسبت سے ہے۔ اللہ ربّ العزّت نے عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور آپ علیہ السلام کی صداقت پر خوانِ نعمت کو ایک روشن نشانی اور پکی دلیل بنا کر نازل فرمایا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے ضرورت و غربت کی وجہ سے یہ سوال کیا تھا کہ ہمیں بلامحنت کے روزی ملتی رہے تاکہ بے فکری سے اللہ ربّ العزّت کی عبادت کرتے رہیں۔

ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿112﴾

مریم (علیہما السلام)، کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے خوان (کھانا) اتار سکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ (کے عذاب) سے ڈر جاؤ۔ ﴿112﴾

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿113﴾

حواریوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں، ہمارے دل مطمئن رہیں اور ہمیں یقین ہوجائے کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا ہے اور ہم اس پر گواہ بھی ہوجائیں۔ ﴿113﴾

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ

عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) نے دعا کی کہ اے اللہ، ہمارے لئے آسمان سے کھانا

عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس قسم کا سوال نہ کرو، اللہ سے ڈر جاؤ، ایسا نہ ہو کہ خوانِ نعمت تمہارے لئے فتنہ بن جائے۔ مومنوں کی یہ شان ہے کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر بھروسہ کرکے اپنی محنت کے ذریعہ روزی تلاش کرتے رہتے ہیں۔

آیت 113 : حواریوں کا جواب:- حواریوں نے کہا اس خوان کی ہمیں ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ جب ہمارے لئے آسمان سے روزی اترے گی اور ہم اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرلیں گے تو ہمارے دل بھی مطمئن ہوجائیں گے اور ایمان میں بھی اضافہ ہوگا اور ہمیں آپ کی صداقت کا بھی پکّا یقین ہوجائے گا اور ہم گواہی دیں گے کہ خوانِ نعمت اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے اور آپ کی نبوّت وصداقت کی ایک روشن دلیل ہے۔

آیت 114: عیسیٰ علیہ السلام کی دعا:- آخر کار اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگی:- اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (المائدہ 5:آیت 114)

السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿114﴾

اتار دیجئے تاکہ وہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کیلئے خوشی کا باعث ہو اور آپ کی طرف سے ایک نشانی بھی ہو۔ (اے اللہ،) ہمیں روزی عطا فرمایئے آپ ہی بہترین روزی دینے والے ہیں۔ ﴿114﴾

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿115﴾ ع

اللہ نے فرمایا کہ میں تم پر وہ (خوان) اتارنے والا ہوں لیکن اس کے بعد تم میں سے جو بھی کفر کرے گا تو میں اسے ایسے عذاب میں گرفتار کرونگا جو دنیا میں کسی کو نہیں دیا ہوگا۔ ﴿115﴾

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ

اور (یاد کرو) جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم، کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو معبود بنا لو۔ آپ (علیہ السلام) جواب دیں گے کہ اے اللہ، تو پاک ہے، مجھے یہ لائق

آیت 115: عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام تمہاری دعا قبول ہوگئی ہے۔ اب میں تم پر خوانِ نعمت اتارنے والا ہوں لیکن اگر خوانِ نعمت اترنے کے بعد بھی ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کو جھٹلایا اور سرکشی کی تو میں انہیں ایسے سخت عذاب میں مبتلا کروں گا جس میں ان کے ہم عصر بھی مبتلا نہیں کئے گئے۔ قیامت کے دن 3 قسم کے لوگوں کو سخت ترین عذاب ہوگا ❶ منافقین ❷ خوانِ نعمت اترنے کے بعد ایمان نہ لانے والے ❸ آلِ فرعون

﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر النسآء 4: آیت 145 اور غافر 40: آیت 46﴾

مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿116﴾

نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق حاصل نہیں۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو تجھے اس کا علم ہوتا۔ تو تو میرے دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے اور میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا۔ بلاشبہ تو ہی غیب جاننے والا ہے۔ ﴿116﴾

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿117﴾

(اے اللہ) میں نے تو ان سے وہی بات کہی تھی جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی اور تمہارا بھی رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا، ان پر گواہ رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان پر نگران تھا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔ ﴿117﴾

آیت 116: عیسیٰ علیہ السلام سے شرک کے بارے میں سوال:

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندہ اور رسول عیسیٰ علیہ السلام سے ان لوگوں کے سامنے پوچھیں گے جنہوں نے آپ کو اور آپ کی والدہ کو معبود بنا لیا تھا۔ کیا تم نے انہیں اپنی اور اپنی والدہ کی پرستش کا حکم دیا تھا؟ میدان حشر میں منظر عام پر عیسائیوں کو اس سوال و جواب سے بڑی سخت ندامت ہوگی اور ان کے ہوش اڑ جائیں گے کہ ہائے ہم نے کیا غضب کیا۔ اس جملہ میں ان کے لئے بڑی سخت ڈانٹ ہے۔

آیت 117: عیسیٰ علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی:

عیسیٰ علیہ السلام اللہ ربّ العزّت کے سامنے عرض کریں گے کہ میں نے تو ان لوگوں کو توحید کی

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿118﴾

اگر تو انہیں عذاب دے گا تو یقیناً وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف فرمادے گا تو تو سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ﴿118﴾

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوۡمُ يَنۡفَعُ الصّٰدِقِيۡنَ صِدۡقُهُمۡ ؕ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ

اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ جس میں سچوں کو ان کی سچائی فائدہ دے گی۔ انہی کیلئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے،

دعوت دی تھی اور جب تک میں ان میں رہا انکے اعمال پر گواہ رہا بعد کی مجھے خبر نہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''قیامت کے دن میرے کچھ امتی لائے جائیں گے اور انہیں بائیں جانب ہٹادیا جائے گا۔ میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں، انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کرلی تھیں؟ پھر اللہ کے ایک نیک بندہ (عیسیٰ علیہ السلام) کی طرح میں بھی جواب دوں گا کہ میں جب تک ان میں رہا ان پر گواہ رہا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھالیا تو آپ ان پر نگران رہے اور آپ تو ہر چیز پر گواہ ہیں، اگر آپ انہیں عذاب دیں تو وہ آپ ہی کے بندے ہیں اور اگر آپ معاف فرمادیں تو آپ غالب اور حکمت والے ہیں۔ آخر کہا جائے گا کہ جب سے آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے یہ آپ کے دین سے مرتد ہی رہے''۔ (بخاری)

آیت 118: نبی کریم ﷺ کی امت کیلئے شفاعت کی دعا:

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے صبح تک ایک ہی آیت بار بار پڑھ کر رکوع اور سجدہ کیا۔ وہ آیت مبارکہ یہی تھی۔ صبح میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ رات بھر یہی آیت (المآئدہ5: آیت 118) تلاوت کرتے رہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿119﴾

اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ﴿119﴾

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿120﴾

آسمان و زمین اور ان کی درمیانی چیزوں پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ﴿120﴾

آپ ﷺ نے فرمایا:۔''میں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت کی دعا مانگی تھی، اللہ تعالیٰ نے مجھے حق شفاعت عطا فرما دیا ہے۔ ان شاء اللہ میری شفاعت اس مسلمان کو نصیب ہوگی جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا ہوگا''۔ (احمد، نسائی)

آیت 119: قیامت کے دن صداقت کام آئے گی:

اللہ ربّ العزّت اپنے بندہ اور رسول عیسیٰ علیہ السلام کے جواب سے (کہ انہوں نے بے دین اور جھوٹے عیسائیوں سے اظہار نفرت کرکے ان کا معاملہ رب کی مرضی پر چھوڑ دیا) خوش ہوکر فرمائیں گے کہ آج کے دن سچوں کو ان کی سچائی کام آئے گی یعنی آج توحید پرستوں کو ان کی توحید بخشوائے گی، جس کی بدولت وہ جنت کی سدا بہار نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے، جن میں نہ ان کا دل اکتائے گا اور نہ ہی وہ وہاں سے ہٹائے جائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے خوش ہوگا اور وہ اللہ سے خوش ہونگے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''اللہ کی رضا بہت بڑی نعمت ہے''۔ (توبہ 9: آیت 72)

آیت 120: ہر چیز کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے:

ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کے غلبہ، قدرت، تصرف اور مشیت کے ماتحت ہے۔ لہٰذا ہر قسم کی مالی و جانی عبادت کا حق دار بھی صرف وہی اکیلا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَام مَكِّيَّةٌ

سورۂ انعام مکی ہے اس میں 165 آیات اور 20 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۭ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝۱

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جس نے آسمان و زمین پیدا کئے ، تاریکیاں اور اجالا بنایا پھر بھی کفار اپنے رب کے ساتھ (غیر اللہ کو) شریک کرتے ہیں۔ ۱

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲

وہی تو ہے، جس نے تمہیں مٹی سے بنایا، پھر (موت کا) ایک وقت مقرر کر دیا اور اس کے نزدیک (دوبارہ اٹھائے جانے کا) ایک اور وقت مقرر ہے، پھر بھی تم شک میں پڑے ہوئے ہو۔ ۲

شانِ نزول:۔''سورہ انعام مکمل سورت ایک ہی بار رات کے وقت مکہ میں اتاری گئی۔ اس کے آس پاس ستّر ہزار فرشتوں کی تسبیح گونج رہی تھی۔ اس وقت آپ ﷺ بھی یہ تسبیح پڑھ رہے تھے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ''۔ (بیہقی۔عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

آیت 1: بے شمار تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں:

اللہ تعالیٰ مقدس ذات و صفات والا ، بے شمار تعریفوں کے لائق ہے۔ اسی نے اپنے بندوں کی سکونت کیلئے زمین و آسمان بنائے ، اسی نے اندھیرا اور اجالا پیدا کیا۔ لوگ دن کے اجالے میں محنت کرکے روزی کماتے ہیں اور رات کے اندھیرے میں آرام کرتے ہیں۔

آیت 2: قیامت کی تاریخ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے:۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''قیامت کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اور وہی اسے وقت پر ظاہر فرمادے گا۔'' (الاعراف 7 : آیت 187)

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿3﴾

آسمانوں اور زمین میں وہی (ایک) اللہ ہے، جو تمہاری چھپی اور کھلی ہر بات جانتا ہے اور تمہارے افعال کو بھی جانتا ہے۔ ﴿3﴾

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿4﴾

اور (لوگوں کا یہ حال ہے کہ) ان کے پاس رب کی نشانیوں میں سے جو نشانی بھی آتی ہے وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ ﴿4﴾

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿5﴾

پھر جب ان کے پاس حق (قرآن) پہنچا تو انہوں نے اسے بھی جھٹلا دیا، عنقریب ان کے پاس اُس حق کی خبریں آنے والی ہیں، جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ﴿5﴾

آیت 3: پوری کائنات کا معبود اللہ ہی ہے:

آسمان و زمین اور اس کے درمیان کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے لہٰذا ہر قسم کی عبادت کا حق دار وہی ہے۔ وہ دل میں آنے والی باتوں، اعضا کے ذریعہ کئے جانے والے اعمال اور ہر لمحہ سے باخبر ہے اور ہر چیز اس کے علم میں ہے۔

آیات 4 تا 5: اللہ تعالیٰ کی آیات کو ظالم نہیں مانتے:

ان آیات میں مشرکین اور سرکشوں کی پرانی عادات کا بیان ہے کہ ان کے پاس توحید و رسالت کی جو بھی نشانی یا معجزہ یا کوئی مضبوط دلیل آتی ہے تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی آیات اور حق بات جھٹلانے والوں کو ڈرایا گیا ہے کہ سرکشی و تکذیب کا برا نتیجہ ضرور ظاہر ہو کر رہے گا اور اس کا وبال ضرور

اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿6﴾

کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کرچکے ہیں جنہیں ہم نے دنیا میں وہ قوت دی تھی جو تمہیں نہیں دی اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارش برسائی اور انکے نیچے سے نہریں جاری کر دیں پھر ہم نے انہیں انکے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کردیا اور انکے بعد دوسرے لوگوں کو پیدا کردیا۔ ﴿6﴾

وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ كِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَیْدِیْهِمْ

اور (اے پیغمبر ﷺ) اگر ہم آپ پر کاغذ پر لکھی ہوئی کوئی تحریر اتار دیتے اور وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو (کر دیکھ)

پڑ کر رہے گا۔ لہٰذا تم اب بھی ہوش میں آجاؤ کہیں اس بے ہوشی کی وجہ سے تمہارا بھی وہی انجام نہ ہو جو تم سے پہلی اقوام کا ہوا۔ ان سے سبق حاصل کرو اور یاد رکھو نافرمانیوں کی وجہ سے جو انجام ان کا ہوا وہی تمہارا بھی ہونا ہے اس لئے سوچو اور سمجھو۔

آیت 6: گناہ ہلاکت کا باعث ہیں:

اس آیت مبارکہ میں پہلی قوموں کی ہلاکت کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں۔ آسمان سے بارش اور زمین سے پانی کی نہریں جاری کردیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کریں لیکن انہوں نے اللہ عزّ وجل کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے باوجود گناہ کرنا شروع کردیئے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ناراض ہوکر انہیں ہلاک کردیا اور ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو پیدا کردیا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہ سکیں۔

لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿7﴾

بھی لیتے تو پھر بھی کفار یہی کہہ دیتے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ ﴿7﴾

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿8﴾

اور کفار نے تو (یہاں تک) کہہ دیا کہ اس (رسول) پر فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا۔ اگر ہم فرشتہ اتار دیتے تو معاملہ کا فیصلہ ہی ہو چکا ہوتا پھر انہیں کوئی مہلت نہ دی جاتی۔ ﴿8﴾

آیت 7: حق کو نہ ماننے والوں کی مذمت:

اس آیت مبارکہ میں حق نہ ماننے والوں کی سرکشی کی برائی اور حق کے مقابلہ پر ان کے جھگڑنے اور انکار حق کی مذمت بیان ہوئی ہے کہ اگر آسمان سے کاغذوں پر لکھی ہوئی کوئی کتاب بھی ان کے سامنے آپ ﷺ پر اتار دی جاتی اور یہ اسے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے، تو ان کی سرکشی اور حق نہ ماننے کی ایسی عادت بن چکی ہے کہ یہ اسے فوراً جادو کہہ دیتے اور ہرگز بھی نہ مانتے، بلکہ یہ تو واضح دلائل کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔

آیت 8: کفار کا بے جا مطالبہ:- اس آیت مبارکہ میں مشرکینِ مکہ کی جانب سے آپ ﷺ سے کئے جانے والے فضول مطالبات کا تذکرہ ہے، وہ کہتے تھے کہ اگر آسمان سے کوئی فرشتہ آپ ﷺ کے ساتھ اترتا اور وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تبلیغ کرتا تو ہم آپ ﷺ پر ایمان لے آتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ان کی سرکشی اور انکار حق کی وجہ سے ہم ان پر فرشتہ اتار بھی دیتے تو پھر اس (رسول) کی نافرمانی کرنے پر ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاتا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''ہم فرشتہ حق ہی کے ساتھ اتارتے ہیں پھر (فرشتہ اتارنے کے بعد) لوگوں کو ڈھیل نہیں ملتی۔'' (الحجر 15: آیت 8) یعنی فرشتے تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ معاملہ کے فیصلہ (عذاب) کیلئے اتارے جاتے ہیں، دعوت و تبلیغ کیلئے انسانوں ہی میں سے پیغمبروں کو منتخب فرما کر انہیں معجزات اور دلائل سے نواز کر لوگوں کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿9﴾

اور اگر ہم فرشتہ کو رسول بناتے تو اسے انسانی صورت میں بھیجتے پھر انہیں وہی شبہ ہوتا جو یہ اب کررہے ہیں۔ ﴿9﴾

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿10﴾ ع

(اے محمد ﷺ) آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جاچکا ہے، مگر ان مذاق اڑانے والوں پر وہی (عذاب) مسلط ہو کر رہا، جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ﴿10﴾

آیت 9: فرشتہ رسول بنا کر کیوں نہیں بھیجا گیا:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کو رسول بنا کر نہ بھیجنے کی وجہ بتارہے ہیں کہ اگر فرشتہ کو رسول بنا کر بھیج دیا جاتا تو وہ انسان ہی کی شکل وصورت میں آتا تو پھر کفار اسی شبہ کا اظہار کرتے جو انسانوں میں سے آنے والے رسولوں کے بارے میں کرتے ہیں۔فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ)❶ ”آپ فرمادیں اگر زمین پر(انسانوں کی جگہ) فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے (بستے) ہوتے تو ہم آسمان سے ان پر فرشتہ کو (ہی)رسول بنا کر بھیج دیتے“۔ (بنی اسرائیل 17: آیت 95) اللہ عزّ وجل کی یہ رحمت ہے کہ وہ ہر قوم میں انہی میں سے رسول بنا کر مبعوث فرماتا ہے تاکہ لوگ اس سے بھرپور فائدہ حاصل کریں۔❷ ”مومنوں پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھتا اور انہیں گناہوں سے پاک کرتا ہے۔“ (اٰل عمران 3: آیت 164)

آیت 10: رسول اکرم ﷺ کو تسلی:

اس آیت مبارکہ میں رسول اکرم ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ اگر آپ ﷺ کو آپ کی قوم جھٹلارہی ہے تو آپ پریشان نہ ہوں، اس لئے کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی انبیا جھٹلائے گئے۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿11﴾

آپ فرما دیجئے کہ ذرا زمین پر چل پھر کر تو دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوتا رہا ہے۔ ﴿11﴾

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿12﴾

آپ ان سے پوچھیں کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے، آخر یہ سب کس کی ملکیت ہے؟ آپ فرمادیں کہ سب کچھ اللہ ہی کی ملکیت ہے، اللہ نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے، وہ تم سب کو قیامت کے دن، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، ضرور جمع کرے گا لہٰذا جو اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والے ہیں، وہ ایمان نہیں لاتے ہیں۔ ﴿12﴾

آخر جھٹلانے والوں کا انجام برا ہوا، اور ہمیشہ حق والوں کو ہی فتح و کامرانی سے نوازا گیا۔

آیت 11: تباہ و برباد ہونے والی اقوام سے عبرت حاصل کیجئے:

اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ متنبہ فرما رہے ہیں کہ ذرا سوچو اور سمجھو کہ پہلی جھٹلانے والی اقوام پر اللہ ربّ العزّت کے مختلف عذاب آئے، جس سے وہ نیست و نابود ہوگئیں۔ تم بھی ان کی طرح ایسے اعمال نہ کرنا کہ جس کی وجہ سے عذاب الٰہی میں مبتلا ہوجاؤ۔

آیت 12: اللہ کی رحمت اس کے غصّہ پر غالب ہے:

اللہ ربّ العزّت ہی دنیا کا خالق و مالک ہے۔ اس نے اپنی مقدس ذات پر رحمت لازم کرلی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''جب اللہ ربّ العزّت نے مخلوق پیدا کی تو ایک کتاب میں، جو عرش کے اوپر اللہ ربّ العزّت کے پاس ہے، یہ بات لکھ لی کہ میری رحمت میرے غصّہ پر غالب رہے گی۔'' (بخاری، مسلم۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿13﴾

اور دن رات میں جو کچھ (وقوع پذیر) ہوتا ہے، اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے، وہی خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ ﴿13﴾

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿14﴾

آپ فرما دیں، کیا میں آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو دوست بنا لوں؟ حالانکہ اللہ ہی سب کو کھلاتا ہے اور اسے نہیں کھلایا جاتا۔ آپ فرمادیں کہ مجھے تو یہی حکم ہے کہ میں سب سے پہلے مسلمان ہوجاؤں۔ خبردار، تم مشرک نہ بننا۔ ﴿14﴾

آیت 13: ساری مخلوق اللہ ربّ العزّت ہی کی ہے:

آسمان و زمین پر رہنے والے، خشکی اور تری کے تمام جاندار، سب اللہ ربّ العزّت کی مخلوق ہیں، اپنے پروردگار کے غلام ہیں اور اس کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔

آیت 14: رسول اکرم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست نہیں:

اس آیت مبارکہ میں رسول اکرم ﷺ سے خطاب ہے، جنہیں اللہ ربّ العزّت نے توحید اور مضبوط شریعت دے کر مبعوث فرمایا اور یہ حکم دیا کہ لوگوں کو اللہ ربّ العزّت کی سیدھی راہ کی دعوت دیں اور ان سے یہ بھی کہہ دیں کہ میں آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر غیر اللہ کو دوست نہیں بنا سکتا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اے جاہلو، تم مجھے حکم کرتے ہو کہ میں غیر اللہ کی پرستش کروں۔'' (الزمر 39: آیت 64) میرا دوست اللہ ربّ العزّت ہی ہے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی آسمان و زمین کا خالق ہے اور اسی نے دنیا بغیر نمونہ کے پیدا کی ہے اور وہی مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔

قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿15﴾

آپ فرمادیں، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن (قیامت) کے عذاب کا ڈر ہے۔ ﴿15﴾

مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿16﴾

اس دن جس (نفس) سے وہ عذاب ٹال دیا جائے گا،اس پر رب کی بڑی مہربانی ہوگی اور یہ اس کی واضح کامیابی ہے۔ ﴿16﴾

وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿17﴾

اگر تمہیں اللہ کوئی تکلیف پہنچائے، تو اللہ کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ ﴿17﴾

آیت 15: نافرمان عذابِ الٰہی کا شکار ہوں گے:- قیامت کے دن نافرمان لوگ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاعلیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈررہے ہیں۔ہمیں تو ان سے بھی زیادہ ڈرنا چاہئے اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنا چاہئے۔

آیت 16: عذابِ الٰہی سے نجات زبردست کامیابی ہے:

جسے قیامت کے دن عذاب سے بچا لیا جائے گا اس پر اللہ ربّ العزّت کی بڑی مہربانی ہوگی اور یہ اس کی زبردست کامیابی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جو جہنم سے ہٹا کر جنت میں داخل کردیا گیا، وہ یقیناً کامیاب ہوگیا۔'' (اٰلِ عمران 3: آیت 185)

آیت 17: نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے:

اللہ ربّ العزّت ہی نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ وہی اپنی مخلوق میں حسب مرضی تصرف کرتا ہے۔ کوئی اس کا حکم اور فیصلہ ٹالنے والا نہیں، وہ جسے چاہے، نفع دے یا نقصان پہنچادے،

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿18﴾

وہی (اللہ) اپنے بندوں پر غالب ہے۔ وہ بڑی حکمت والا اور ہر چیز سے باخبر ہے۔﴿18﴾

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ۫ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۫ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ

آپ پوچھیں کہ کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے۔ آپ فرمادیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور مجھ پر یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس سے تمہیں اور جسے یہ پہنچ جائے اسے ڈراؤں۔ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور بھی معبود ہیں؟

اللہ ربّ العزّت لوگوں پر اپنی جو رحمت نازل کرتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو رحمت وہ روک لیتا ہے اسے کوئی جاری کرنے والا نہیں۔ رسول اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:- ''اے اللہ تعالیٰ تیری نعمتیں کوئی روک نہیں سکتا اور جو نعمتیں تو روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال بھی بچا نہیں سکتا۔'' (بخاری، مسلم)

آیت 18: اللہ ربّ العزّت ہی سب پر غالب ہے:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں اللہ عزوجل کائنات کی ہر چیز پر غالب ہے اسی کے ہاتھ میں ہر ایک کی پیشانی ہے اور تمام مخلوق اس کے جلال کے آگے سرنگوں ہے اور ہر چیز اسی کے قبضہ وقدرت میں ہے۔

آیت 19: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے بڑھ کر کوئی گواہ نہیں:

مشرکینِ مکہ نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ اپنی نبوت پر کوئی گواہ پیش کریں۔ اس لئے کہ اہلِ کتاب نے تو آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینے سے انکار کر دیا ہے تو اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے:- اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی گواہی سچی ہوسکتی

قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿19﴾

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا۔ آپ فرمادیں کہ اللہ تو ایک ہی معبود ہے اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔ ﴿19﴾

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿20﴾ ع

جنہیں ہم نے کتاب دی، وہ اس (رسول ﷺ) کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں (لیکن) جنہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈالا وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ﴿20﴾

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ

اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیات

ہے؟ خود اللہ تعالیٰ میری رسالت اور تمہارے جھٹلانے پر گواہ ہے، اسی نے مجھے یہ قرآن عطا فرمایا تاکہ جسے یہ پہنچ جائے اسے آخرت کے بارے میں ہوشیار کردوں۔ فرمان الٰہی ہے۔ (ترجمہ) ''جو جماعت قرآن کو نہ مانے اس کا ٹھکانا آگ ہے۔'' (ھود 11: آیت 17)

آیت 20: ہر نبی نے رسول اکرم ﷺ کی بشارت دی:

رسول اکرم ﷺ جو شریعت لے کر آئے، اہل کتاب اسے اور آپ ﷺ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے کیونکہ انہیں پہلے انبیا علیہم السلام آپ ﷺ کی آمد کی خبر دے کر گئے تھے، ہر نبی نے اپنی امت کو آپ ﷺ کی صفات سمیت خبر دی اور آپ ﷺ کی بعثت، آپ کے شہر، آپ کی ہجرت گاہ اور آپ کی امت کی صفات کو کھول کھول کر بیان کردیا تھا۔

آیت 21: نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے:

اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں جو اللہ ربّ العزّت پر جھوٹ باندھے یعنی نبوت کا جھوٹا دعویٰ

لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿21﴾

جھٹلائیں۔ یقیناً ظالم (عذاب سے) چھٹکارا نہیں پائیں گے۔ ﴿21﴾

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿22﴾

اور جس دن ہم سب کو جمع کریں گے اور مشرکین سے پوچھیں گے کہ تمہارے وہ شریک کہاں ہیں جن کو تم (اپنا معبود ہونے کا) گمان کر بیٹھے تھے؟ ﴿22﴾

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿23﴾

پھر ان کا بہانہ یہی ہوگا کہ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب، اللہ کی قسم ہم مشرک نہ تھے۔ ﴿23﴾

کرے اور اس سے بڑا بھی کوئی ظالم نہیں جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی آیات اور دلائل نہ مانے ان دونوں میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھٹکارا نہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو اپنے برے انجام سے ڈرتے ہوئے ایسے برے اعمال سے بچنا چاہیئے۔

آیت 22: مشرکین سے شرک کے بارے میں پوچھا جائے گا:

اللہ ربّ العزّت قیامت کے دن مشرکین سے ان کے دیوتاؤں کے بارے میں پوچھیں گے جنہیں وہ اللہ ربّ العزّت کو چھوڑ کر پوجا کرتے تھے کہ وہ شریک کہاں گئے جنہیں تم اپنے خیال میں اللہ تعالیٰ کے شریک سمجھا کرتے تھے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جس دن اللہ ان (مشرکوں) کو بلا کر پوچھے گا کہ وہ کہاں ہیں جنہیں تم میرا شریک سمجھتے تھے؟ (ان کے وہ وہ شریک) جن پر حکم (عذاب) ثابت ہو چکا۔ وہ جواب دیں گے کہ اے ہمارے رب، ہم نے ان (مشرکین) کو گمراہ کیا تھا جیسے ہم خود گمراہ ہو چکے تھے، ہم آپ کے سامنے برملا اعلان کرتے ہیں کہ یہ (مشرکین) ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔'' (القصص 28: آیات 62 تا 63)

آیات 23 تا 24: قیامت کے دن مشرکوں کے شریک گم ہو جائیں گے:

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''پھر ان (مشرکین) سے پوچھا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ جنہیں تم

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿24﴾

دیکھئے انہوں نے کس طرح اپنے اوپر جھوٹ بولا اور وہاں ان کے سارے خودساختہ معبود گم ہوجائیں گے جنہیں وہ (اللہ کا) شریک بنایا کرتے تھے۔ ﴿24﴾

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿25﴾

اور ان (کفار) میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کان لگا کر آپ (ﷺ) کی بات سنتے ہیں۔ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں جس کی وجہ سے وہ اسے سمجھ نہیں سکتے اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر وہ ساری نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی آپ (ﷺ) پر ایمان نہیں لائیں گے۔ وہ جب آپکے پاس آتے ہیں تو آپ سے جھگڑتے ہیں اور کفار کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو صرف گزشتہ قوموں کی کہانیاں ہیں۔ ﴿25﴾

اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے شریک ٹھہرایا کرتے تھے؟ مشرک جواب دیں گے کہ وہ تو ہم سے ناپید (گم) ہوگئے بلکہ ہم اس سے قبل کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے۔'' (المومن 40: آیات 73 تا 74)
اللہ ربّ العزّت اس طرح کا سوال کرکے مشرکین کو ذلیل و رسوا کریں گے۔

آیت 25: کافروں کو قرآن فائدہ نہیں دیتا:

وعظ و نصیحت سے کافروں کو فائدہ نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ سب تو پہلے گذرے ہوئے لوگوں کے واقعات ہیں۔ لہٰذا وہ جیسے خالی ہاتھ آئے تھے ویسے ہی چلے جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں قرآن ان کے دلوں میں اترتا ہی نہیں اور وہ حق سننے سے بہرے بھی ہیں کیونکہ حق سننا انہیں مفید ثابت ہی نہیں ہوتا۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَ اِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿26﴾

وہ (کفار) دوسرے لوگوں کو بھی اس (قرآن) سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں، یہ خود ہی اپنی تباہی کا سامان کر رہے ہیں اور سمجھتے نہیں۔ ﴿26﴾

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَ نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿27﴾

اور کاش آپ ان کو (اس وقت) دیکھیں جب یہ آگ پر لاکر کھڑے کئے جائیں گے تو کہیں گے کہ کاش ہم پھر دنیا میں لوٹا دیئے جائیں تو ہم اپنے رب کی آیات کو ہرگز نہ جھٹلائیں گے اور (سچے) مومن ہی بن کر زندگی بسر کریں گے۔ ﴿27﴾

آیت 26: کفار دوسروں کو بھی ایمان سے روکتے ہیں:

کفار حق کی پیروی، رسول کی تصدیق اور اطاعت قرآن سے خود بھی دور رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ نہ تو یہ خود فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو اٹھانے دیتے ہیں، یہ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈال رہے ہیں لہٰذا اپنے شرمناک افعال کا خمیازہ انہیں ضرور بھگتنا پڑے گا۔افسوس کہ انہیں اپنے کرتوتوں کا کچھ بھی شعور نہیں۔

آیت 27: عذاب دیکھ کر تمنا بیکار ہے:-

جب کفار کو قیامت کے دن آگ کے کنارے پر کھڑا کیا جائے گا اور طوق اور بیڑیاں پہنا کر انہیں جہنم میں ڈالا جارہا ہوگا، وہ وہاں اپنی آنکھوں سے لوگوں کا معائنہ کریں گے تو ان کے ہوش اڑ جائیں گے اور وہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہمیں پھر دنیا میں بھیج دیا جاتا۔ اگر ہمیں اس انجام کا علم ہوتا تو ہم اپنے رب کی نشانیاں نہ جھٹلاتے اور ایماندار بن کر زندگی گزار دیتے اور اللہ کی عبادات اور نیک اعمال میں لگے رہتے اور انبیا کو کبھی نہ جھٹلاتے لیکن اب یہ تمنا ان کیلئے بیکار ثابت ہوگی۔

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿28﴾

بلکہ ان کے سامنے وہ چیزیں ظاہر ہو جائیں گی جنہیں یہ پہلے چھپاتے رہے تھے اور اگر یہ واپس لوٹا بھی دیئے جائیں تو جن باتوں سے انہیں روکا گیا ہے یقیناً پھر وہی کریں گے۔ یہ تو سراسر جھوٹے ہیں۔ ﴿28﴾

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿29﴾

اور ان کا یہ کہنا (غلط) ہے کہ جو کچھ ہے دنیاوی زندگی ہے اور ہم مرنے کے بعد دوبارہ (زندہ کرکے) نہیں اٹھائے جائیں گے۔ ﴿29﴾

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ

اور اگر آپ ان کو دیکھیں گے جب یہ (زندہ کرکے) اپنے رب کے سامنے

آیت 28: وقت گزر جانے کے بعد ہوش میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں:

رسول اکرم ﷺ کی وہ صداقت جو دنیا میں مشہور و معروف تھی کفار اسے اپنے عقیدت مندوں سے چھپا کر آپ ﷺ کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ جب کفار عذاب دیکھیں گے تو انہیں کفر و نفاق کا ہولناک انجام معلوم ہوجائے گا۔ اس وقت وہ دنیا میں واپس لوٹ جانے کی تمنا، ایمان کی محبت و رغبت کی وجہ سے نہیں بلکہ سامنے والے عذاب سے جو کفر و سرکشی کا نتیجہ ہوگا، بچنے کیلئے کریں گے لیکن اگر وہ دنیا میں لوٹا بھی دیئے جائیں تو پھر وہی کریں گے جو کیا کرتے تھے۔ لہٰذا وہ بالکل جھوٹے ہیں کیونکہ انہیں ایمان سے محبت ہی نہیں ہے۔

آیت 29: کفار کا باطل عقیدہ:- اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کفار کے باطل عقیدہ کی تردید فرمائی ہے کہ ان کا تو عقیدہ ہی یہ ہے کہ جو کچھ ہے دنیاوی زندگی ہے۔ مرنے اور گلنے سڑنے کے بعد کوئی نہیں اٹھائے گا۔ یہ زندگی بعد الموت کے قائل ہی نہیں۔ ان کا یہ عقیدہ بے بنیاد اور سراسر باطل ہے جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿30﴾

کھڑے کئے جائیں گے اور اللہ پوچھے گا کہ کیا یہ (دوبارہ زندہ کرنا) حق نہیں ہے؟ یہ جواب دیں گے کیوں نہیں رب کی قسم ضرور ہے۔ ان کے لئے حکم ہوگا کہ عذاب کا مزہ چکھتے رہو اس لئے کہ تم کفر کرتے تھے۔ ﴿30﴾

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿31﴾

بے شک خسارہ میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے ملاقات کو جھٹلایا، یہاں تک کہ جب اچانک ان کے سامنے قیامت برپا ہوگی تو کہیں گے کہ ہائے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس (قیامت) کے بارے میں ہوئی اور اس دوران وہ اپنے (گناہوں کے) بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے ہوں گے۔ خوب سن لو کہ وہ بہت ہی بری چیز ہوگی جس کو وہ (اپنے اوپر) لادے ہوئے ہوں گے۔ ﴿31﴾

آیت 30: زندگی بعد الموت برحق ہے:

جب کافر اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی عدالت میں کھڑے کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ کیا تمہیں اب بھی زندگی بعد الموت کا یقین نہیں؟ کیا تمہارے باطل عقیدہ کی غلطی ظاہر نہیں ہوئی؟ آخر یہ قسم کھا کر اقرار کریں گے کہ زندگی بعد الموت برحق ہے۔ جواب ملے گا تم اسے دنیا میں نہیں مانتے تھے، آج سے اس کے بدلہ آگ کا ذائقہ چکھتے رہو۔

آیت 31: زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں کی شرمندگی کا بیان:

زندگی بعد الموت کا انکار کرنے والوں پر جب اچانک قیامت آجائے گی تو وہ اپنے اعمال میں کوتاہی پر بڑے نادم و شرمسار ہوں گے اور دنیاوی غلط عقائد پر ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ وہ اپنے آپ سے کہیں گے کہ ہم کتنی بڑی غلطی پر تھے کہ آخرت کیلئے کچھ بھی نہ کر سکے لیکن

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿32﴾

اور دنیاوی زندگی کھیل اور تماشا کے سوا کچھ نہیں اور آخرت کا گھر پرہیزگاروں کیلئے بہت ہی بہتر ہے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ہو۔ ﴿32﴾

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ

ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ (ﷺ) کو ان (کفار) کی باتیں غمگین کر دیتی ہیں۔ یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے...

اس وقت کی ندامت اور شرمندگی کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

قیامت کے دن برے اعمال برے اشکال میں نمودار ہوں گے:

جب کافر و فاجر اپنی قبروں سے نکلیں گے تو ان کا استقبال انتہائی بدصورت اور بدبودار اشخاص کریں گے۔ کافر و فاجر پوچھیں گے کہ تم کون ہو؟ جواب ملے گا کہ ہمیں تم پہچانتے نہیں؟ وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم، ہم تو تمہیں اتنا جانتے ہیں کہ اللہ نے تمہیں انتہائی بری اشکال دی ہیں۔ تمہارے اجسام کی بدبو سے ہمارا دماغ پھٹا جارہا ہے۔ اس وقت وہ کہیں گے ہم تمہارے برے اعمال ہیں۔ تم بھی تو دنیا میں اسی قسم کے گھناؤنے، گندے اور بدبودار اعمال کیا کرتے تھے اور ہمارے اوپر سوار رہتے تھے آج ہماری باری ہے۔ آؤ ہم تم پر سوار ہوجائیں۔ آخر وہ ان پر سوار ہوجائیں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنی پشتوں پر گناہ لادے ہوئے ہوں گے۔ (ابن ابی حاتم)

آیت 32: دنیا محض ایک کھیل ہے:

اللہ تعالیٰ دنیا کی حقیقت واضح فرما رہے ہیں کہ یہ ساری دنیا کھیل اور تماشا ہے۔ اس لئے عقل سے کام لیتے ہوئے دنیا سے دل نہ لگاؤ اور آخرت کی فکر کرو۔ اے اللہ کریم، ہماری آخرت سنوار دے اور ہم سے اپنی رضا کے اعمال کرالے۔ ہم اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں آپ کی توفیق کے محتاج ہیں۔ ہماری مدد کیجئے اور ہمیں عزّت کے ساتھ اپنے پاس بلا لیجئے گا۔ (آمین)

وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿33﴾

دراصل یہ ظالم تو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ ﴿33﴾

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿34﴾

اور بہت سے پیغمبر جو آپ (ﷺ) سے پہلے (مبعوث) ہوئے انہیں بھی جھٹلایا گیا انہوں نے اس پر صبر ہی کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ ان تک ہماری مدد آ پہنچی اور اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور آپ (ﷺ) کے پاس بعض پیغمبروں کی کچھ خبریں بھی پہنچ چکی ہیں۔ ﴿34﴾

آیت 33: لوگوں کے ایمان نہ لانے پر آپ ﷺ کا غمگین ہونا:

اللہ ربّ العزّت رسولِ کریم ﷺ کو قوم کے جھٹلانے اور مخالفت پر تسلی دے رہے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں، آپ کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور آپ ان پر افسوس کررہے ہیں۔ ان کا آپ ﷺ کو جھٹلانا حقیقت میں ہماری آیات کو جھٹلانا ہے۔ آپ اس پر غم نہ کریں۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''(اے نبی ﷺ) شاید آپ اس (غم) سے کہ وہ (کفار) ایمان نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاک ہی کرلیں گے۔'' (الشعرآء 26: آیت 3)

آیت 34: مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ کرکے فریضۂ تبلیغ ادا کرتے رہنا چاہئے:

اس آیتِ کریمہ میں رحمت عالم ﷺ کو تشفی دی جارہی ہے کہ آپ قوم کی تکذیب و مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر کریں اور پورے اطمینان سے فرائض تبلیغ انجام دیتے رہیں۔ دیگر انبیا علیہم السلام کی طرح آپ ﷺ کو بھی نصرت و کامیابی کی بشارت ہے اور قوم کی تکذیب اور ان کے انتہائی غلط انداز کے باوجود آپ ﷺ کا انجام شاندار و مبارک ہے۔

وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿35﴾

اور اگر آپ (ﷺ) کو ان (کفار) کا حق سے منہ موڑنا ناگوار ہے تو آپ میں اگر طاقت ہے کہ آپ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ لیں پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لے آئیں (تو لے آیئے) اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔ لہٰذا آپ نادانوں میں سے نہ ہو جایئے۔ ﴿35﴾

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَ الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿36﴾

وہی لوگ (حق کو) قبول کرتے ہیں جو (قرآن کریم کو بغور) سنتے ہیں اور مُردوں کو اللہ (دوبارہ) زندہ کر کے اٹھائے گا پھر سب اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ ﴿36﴾

آیت 35: کفار کا ایمان نہ لانا آپ ﷺ پر گراں گزرتا:

یہاں اللہ ربّ العزّت ایک اور انداز میں اپنے نبی کریم ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ ﷺ کو کیا ضرورت ہے کہ آپ ﷺ ان کفار کی چاہت کا معجزہ انہیں دکھلائیں جو آپ کے بس میں نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں ہدایت پر لے آتا۔ ایمان وہی لائے گا جس کی قسمت میں ہمیشہ کی سعادت ہوگی لہٰذا آپ اس قسم کی خواہش نہ کریں۔

آیت 36: رسول اکرم ﷺ کی احادیث سے فائدہ اٹھانے والے:

آپ ﷺ کی دعوت کو وہی مانتا ہے جو آپ ﷺ کی باتیں سن کر انہیں سمجھنے کی کوشش کرے اور یاد بھی رکھے اور کفار چونکہ مُردوں کی طرح ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) تاکہ جو زندہ (دل والے) ہیں (آپ) انہیں ہوشیار کر دیں اور کفار پر عذاب ثابت

وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿37﴾

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (نبی ﷺ) پر اس کے رب کی طرف سے (پہلے انبیاء جیسا) کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ آپ فرمادیجئے کہ اللہ (ہر قسم کا) معجزہ اتارنے کی پوری قدرت رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ﴿37﴾

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ

ہر قسم کے (زمین پر چلنے والے) جاندار اور پرندے، جو اپنے پروں سے اڑتے

ہوکر رہے گا۔'' (یٰسین 36: آیت 70) اس آیت کریمہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کافر زندہ نہیں مُردہ ہیں اور ان کے دل کھنڈر ہیں یعنی روحانی موت کو جسمانی موت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

آیت 37: رسول اکرم ﷺ سے مشرکین کا فضول مطالبہ:

مشرکین کہتے ہیں کہ آپ ﷺ پر آپ کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اترتا، حالانکہ معجزات تو آپ ﷺ سے بے شمار ظاہر ہوچکے تھے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''(کفار کہتے ہیں کہ) ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری نہ کردیں۔'' (بنی اسرائیل 17: آیت 90) اللہ ربّ العزّت نے فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہاری مرضی کے مطابق معجزات اتارنے پر بھی قادر ہے لیکن یہ اس کی حکمت کے تقاضوں کے خلاف ہے کیونکہ اگر اللہ ربّ العزّت تمہاری مرضی کے مطابق معجزات اتاردے اور پھر بھی تم ایمان نہ لائے تو تم بھی سابقہ قوموں کی طرح تباہ کردیئے جاؤ گے۔

آیت 38: امت سے کیا مراد ہے؟:

اُمَم سے انواع مراد ہیں۔ جن کے جداگانہ نام ہوتے ہیں۔ پرندہ، انسان اور جن بھی ایک امت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سب کا علم ہے۔

اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿38﴾

ہیں، وہ تمہاری ہی طرح کی انواع ہیں۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جس کا ذکر نہ کیا ہو)۔ پھر یہ سب اپنے رب کے پاس جمع کئے جائیں گے۔ ﴿38﴾

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿39﴾

اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں وہ تو بہرے اور گونگے ہیں جو تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں، اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر لے آتا ہے۔ ﴿39﴾

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ

آپ کہہ دیجئے، تمہارا کیا خیال ہے، اگر تم پر

وہ کسی کی روزی اور تدبیر و انتظام کو نہیں بھولتا، خواہ وہ خشکی کی مخلوق ہو یا سمندر کی۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ) ''زمین پر ہر چلنے والے کی روزی اللہ کے ذمہ ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے اور دفن ہونے کی جگہ کو بھی جانتا ہے۔ ہر چیز واضح کتاب (لوح محفوظ) میں ہے (جس میں ان کے نام تعداد اور ان کی حرکات وسکنات تک تمام محفوظ ہیں)۔'' (ھود 11: آیت 6)

آیت 39: کفار کی مثال:

جہالت، کم علمی اور ناسمجھی میں کفار کی مثال بہرے اور گونگے جیسی ہے، جو نہ سن سکے، نہ بول سکے اور نہ ہی اندھیرا ہونے کی وجہ سے دیکھ سکے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)''ان (کفار) کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس نے آگ جلائی، پھر جب اس کا آس پاس روشن ہوگیا تو اللہ اس کی روشنی کو لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھ نہ سکیں۔'' (البقرہ 2: آیت 17)

آیت 40: اللہ مختار مطلق ہے:- اللہ تعالیٰ کی یہ بھی ایک شان ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اسے اختیار ہے کہ اپنی مخلوق میں جس طرح چاہے، تصرف کرے، کوئی دم نہیں

اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿40﴾

اللہ کا کوئی عذاب آ جائے یا تم پر قیامت ہی آ پہنچے، تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ (جواب دو) اگر تم سچے ہو۔ ﴿40﴾

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿41﴾

بلکہ خاص اسی (اللہ) کو پکارو گے، پھر جس (مصیبت دور کرنے) کیلئے تم پکارو گے، اگر وہ چاہے تو اس کو دور بھی کر دے اور جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو، ان سب کو بھول جاؤ گے۔ ﴿41﴾

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

اور ہم نے آپ (ﷺ) سے پہلے دوسری امتوں کی طرف بھی رسول بھیجے تھے،

مار سکتا اور نہ ہی کوئی اس کا حکم ٹال سکتا ہے، نہ کسی کی یہ مجال ہے کہ کسی سے اس کا حکم ہٹا دے اس شان میں وہ اکیلا ہے، جب اللہ تعالیٰ سے مانگا جاتا ہے تو اللہ ربّ العزّت کو اختیار ہے جس کی دعا چاہے قبول فرمالے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے گڑگڑا کر عاجزی سے دعائیں مانگئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مصائب دور نہیں کر سکتا اور نہ ہی مانگی ہوئی چیز دے سکتا ہے۔

آیت 41: مشرک بھی مشکل وقت میں اللہ ہی کو پکارتے ہیں:

مشرک بھی جب مصیبت میں پھنس جاتے ہیں تو اپنے دیوتاؤں کو بھول جاتے ہیں اور اکیلے اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔ مثلاً جب سمندر میں خطرہ پیش آتا ہے تو وہ سب کو چھوڑ کر اللہ عزّ وجل ہی کو پکارتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے :۔ (ترجمہ) پس جب وہ (مشرک) کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اللہ کی بندگی کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں، پھر جب وہ (اللہ) انہیں بچا کر خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو پھر وہ شرک کرنے لگتے ہیں''۔ (العنکبوت 29:آیت65)

آیت 42 : محتاجی اور بیماری اللہ کی طرف سے انتباہ ہے:

اللہ ربّ العزّت اپنے نبی ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ آپ سے پہلے ہم نے ہر قوم میں نبی

فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿42﴾

پس ہم نے ان (قوموں) کو تنگدستی اور بیماری میں مبتلا کردیا تاکہ وہ عاجزی کا اظہار کریں۔ ﴿42﴾

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿43﴾

پس جب ان کو ہماری سزا پہنچی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہیں اختیار کی؟ لیکن ان کے دل سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے خوبصورت بنا کر پیش کردیا۔ ﴿43﴾

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى

پھر جب انہوں نے وہ نصیحت بھلادی جو انہیں کی گئی تھی، تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ

بھیجے پھر جب قوم نے ان کی بات نہ مانی اور انہیں جھٹلایا، تو ہم نے انہیں محتاجی اور بیماریوں میں مبتلا کردیا، تاکہ وہ اس حالت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائیں اور سیدھے ہوجائیں۔ گویا یہ ایک انتباہ ہوتا ہے جس سے عقلمند اپنی اصلاح کرلیتے ہیں۔

آیت 43: بدبخت محتاجی اور بیماری سے سنگدل بن جاتے ہیں:

اللہ ربّ العزّت فرمارہے ہیں کہ جب ہم نے نافرمان لوگوں کو فقر و فاقہ اور بیماریوں میں مبتلا کردیا، تو انہوں نے کیوں عاجزی نہیں کی؟ اور روئے دھوئے نہیں، بلکہ بجائے نرم ہونے کے ان کے دل اورزیادہ سخت ہوگئے اور شیطان نے شرک، حق سے دوری اور گناہ ان کی نگاہوں میں صحیح اور خوبصورت بنا کر پیش کردیئے۔

آیات 44 تا45: مال و دولت کی فراوانی کہیں عذاب الٰہی تو نہیں؟

اللہ تعالیٰ پہلے نافرمان لوگوں کا حال بتارہے ہیں کہ جب نافرمان لوگوں نے نصیحتوں سے منہ پھیر لیا اور انہیں بھول گئے، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر تمام نعمتوں کے دروازے کھول دیئے اور خوب فراخی

اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿44﴾

جب وہ ان چیزوں پر جو ان کو دی گئی تھیں، خوب اِترانے لگے، تو ہم نے ان کو اچانک پکڑلیا، پھر تو وہ بالکل ہی مایوس ہوکر رہ گئے۔ ﴿44﴾

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿45﴾

اس طرح ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور اللہ ہی کیلئے تمام تعریفیں ہیں، جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ ﴿45﴾

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ

آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ یہ بتاؤ، اگر اللہ تمہاری سماعت اور بصارت چھین لے اور تمہارے دلوں پر مُہر لگادے تو

اور خوشحالی دی۔ جب یہ مال و اولاد اور جائیداد پر پھول گئے اور اللہ تعالیٰ کو بھول گئے اور اِترا اِترا کر مزید نافرمانیاں کرنے لگ گئے تو اچانک اللہ تعالیٰ نے انہیں پکڑلیا، پھر وہ ہر بھلائی سے ناامید ہوگئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کے باوجود کسی کو اپنی دنیاوی نعمتوں سے نواز رہا ہے تو سمجھ لو کہ اسے ڈھیل دی جارہی ہے'' پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی۔ (احمد۔ عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ)

آیت 46: تمام قوتیں اللہ ربّ العزّت ہی کے پاس ہیں:

اللہ عزّ وجل اپنے نبی سے فرمارہے ہیں کہ اے نبی ﷺ، آپ حق کے منکرین اور جھٹلانے والوں سے پوچھیں کہ اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہارے کان، آنکھیں اور دل ختم کردے تو اس کے علاوہ کوئی معبود برحق ہے جو تمہیں یہ اعضا دے سکے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''(اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے کہ وہی (اللہ) ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔'' (الملک 67: آیت 23) اگر اللہ تعالیٰ چاہے، تو تم ان اعضا سے فائدہ ہی نہ اٹھاسکو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں پر مُہر لگادی۔ اب وہ بند ہیں اور تم پر نصیحت کا اثر ہی نہیں ہوتا۔

مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿46﴾

اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہے جو تم کو یہ تمام قوتیں دوبارہ عطا کر سکے؟۔آپ دیکھیئے کہ ہم کس طرح دلائل کو مختلف انداز سے پیش کررہے ہیں،لیکن پھر بھی وہ اعراض کرتے ہیں۔ ﴿46﴾

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿47﴾

آپ (ﷺ) کہہ دیجئے، اچھا یہ بتاؤ، اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے، خواہ اچانک آئے یا اعلانیہ تو کیا ظالموں کے علاوہ اور بھی کوئی ہلاک کیا جائے گا؟ ﴿47﴾

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ

اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ(جنت کی) بشارت دیں اور(جہنم سے) ڈرائیں۔ پھر جو ایمان لے آئے اور اصلاح کرلے تو ایسے لوگوں پر نہ تو کوئی خوف ہوگا

آیت 47: دنیا اور آخرت کے عذاب سے توحید ہی بچاتی ہے:

اللہ عزّ وجل اپنے نبی سے فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ فرمادیں کہ بے خبری (رات کو) یا حالت شعور میں (دن کے وقت) تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے تو یہ عذاب ظالموں اور مشرکوں کو برباد کر ڈالے گا اور توحید پرستوں پر آنچ بھی نہیں آئے گی۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جنہوں نے ایمان لاکر اپنے ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہیں کی، انہی کیلئے سلامتی ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔'' (الانعام 6: آیت82)

آیات 48 تا 49: انبیا علیہم السلام کے آنے کی وجہ:

انبیائے کرام علیہم السلام مسلمانوں کو جنت کی بشارت دینے اور کفار کو اللہ ربّ العزّت کے عذاب

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿48﴾

اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ ﴿48﴾

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿49﴾

اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے انہیں نافرمانی کرنے کی وجہ سے عذاب پہنچ کر ہی رہے گا۔ ﴿49﴾

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ

آپ کہہ دیجئے، میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں، جو میرے پاس آتی ہے۔

سے ڈرانے کیلئے ہی بھیجے جاتے ہیں، اگر کسی نے ان پر ایمان لاکر، نیک عمل کرکے اپنی اصلاح کرلی تو آئندہ انہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی دنیا کے چھوٹ جانے کا غم ہوگا۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کی آیات اور رسولوں کو جھٹلائے گا تو اسے اللہ کا عذاب ملنا ہی ملنا ہے۔

آیت 50: رسول اکرم ﷺ فرشتہ نہیں تھے:

اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اے نبی ﷺ، آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں اللہ ربّ العزّت کے خزانہ کا مالک ہوں، نہ ہی مجھے ان میں تصرف کا اختیار ہے اور نہ میں غیب جاننے والا ہوں، غیب جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مجھے غیب کی بعض باتوں کا اللہ عزّ وجل کے بتانے سے علم ہوجاتا ہے اور ان کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں بھی عام لوگوں کی طرح ایک انسان ہوں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر مجھے اعزاز بخشا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کا پیروکار ہوں۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿50﴾

آپ ان سے پوچھئے کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوسکتا ہے؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟ ﴿50﴾

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿51﴾

اور آپ اس (قرآن) کے ذریعہ ایسے لوگوں کو ڈرایئے، جو اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کئے جائیں گے کہ اللہ کے علاوہ انکا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ ہی سفارشی، شاید کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔ ﴿51﴾

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

اور ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کیجئے، جو

اللہ ربّ العزّت کو ماننے والے اور شیطان کے پجاری برابر نہیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ کو ماننے والے اور شیطان کے پجاری برابر نہیں ہوسکتے، اس لئے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ماننے والے فوراً نصیحت قبول کرلیتے ہیں، جبکہ شیطان کے پجاری اندھے بنے رہتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''کیا وہ شخص جو یہ علم رکھتا ہے جو کچھ آپ (ﷺ) پر آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا وہ حق ہے، اس شخص جیسا ہوسکتا ہے جو (عقل کا) اندھا ہو؟ بس عقلمند ہی نصیحت مانتے ہیں۔'' (الرعد 13: آیت 19)

آیت 51: قرآن کریم کے ذریعہ سے لوگوں کو ڈرایا جائے:

اللہ ربّ العزّت اپنے نبی سے فرمارہے ہیں کہ اے نبی ﷺ آپ اس قرآن مجید (میں مذکور عذاب) سے انہیں ڈرایئے، جو اپنے رب (عذاب) کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں اور انہیں حساب آخرت کا کھٹکا لگا ہوا ہے اور قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر رہے ہیں۔ تاکہ وہ گناہوں سے بچتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ایسے پاکیزہ عمل کریں، جن کے ذریعہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ انہیں قیامت کے عذاب سے بچالے۔

رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿52﴾

صبح و شام اپنے رب کی عبادت کرتے رہتے ہیں، خاص اسی کی رضامندی کی طلب میں لگے رہتے ہیں۔ ان کا حساب آپ پر اور آپکا حساب ان پر ذرّہ برابر بھی نہیں ہوگا۔ اس کے باوجود بھی اگر آپ ان کو اپنے سے دور کر دیں گے، تو آپ ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔ ﴿52﴾

وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿53﴾

اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ وہ انہیں دیکھ کر کہیں، کیا یہ وہ لوگ ہیں، جن پر ہم سب میں سے اللہ نے فضل کیا ہے؟ کیا اللہ اپنے شکر گزاروں کو خوب نہیں جانتا ہے؟ ﴿53﴾

آیت 52: صحبت صالح اختیار کرنے کا حکم:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے، جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں اور اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں اور ان کے ساتھ نہ رہنے کا حکم دیا ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے غافل ہیں اور جو اپنی خواہشات کے پیروکار ہیں۔

آیت 53: کمزور مسلمانوں کا بیان:

آغاز بعثت میں اکثر مسلمان کمزور اور لونڈی و غلام تھے۔ آزاد اور مالدار کم تھے۔ مشرکین اور کفار نے مسلمانوں کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے انہیں بے وقوف اور کم عقل کہنا شروع کردیا، اسی طرح کی بات قوم نوح نے بھی نوح علیہ السلام سے کہا تھا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ)

وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿54﴾

اور جب یہ لوگ آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے رب نے رحمت کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ جو شخص تم میں سے (غلطی سے) کوئی کام کر بیٹھے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے (یعنی آئندہ گناہ سے بچے) تو اللہ (کی یہ شان ہے کہ وہ) اسے معاف کردیتا ہے اور وہ بڑی رحمت والا ہے۔ ﴿54﴾

''ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے پیروکار ہمارے نیچ قوم اور کم عقل والے ہیں۔'' (ھود 11: آیت 27) جب ہرقل (شاہ روم) نے ابو سفیان سے پوچھا ''کیا تمہارے نبی (ﷺ) کی بڑے لوگ اتباع کرتے ہیں یا کمزور؟'' اس پر ابوسفیان نے جواب دیا کہ زیادہ تر کمزور ہی پیروکار ہیں۔ شاہ روم نے کہا کہ شروع میں رسولوں کو ماننے والے کمزور ہی ہوا کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ مشرک کمزور مسلمانوں کے ایمان کا مذاق اڑایا کرتے اور جس پر ان کا بس چلتا اسے طرح طرح کی تکالیف بھی پہنچایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ''کیا انہی پر اللہ کی مہربانی ہے؟ ہم پر نہیں'' یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو اسلام پسند ہوتا تو ہمیں چھوڑ کر انہیں (کمزوروں کو) مسلمان نہ بناتا۔

آیت 54 : مسلمانوں کی عزت کرنے کا حکم:- اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے خطاب فرمارہے ہیں کہ مسلمانوں کے سلام کا جواب دے کر ان کی عزّت کیجئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی ہمہ گیر رحمت کی بشارت دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اپنی ذات اقدس پر مسلمانوں کیلئے رحمت واجب فرمالی ہے کہ اگر کوئی نادانی سے برا کام کر بیٹھے پھر توبہ کرکے اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-''تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکوگے، جب تک مومن نہ بن جاؤ اور

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ
لِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿55﴾

اسی طرح ہم آیات کو تفصیل سے بیان کرتے رہتے ہیں اور تاکہ مجرموں کا طریقہ بالکل واضح ہوجائے۔ ﴿55﴾

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ
اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ
اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿56﴾

آپ کہہ دیجئے کہ مجھے ان (باطل معبودوں) کی عبادت سے روک دیا گیا ہے، جنہیں تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کروں گا، کیونکہ اگر میں نے ایسا کیا تو میں گمراہ ہوجاؤں گا اور سیدھی راہ پر چلنے والوں میں سے نہ رہوں گا۔ ﴿56﴾

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

آپ کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب کی طرف سے ایک کھلی دلیل ملی ہوئی ہے اور

(پکے) مومن نہیں بن سکو گے، جب تک آپس میں محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں آپس میں محبت پیدا کرنے والی چیز نہ بتاؤں؟ وہ آپس میں سلام کرنا ہے"۔ (مسلم)

آیت 55: ہٹ دھرمی کا انجام:

اللہ تعالیٰ نے جیسے سیدھی راہ کے واضح دلائل بیان فرمادیئے ہیں، اسی طرح ہٹ دھرمی اور جھگڑے کی برائی بھی ظاہر کردی ہے کہ اسکا انجام بہت ہی برا ہے۔

آیت 56: شرک کی ممانعت:

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ اے نبی ﷺ، آپ مشرکین سے کہہ دیجئے کہ میں تمہاری خواہش کے مطابق بتوں کی پوجا نہیں کرسکتا اور نہ ہی غریب و کمزور لوگوں کو اپنے پاس سے دور کروں گا۔ اس لئے کہ اللہ کا شریک بنانا گویا اپنے آپکو گمراہی کے راستہ پر چلانا ہے اور گمراہ لوگوں کا انجام بہت ہی برا ہے۔

وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ﴿57﴾

تم اسے جھٹلا رہے ہو، جس (عذاب) کی تم جلدی کر رہے ہو، وہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں چلتا، اللہ حق بیان کرنے والا اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ ﴿57﴾

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿58﴾

آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے اختیار میں وہ چیز ہوتی، جسے تم جلدی طلب کر رہے ہو، تو میرا اور تمہارا فیصلہ کب کا ہو چکا ہوتا اور ظلم کرنے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔ ﴿58﴾

آیت 57: عذاب دینا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے:

مشرکین مکہ مذاق کے طور پر آپ ﷺ سے کہتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ جلدی لے آؤ۔ اس کے جواب میں اللہ ربّ العزّت اپنے نبی کریم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ ان مشرکین سے کہیئے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی جھٹلا دی ہے۔ یاد رکھو، تم جس عذاب کی جلدی مچا رہے ہو وہ میرے اختیار میں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ خواہ وہ اسے جلدی لے آئے یا دیر سے یا وہ اپنی عظیم حکمت سے اس کی کوئی مدت مقرر فرما دے، کیونکہ حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے۔

آیت 58: اللہ تعالیٰ کفار کو ڈھیل دیتے ہیں:

اللہ جل شانہٗ اپنے رسول اکرم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ مشرکین سے کہہ دیجئے کہ اگر عذاب کا معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں مجرموں کو عذاب میں مبتلا کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ اس نے تمہیں اس لئے ڈھیل دے رکھی تا کہ تم کفر و شرک میں اور زیادہ بڑھ جاؤ اور شدید عذاب کے مستحق بن جاؤ۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿59﴾

اسی (اللہ ہی) کے پاس غیب کے خزانے ہیں اس کے علاوہ انہیں کوئی نہیں جانتا اور جو کچھ خشکی اور جو کچھ دریاؤں میں ہے، وہ سب سے واقف ہے۔ کوئی پتہّ (زمین پر) نہیں گرتا، مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز (گرتی) ہے مگر وہ سب کتاب مبین میں تحریر ہے۔ ﴿59﴾

آیت 59: غیب جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے:

اس آیتِ کریمہ میں نجومیوں، کاہنوں اور غیب کی باتیں جاننے کا دعویٰ کرنے والوں کی تردید بیان ہوئی ہے اور یہ بیان ہوا ہے کہ غیب کی چابیاں اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں اور وہی غیب کی باتیں جانتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ★ غیب کی 5 باتیں ایسی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا:- ❶ اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ ❷ وہی بارش برساتا ہے ❸ اسی کو معلوم ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا ہے۔ ❹ کسی کو خبر نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا۔ ❺ کہاں فوت ہوگا۔ (بخاری) ﴿مزید معلومات کیلئے ترجمہ وتفسیر لقمٰن 31: آیت 34﴾

★ ''جو کسی کاہن یا نجومی کے پاس گیا اور (اس کی باتوں پر یقین کرلیا) اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا انکار کردیا''۔ (مسند احمد۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے:- اللہ تعالیٰ خشکی اور تری کی ہر چیز کو جانتا ہے اور اس کا علم تمام کائنات کو گھیرے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز (خشکی یا تری کی) چھپی ہوئی نہیں ہے اور آسمان و زمین کا ذرّہ ذرّہ اس کی نگاہ کے سامنے ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی درخت کا کوئی خشک یا تر پتہّ بھی گرتا ہے تو وہ اس کے علم میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿60﴾

اور وہی تو (اللہ) ہے، جو تمہیں رات کو فوت کرتا (سلاتا) ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اسے بھی وہ جانتا ہے، پھر تم کو اٹھاتا (بیدار کرتا) ہے تاکہ (زندگی کی) مقررہ مدت پوری ہو جائے۔ آخر کار تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دے گا۔ ﴿60﴾

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ﴿61﴾

اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ تم پر محافظ فرشتے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی پر موت کا وقت آجاتا ہے، تو ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتے۔ ﴿61﴾

آیت 60: نیند اور بیداری بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں:- انسان کی ہر حالت حتیٰ کہ نیند اور بیداری بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ وہی اللہ ہمیں سلاتے ہیں اور وہی ہمیں نیند سے جگاتے ہیں۔ اس آیت میں یَتَوَفّٰىكُمْ (تمہیں فوت کرتا ہے) سے مراد رات کے وقت سلانا ہے، عربی زبان میں نیند کو موت کی بہن کہا جاتا ہے۔ کیونکہ دونوں صورتوں میں روح قبض کی جاتی ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے۔'' (الزمر 39: آیت 42)

آیات 61 تا 62: محافظ فرشتوں کا بیان:- اللہ تعالیٰ نے انسان کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر فرما دیئے ہیں، جو ہر وقت اس کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ اللہ کے حکم کی ذرّہ برابر بھی نافرمانی نہیں کرتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''انسان کے آگے پیچھے باری باری سے آنے والے فرشتے ہوتے ہیں، جو اللہ کے حکم سے اسکی حفاظت کرتے ہیں۔'' (الرعد 13: آیت 11)

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿62﴾

پھر وہ سب اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جائیں گے۔ خوب سن لو، فیصلہ صرف اسی کے اختیار میں ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ ﴿62﴾

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿63﴾

آپ ان سے پوچھئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی تاریکیوں سے نجات دیتا ہے۔ تم اسے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو کہ اگر اس (اللہ) نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے دی تو ہم ضرور شکر گزار بندوں میں سے ہوجائیں گے۔ ﴿63﴾

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تمہیں اس

آیت 63: اللہ تعالیٰ کی شان اور اسکے فضل و کرم کا بیان:

اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی شان اور اپنے فضل و کرم کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ جب لوگ صحرا کی تاریکیوں اور طوفانی سمندر کے اندھیروں میں گھر جاتے ہیں تو بتوں کو نظر انداز کرکے صرف اللہ تعالیٰ ہی سے دعا مانگتے ہیں، جو اکیلا ہے، جو اپنا شریک نہیں رکھتا، تو اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمانہ یہی ہے کہ وہ اس وقت ان مشرکین کو نجات دے دیتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جب تم سمندر میں مصیبت میں گھر جاتے ہو تو تمہارے بت ناپید ہوجاتے ہیں اور تم اللہ ہی کو پکارتے ہو پھر جب وہ تمہیں نجات دے دیتا ہے تو تم اس سے منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا۔'' (بنی اسرائیل 17: آیت 67)

آیت 64: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی تمام آفات سے بچاتا ہے:

اللہ تعالیٰ ہی تمام آفات سے بچاتا ہے، مگر نجات ملنے کے بعد بجائے شکر گزار بننے کے لوگ

كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿64﴾

(مصیبت) سے اور تمام غموں سے نجات دیتا ہے، تم پھر بھی اسکے ساتھ شرک کرتے ہو۔ ﴿64﴾

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿65﴾

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا تمہیں مختلف گروہ بنا کر آپس میں لڑوادے اور تمہیں ایک دوسرے سے جنگ کا مزہ چکھادے۔ آپ دیکھئے تو سہی، ہم کس طرح دلائل مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں، شاید کہ وہ (بات کو) سمجھ جائیں۔ ﴿65﴾

شرک کرنے لگتے ہیں اور عافیت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو پوجنے لگتے ہیں جو سراسر ناانصافی ہے۔

آیت 65 : اللہ تعالیٰ ہر قسم کا عذاب دینے پر قادر ہے :

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً دعا مانگی اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ''اے اللہ کریم، (ہر قسم کی تکلیف اور عذاب) میں آپ کی ذات کی پناہ مانگتا ہوں''۔ (بخاری) اللہ ربّ العزّت ہر قسم کا عذاب دینے کی قدرت رکھتے ہیں، چاہیں تو آسمان سے نازل فرمائیں یا زمین میں دھنسا دیں یا آپس میں ایک دوسرے سے لڑوا کر بعض کے ذریعہ بعض کو تکالیف میں مبتلا کردیں۔ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بڑی لمبی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف مخاطب ہوکر فرمایا:۔'' میں نے اپنے رب سے 3 دعائیں مانگی تھیں، جس میں سے اللہ تعالیٰ نے 2 تو مجھے عطا فرمادیں لیکن تیسری سے روک دیا۔ میں نے دعا یہ مانگی: ❶ اے اللہ، میری امت کو قحط سالی کے ذریعہ ہلاک نہ

وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿66﴾

اور آپ کی قوم نے اس (قرآن کو جھٹلایا) حالانکہ وہ برحق ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر نگراں مقرر نہیں کیا گیا ہوں۔ ﴿66﴾

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۫ وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿67﴾

ہر خبر (کے وقوع پذیر ہونے) کا ایک مقرر وقت ہے اور جلد ہی تمہیں معلوم ہوجائے گا۔ ﴿67﴾

وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ

اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں، جو

کرنا۔ ❷ اے اللہ، میری امت پر انکے بیرونی دشمن کو ان پر مسلط نہ کرنا، یہ دونوں دعائیں تو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیں۔ ❸ میری امت آپس میں ایک دوسرے سے نہ لڑے تو اللہ تعالیٰ نے یہ رد کردی"۔ (ترمذی، نسائی)

آیت 66: مبلغ کا کام تبلیغ ہے، منوانا نہیں:

اس آیت مبارکہ میں اللہ جل شانہٗ اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ آپ کہہ دیجئے کہ میرا کام تمہیں اللہ کے احکامات پہنچانا ہے، ان پر عمل کروانا میرا کام نہیں۔فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) "آپ فرمادیں کہ تمہارے رب کے پاس سے حق (قرآن) آچکا، اب جو چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے نہ لائے"۔(الکہف 18: آیت 29) یعنی میرا فرض تبلیغ کرنا ہے اور تمہارا فرض سن کر مان لینا ہے، میری بات ماننے والا دنیا و آخرت میں سعادت مند ہے اور نہ ماننے والا دونوں جہاں میں بدبخت ہے۔

آیت 67: ہر فیصلہ کے ظہور کا ایک وقت ہے:- اس آیت مبارکہ میں مشرکین کو تنبیہ کی جارہی کہ تم قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کی تکذیب کررہے ہو، اور اپنی غلطیوں پر مصر ہو، جب مقررہ وقت پر تمہیں اس کی سزا ملے گی تو پھر تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ تم غلطی پر تھے۔فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) "ہر مقررہ مدت کیلئے ایک تحریر ہے" (الرعد 13: آیت 38)

فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿68﴾

ہماری آیات میں غیر ضروری بحث کررہے ہیں تو آپ ان سے کنارہ کش ہوجائیں، یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو شیطان بھلادے، تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں۔ ﴿68﴾

وَ مَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿69﴾

اور جو لوگ پرہیز گار ہیں ان پر ان (کفار) کے حساب کا کوئی اثر نہ پہنچے گا، لیکن ان کے ذمّہ انہیں (کفار کو) نصیحت کرتے رہنا ہے، شاید کہ وہ بھی تقویٰ اختیار کرلیں۔ ﴿69﴾

آیات 68 تا 69 : خلاف شرع مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت :

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھے، جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں تحریف کررہے ہوں اور انکے معانی تبدیل کرکے اپنے مطلب کے مطابق بنانا چاہ رہے ہوں، اگر کوئی اس قسم کی مجلس میں بھولے سے بیٹھ بھی جائے تو یاد آنے پر فوراً اٹھ جائے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری امت کو بھول چوک معاف کردی گئی ہے۔(ابن ماجہ)

﴿مزید معلومات کیلئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر (النسآء 4: آیت 140)﴾

جب مسلمان خلاف شرع مجالس میں نہ بیٹھیں اور اس سے بچتے رہیں تو انہوں نے اپنا فرض ادا کردیا اور گناہوں سے بچ گئے اب کفار کے گناہوں کا وبال ان پر نہیں پڑے گا جو ان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ پرہیزگاروں کو کفار کے گناہوں کا کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ ذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿70﴾

اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور دنیاوی زندگی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور آپ اس (قرآن) کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتے رہیں تاکہ کوئی شخص اپنے کرتوت کے سبب (ہلاکت میں) نہ پھنس جائے (اس لئے) کہ اس کا اللہ کے سوا کوئی دوست اور سفارشی نہ ہوگا۔ اگر وہ دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا تو وہ بھی اس سے قبول نہیں کیا جائیگا۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو اپنے (برے) اعمال کی وجہ سے پھنس گئے، ان کے پینے کیلئے کھولتا ہوا گرم پانی ہوگا اور ان کے کفر کی وجہ سے انہیں دردناک عذاب ملے گا۔ ﴿70﴾

آیت 70: لوگوں کو خلاف شرع کاموں سے روکا جائے:- یہاں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرمارہے ہیں آپ ایسے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے جو دین اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ بڑے بھاری عذاب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اور آپ اس قرآن سے لوگوں کو نصیحت کیجئے اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایئے تاکہ کوئی شخص اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہ ہوجائے یا کسی بھاری آفت میں نہ پھنس جائے۔

قیامت کے دن بڑے سے بڑا فدیہ بھی رد کردیا جائے گا:

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ❶ ”کوئی اپنی جان چھڑانے کیلئے بے شمار دولت بھی خرچ کرنا چاہے گا تو وہ بھی قبول نہ ہوگی“۔ (الانعام 6: آیت 70) ❷ ”جو کافر ہیں اور کفر ہی پر مرگئے تو اگر وہ فدیہ میں زمین بھر کر سونا بھی دینا چاہیں، تو ہرگز قبول نہ ہوگا۔“ (اٰل عمران 3: آیت 90)

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ (71)

آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکاریں جو ہمیں نہ نفع پہنچا سکتے ہوں اور نہ نقصان اور کیا ہم الٹے پاؤں (اسلام سے) پھر جائیں، جبکہ ہم کو اللہ نے ہدایت دے دی ہے، اس آدمی کی طرح جسے شیاطین نے (کہیں جنگل میں) بے راہ کردیا ہو اور وہ زمین پر حیران و پریشان بھٹکتا پھر رہا ہو، اس کے کچھ ایسے ساتھی بھی ہوں، جو اسے سیدھی راہ کی طرف بلا رہے ہوں کہ ہمارے پاس آجاؤ۔ آپ کہہ دیجئے کہ اصل ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے اور ہم کو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پروردگارِ عالم کے مکمل فرمانبردار بن جائیں۔ (71)

آیت 71: توحید چھوڑ کر شرک اختیار کرنا باعث ہلاکت ہے:

مشرکین نے مسلمانوں سے کہا کہ محمد ﷺ کا دین چھوڑ کر ہمارا دین اختیار کرلو۔ اس پر یہ آیت اتری یعنی ہم مسلمان ایسا نہیں کرسکتے کہ جو معبود نفع و نقصان کا مالک ہو اسے چھوڑ کر ایسے خود ساختہ بتوں کی عبادت کریں جو اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہ ہوں۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دولت اسلام سے نوازا ہے، اب ہم کفر میں لوٹ کر نہیں جاسکتے۔ اس لئے کہ جو اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرے گا اسکی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگل سے گزر رہا ہو اور وہاں وہ شیاطین کے نرغے میں پھنس جائے، جو اسے بہکا کر کسی اور طرف لے جائیں۔ اس کی سمجھ میں ہی نہ آئے کہ میں کیا کروں اب اسکے ساتھی اسے بار بار سیدھی راہ کی طرف بلائیں، مگر وہ شیاطین کے قبضہ سے نہ نکل سکے۔

وَ اَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ وَ هُوَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿72﴾

اور یہ(بھی حکم ملا ہے) کہ نماز کی پابندی کرو اور اللہ (کے عذاب) سے ڈرو اور تم سب اسی کی پاس جمع کئے جاؤ گے۔﴿72﴾

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ لَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ؕ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿73﴾

اور وہی (اللہ) ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا اور جس وقت وہ صرف اتنا کہہ دے گا ''ہوجا'' بس (حشر برپا) ہوجائے گا۔ اس کا قول برحق ہے اور جس دن صور پھونکا جائے گا اس دن اسی کی بادشاہت ہوگی (وہی) پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے اور وہ بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا ہے۔﴿73﴾

آیت 72: نماز کی پابندی اور تقویٰ کا حکم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پابندی سے نماز پڑھنے اور ہر حال میں اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہنے کا حکم دے رہے ہیں۔ سب لوگ قیامت کے دن اسی کے پاس جمع کئے جائیں گے، وہاں نماز اور تقویٰ نجات دلانے کا باعث ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز

آیت 73: صور پھونکے جانے کا بیان:- فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ)'' اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمانوں اور زمین میں جتنے رہنے والے ہیں سب بے ہوش ہوجائیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے گا(وہ بے ہوش نہ ہوں) پھر دوسری بار اس میں پھونک ماری جائے گی، تو وہ تمام کھڑے ہوکر دیکھنے لگیں گے۔''(الزمر39:آیت 68) یعنی پہلی پھونک سے سارے لوگ فنا ہوجائیں گے اور دوسری پھونک سے سارے لوگ زندہ ہوکر میدانِ محشر میں جمع ہوجائیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-''اسرافیل علیہ السلام صور منہ میں لئے ہوئے اور پیشانی جھکائے ہوئے انتظار کررہے ہیں کہ کب حکم ہو اور میں صور پھونکوں۔'' (ترمذی)

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿74﴾

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو؟ بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔ ﴿74﴾

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ﴿75﴾

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں تاکہ وہ (ابراہیم علیہ السلام) کامل یقین کرنے والوں میں سے ہوجائیں۔ ﴿75﴾

فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ

پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھاگئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا تو کہا کہ یہ

آیات 74 تا 75: خلیل اللہ علیہ السلام کا خاندان:- آپ علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ آزر، ماں کا نام شانی اور ایک بیوی کا نام سارہ علیہا السلام اور دوسری بیوی کا نام ہاجرہ علیہا السلام تھا۔ پہلی بیوی سے اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے اور دوسری بیوی سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (ابن ابی حاتم)

ابرہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کو نصیحت کرنا:- ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو بت پرستی سے باز رہنے کی نصیحت فرمائی اور شرک کی برائی ذہن نشین کرائی مگر وہ باز نہیں آئے۔ چنانچہ جب تک ابراہیم علیہ السلام کے باپ زندہ رہے وہ ان کیلئے دعا کرتے رہے پھر جب وہ شرک پر مرگئے اور آپ علیہ السلام پر یہ بات ظاہر ہوگئی تو پھر ان کیلئے دعا کرنا چھوڑدی۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کیلئے دعائے مغفرت کرنا ایک وعدہ کی وجہ سے تھا جس کا انہوں نے ان سے وعدہ فرمالیا تھا پھر جب ان (ابراہیم علیہ السلام) پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ (ان کا والد) اللہ کا دشمن ہے تو ان سے بیزار ہوگئے آپ (علیہ السلام) بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔ (توبہ 9: آیت 114) ﴿مزید معلومات کے پڑھئے ترجمہ وتفسیر مریم 19: آیات 41 تا 48﴾

قَالَ هٰذَا رَبِّیۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الۡاٰفِلِیۡنَ ﴿76﴾

میرا رب ہے، مگر جب وہ غروب ہوگیا تو کہا کہ میں غروب ہوجانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔﴿76﴾

فَلَمَّا رَاَ الۡقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنۡ لَّمۡ یَهۡدِنِیۡ رَبِّیۡ لَاَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّیۡنَ ﴿77﴾

پھر جب انہوں نے چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے، لیکن جب وہ (بھی) غروب ہوگیا تو فرمایا کہ اگر میرے رب نے میری راہ نمائی نہ کی، تو میں گمراہ لوگوں میں سے ہوجاؤں گا۔﴿77﴾

فَلَمَّا رَاَ الشَّمۡسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیۡ هٰذَاۤ اَکۡبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتۡ قَالَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِکُوۡنَ ﴿78﴾

پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے، یہ تو سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا، تو فرمایا اے میری قوم، میں ان معبودوں سے بری ہوں جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو۔﴿78﴾

آیت 76: ابراہیم علیہ السلام پر دلائل توحید کا انکشاف:

اللہ ربّ العزّت فرمارہے ہیں کہ ہم نے آسمان اور زمین کی چیزوں میں ابراہیم علیہ السلام کیلئے اپنی توحید کے دلائل کھول دیئے اور آسمان وزمین کی خلقت اور ان میں موجود عجائب وغرائب کا مشاہدہ کروایا اور ان پر یہ بات واضح کردی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مربی نہیں۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''آپ فرمادیں کہ دیکھو تو آسمان و زمین میں کیا کیا چیزیں ہیں؟'' (ایک ایک چیز اللہ کی توحید بتارہی ہے۔) (یونس 10: آیت 101)

آیت 77 تا 78: غروب ہونے والا معبود نہیں ہوسکتا:

جب رات کا اندھیرا چھاگیا تو ابراہیم علیہ السلام نے ایک تارہ دیکھا اور فرمایا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ تارہ غروب ہوگیا تو فرمایا کہ میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ رب کی یہ

اِنِّیۡ وَجَّہۡتُ وَجۡہِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿79﴾

میں نے یکسو ہوکر اپنا رخ اس (ذات) کی طرف کرلیا ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ ﴿79﴾

وَ حَآجَّہٗ قَوۡمُہٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوۡٓنِّیۡ

اوران (ابراہیم علیہ السلام) کی قوم نے ان سے جھگڑا کرنا شروع کردیا، تو انہوں نے

شان نہیں کہ اس پر فنا طاری ہو۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے چاند چمکتا ہوا دیکھ کر فرمایا ہوسکتا ہے یہ اللہ ہو، لیکن وہ بھی غروب ہوگیا۔ پھر فرمایا اللہ کی ہدایت کے بغیر ناممکن ہے کہ میں اپنے معبود کی صحیح پہچان کرسکوں۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے دن میں سورج دیکھا کہ یہ سیارہ تو تمام سیاروں سے بڑا اور زیادہ روشن ہے تو انہوں نے سوچا شاید یہ اللہ ہو۔ لیکن جب وہ بھی غروب ہوگیا تو فرمایا کہ اے قوم، میں تمہاری طرح ستاروں کی پرستش سے بیزار ہوں۔ ان میں سے تو کوئی بھی معبود بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ یہ سب طلوع ہونے کے بعد غروب ہوجاتے ہیں، جبکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تو ہمیشہ رہنے والی ذات ہے، جو کبھی غروب نہیں ہوتی۔

آیت 79: پوری کائنات کا خالق صرف اللہ ہی ہے:

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں نے اپنا رخ اس اللہ ربّ العزّت کی طرف کرلیا ہے جس نے یہ سورج، چاند، ستارے اور آسمان و زمین پیدا کئے ہیں۔ میں ان میں سے کسی کو عبادت کے لائق نہیں جانتا ہوں اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک بھی نہیں کرتا ہوں۔

آیت 80: بے جان چیز کی عبادت حماقت ہے:

جب ابراہیم علیہ السلام سے ان کی قوم نے توحید کے بارے میں جھگڑا کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مجھ سے اللہ ربّ العزّت اور اس کی توحید کے بارے میں جھگڑتے ہو، حالانکہ اس نے مجھے بصیرت عطا فرمادی ہے اور حق کی ہدایت بھی دیدی ہے۔ میں اس مضبوط دلیل پر ہوں جو اللہ نے مجھے سکھائی ہے۔ پھر میں تمہاری غلط باتوں اور باطل شبہات پر کیوں توجہ دوں، میں تمہارے دیوی اور دیوتاؤں سے بالکل نہیں ڈرتا، اس لئے کہ جن کی عبادت تم کرتے ہو وہ

فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَاۤ
اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ
اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ
وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ
اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿80﴾

فرمایا کہ کیا تم اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرتے ہو، حالانکہ اسی نے مجھے سیدھی راہ دکھائی ہے اور میں ان معبودوں سے ہرگز نہیں ڈرتا جنہیں تم اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو۔ ہاں اگر میرے پروردگار ہی کی کوئی مشیت ہو۔ میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے، کیا تم پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے ہو؟ ﴿80﴾

وَكَيْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَلَا
تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ
مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ
فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿81﴾

اور میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈروں، جبکہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہراتے ہوئے نہیں ڈرتے، جن کے لئے اس (اللہ) نے تم پر کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے۔ پھر اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ دونوں میں سے کونسی جماعت امن کی زیادہ حقدار ہے۔ ﴿81﴾

قطعی بے جان ہیں، اور کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ مجھے ان کی پرواہ نہیں۔ اگر وہ میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں، تو سب مل کر مجھے نقصان پہنچا کر تو دکھائیں۔

آیت 81: بے جان سے مرعوب ہونا نادانی ہے:- ابراہیم علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ میں کیوں بتوں سے مرعوب ہوں، جو محض بے جان ہیں، جو نہ فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جبکہ تم اللہ (قائم اور زندہ) سے نہیں ڈرتے ہو جو ہر قسم کے نفع و نقصان کا مالک ہے اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بناتے ہو، حالانکہ اللہ نے تم پر شرک کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''وہ تو محض چند (بتوں کے) نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں، جس کی اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری''۔ (النجم 53: آیت 23)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿82﴾

جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا، ایسے لوگوں ہی کیلئے امن و سلامتی ہے اور وہی سیدھی راہ پر چل رہے ہیں۔﴿82﴾

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿83﴾

اور یہ تھی ہماری حجت (مضبوط دلیل) جو ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا فرمائی تھی، ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بڑھادیتے ہیں، بے شک آپ کا رب بڑی حکمت والا، بہت زیادہ علم والا ہے۔﴿83﴾

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ

اور ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے، ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اوراس سے پہلے ہم نے نوح (علیہ السلام) کو بھی ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد،

آیات 82 تا 83: توحید ہی باعث نجات ہے:

جنہوں نے خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، جو اکیلا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا' قیامت کے دن انہی کو امن ملے گا اور وہی دنیا اور آخرت میں سیدھی راہ پر ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ ہم میں سے ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہ کیا ہو۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد شرک کرنا ہے جیسا کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ظلم عظیم ہے۔ (بخاری)

(مزید معلومات کیلئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر لقمٰن 31: آیت 13)

سُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿84﴾

سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کو بھی (ہدایت دی تھی) اور نیک کام کرنے والوں کو ہم اسی طرح اچھا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ﴿84﴾

وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿85﴾

اور (نیز) زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس (علیہم السلام) کو بھی (ہدایت دی تھی) اور یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔ ﴿85﴾

وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿86﴾

اور (ان کے علاوہ) اسماعیل، یسع، یونس اور لوط (علیہم السلام) کو بھی اور (ان میں سے) ہر ایک کو ہم نے تمام جہان والوں پر فضیلت دی تھی۔ ﴿86﴾

آیات 84 تا 87: ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد عطا کی گئی:

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں جبکہ وہ اپنی بیوی سارہ علیہا السلام کی اولاد سے ناامید ہو چکے تھے، اسحاق علیہ السلام عطا فرمایا آپ علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے، انہوں نے دونوں میاں بیوی کو اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دی۔ سارہ علیہا السلام کو سن کر بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگیں۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ❶ ''ہائے افسوس، میرے ہاں اولاد کیسے ہوسکتی ہے؟ جبکہ میں خود بھی بوڑھی اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہو چکے ہیں، یہ تو یقیناً بڑی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کیا تم اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہو؟ اے (ابراہیم علیہ السلام کے) گھر والو، تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکات نازل ہوں، بلاشبہ اللہ تعریفوں کے لائق اور بڑی شان والا ہے۔'' (ھود 11: آیات 72 تا 73) ❷ ''ہم نے انہیں (ابراہیم علیہ السلام کو) اسحاق کی خوشخبری دی، جو نبی ہوں گے اور نیکوں میں سے ہونگے۔'' (الصّٰفّٰت 37: آیت 112) یہاں اللہ ربّ العزّت نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق و یعقوب علیہما السلام عطا فرمائے ہر ایک کو ہدایت دی اور

وَمِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿87﴾

اور ان کے (کچھ) باپ دادا ، (کچھ) اولاد اور (کچھ) بھائیوں کو (ہدایت دی تھی) اور ہم نے ان کو چن لیا تھا اور ہم نے ان کو سیدھی راہ کی ہدایت دی تھی۔ ﴿87﴾

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿88﴾

یہ اللہ کی ہی ہدایت ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اگر یہ (انبیا علیہم السلام) بھی شرک کرتے تو انکے اعمال بھی ضائع ہوجاتے۔ ﴿88﴾

ان سے پہلے ان ہی کی طرح نوح علیہ السلام کو ہدایت دی تھی اور انہیں بھی اولاد عطا فرمائی تھی۔ نوح علیہ السلام کی ایک نمایاں اور عظیم خصوصیت یہ تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو ڈبودیا اور ایمان والوں کو جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں تھے بچالیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی اولاد باقی رکھی اور پھر دنیا آپ ہی کی اولاد سے آباد ہوئی۔ ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیت عظمیٰ یہ تھی کہ آپ کے بعد جس قدر انبیا علیہم السلام مبعوث ہوئے آپ علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے ہوئے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ❶ ''ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور آپ ہی کی اولاد میں نبوت و کتاب قائم رکھی'' ۔(العنکبوت 29: آیت 27) ❷ ''یہی وہ انبیا (علیہم السلام) تھے، جن پر اللہ کا انعام ہوا، جو آدم (علیہ السلام) کی اولاد میں سے ہیں اور ان لوگوں کی نسل سے ہیں، جنہیں ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب (علیہم السلام) کی اولاد میں سے ہیں۔'' (مریم 19: آیت 58)

آیت 88: شرک سے تمام اعمال ضائع ہوجاتے ہیں:- انبیا علیہم السلام کو ہدایت اور سیدھی راہ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ملی تھی۔ اگر یہ انبیا علیہم السلام بھی شرک کرنے لگتے تو ان کے بھی سارے اعمال ضائع ہوجاتے۔ گویا شرک کی ایسی نحوست ہے کہ یہ بڑوں بڑوں کے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ﴿89﴾

یہی لوگ تھے، جنہیں ہم نے کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائی تھی۔ اگر یہ مشرکین اس (نبوت) کا انکار کریں، تو ہم نے اس پر (ایمان لانے کے لئے) ایسی قوم کو مقرر کردیا ہے، جو اس کا انکار نہیں کرتی۔ ﴿89﴾

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿90﴾

یہی وہ (انبیا علیہم السلام) تھے، جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی، اے نبی، آپ بھی ان ہی کے نقشِ قدم پر چلئے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغِ قرآن) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، یہ تو تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ ﴿90﴾

اعمال پر بھی پانی پھیر دیتی ہے۔ اس میں یہ سبق ہے کہ شرک کے پاس تک بھی نہیں جانا چاہیئے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ سے پہلے تمام انبیا (علیہم السلام) پر یہ وحی کی گئی کہ اگر تم شرک کروگے، تو تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں گے''۔ (الزمر 39: آیت65)

آیت 89: کتاب ونبوّت کا ملنا اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے:

اللہ ربّ العزّت یہ بیان فرما رہے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو کتاب، نبوت اور حکومت کے انعام سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ نعمتیں ایسی قوم کو سونپ دیں جو انکار کرنے والے نہیں، جن کا محکم اور متشابہ ہر ایک آیت پر ایمان ہے اور اللہ نے انہیں اپنے احسان وکرم سے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

آیت 90: انبیائے کرام علیہم السلام کی پیروی کا حکم:- اس آیت مبارکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی انہی ہدایت یافتہ انبیا علیہم السلام کی ہدایت کی پیروی کریں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اتباع کا حکم ہے تو امتیوں کو بدرجہ اولیٰ ہوا۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿91﴾

اور انہوں (کفار) نے اللہ کی ایسی قدر نہ کی جیسی قدر کرنا چاہیئے تھی، انہوں نے (تو یہاں تک) کہہ دیا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل ہی نہیں فرمائی۔ آپ کہہ دیجئے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی، جسے موسیٰ (علیہ السلام) لیکر آئے تھے، جو لوگوں کیلئے نور و ہدایت کا ذریعہ تھی۔ جس کو تم نے متفرق اوراق میں رکھا ہوا ہے ان میں سے کچھ کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو۔اور تمہیں بہت سی ایسی باتیں سکھائی گئی ہیں، جنہیں تم اور تمہارے آباؤ اجداد نہیں جانتے تھے۔ آپ کہہ دیجئے کہ وہ (کتاب بھی) اللہ نے نازل فرمائی تھی پھر انکو انکی خرافات میں کھیلتے رہنے دیجئے۔ ﴿91﴾

آیت 91: انبیا کو جھٹلا نا اللہ کی تعظیم کا حق ادا نہ کرنا ہے:

یہ آیت اہل مکہ کے بارے میں اتری کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان پر کچھ نہیں اتارا۔ حالانکہ پہلی کتب، تورات، انجیل، زبور اور صحف موسیٰ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے اسی طرح قرآن کریم بھی نازل کیا،لیکن انہوں نے آپ ﷺ کی رسالت کا انکار صرف اس لئے کیا کہ آپ ﷺ بشر تھے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''کیا لوگوں کو اس پر تعجب ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک انسان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ لوگوں کو بیدار کردے؟'' (یونس 10: آیت 2) اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اللہ ربّ العزّت کی تعظیم کا جو حق تھا وہ لوگوں نے ادا نہیں کیا، کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور ایک بشر کے پیغمبر ہونے کو اللہ کی قدرت سے بعید جانا۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿92﴾

اور یہ کتاب (قرآن) جسے ہم نے نازل کیا ہے، جو بڑی برکت والی ہے، اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، تاکہ آپ اہلِ مکہ اوراس کے آس پاس والوں کو تبلیغ کریں اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ ﴿92﴾

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ

اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا، جو اللہ پر جھوٹی تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے،

آیت 92: قرآن کریم لوگوں کو جہنم سے ڈرانے کیلئے اتارا گیا ہے:

قرآن کریم آپ ﷺ پر اتارا گیا، جو برکت والا ہے اور پہلی تمام کتابوں کی تصدیق کرتا ہے تاکہ آپ ﷺ اس سے عربی و عجمی، سب کو جہنم سے ڈرائیں۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''(اے نبی ﷺ) آپ فرمادیں اے لوگو، میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' (الاعراف 7: آیت 158) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ان پانچ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر رسول خاص طور پر اپنی قوم کیلئے مبعوث کیا جاتا رہا ہے جبکہ میں عام لوگوں (پوری دنیا والوں کیلئے) کیلئے مبعوث کیا گیا ہوں''۔ (بخاری، مسلم۔ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما)

آیت 93: مشرک اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا بڑا ظالم ہے:

یہ آیت مبارکہ مسیلمہ کذاب کے بارے میں اتری، جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں وحی الٰہی کا مقابلہ کرسکتا ہوں اور یہ رسول جو کلام پیش کررہا ہے اس جیسا میں بھی پیش کرسکتا ہوں اور

يُوْحَ اِلَيَّ شَيْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿93﴾

حالانکہ اس کے پاس وحی نہیں آتی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاسکتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں کہ جب یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائیگا۔ اس لئے کہ تم اللہ پر تہمت باتیں لگاتے تھے اوراس کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔ ﴿93﴾

وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ مَا

اور اب تم ہمارے پاس تن تنہا آ گئے ہو،جس طرح ہم نے پہلی بار تمہیں پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو.....

وحی الٰہی کے مقابلہ میں من گھڑت قول بھی پیش کردیئے۔ اللہ عزّ وجل نے ایسے لوگوں کا بڑا خطرناک انجام بیان فرمایا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''کاش تم دیکھتے جب فرشتے کفار کو ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے ان کی جان نکالیں گے۔'' (الانفال 8: آیت 50) فرشتے ہاتھ بڑھا کر انہیں اس لئے ماریں گے کہ ان کے جسموں سے ان کی روحیں نکل آئیں کیونکہ ان کی روحیں ان کے جسموں سے نکلنا نہیں چاہیں گی یعنی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے اور مشرکین سب سے بڑے ظالم ہیں، جن کا انجام بہت برا ہے۔

نَرٰی مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿94﴾

اور ہم تمہارے ساتھ (آج) تمہارے ان سفارش کرنے والوں کو نہیں دیکھ رہے، جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ وہ تمہارے معاملہ میں (اللہ کے) شریک ہیں۔(آج) تمہارے آپس کے سب رابطے ٹوٹ گئے اور تمہارا خیال بالکل غلط نکلا۔ ﴿94﴾

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی ؕ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ

بے شک اللہ ہی دانہ اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے، وہ جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے

آیت 94: اللہ کے سامنے پیشی:

اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ میدان محشر کی منظر کشی فرمارہے ہیں کہ اس روز تمام لوگ اللہ کے سامنے تن تنہا پیش ہونگے ۔فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''وہ آپ کے رب کے سامنے قطار باندھ کر پیش کئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم ہمارے پاس اسی طرح خالی ہاتھ آئے ہو، جیسے دنیا میں خالی ہاتھ گئے تھے''۔ (الکہف 18: آیت 48) یعنی ہم نے جس طرح تمہاری ابتدا کی تھی اسی طرح تمہیں دوبارہ زندہ کردیا۔تم اس زندگی (بعد الموت) کو ناممکن سمجھتے تھے اور اس کا یقین نہیں کرتے تھے دیکھو یہ ہے زندگی بعد الموت۔

بت پرستی اور شرک کی مذمت :- اس آیت مبارکہ میں بت پرستی اور شرک کی بھی مذمت ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مشرکین اور کفار کو سب کے سامنے ذلیل کرتے ہوئے فرمائے گا کہ جن کو تم (میرا) شریک گمان کئے بیٹھے تھے آج وہ تمہارے جھوٹے معبود کہاں ہیں؟ کیا وہ تمہاری مدد کررہے ہیں اور تمہارا دفاع کر رہے ہیں؟ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''تم نے اللہ کو چھوڑ کر دنیاوی زندگی میں باہمی محبت کی وجہ سے بتوں کی پرستش کی پھر قیامت کے دن ہر ایک دوسرے کا انکار کردے گا اور ایک دوسرے پر لعن طعن کرے گا، اب تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے اور آج تمہارا کوئی مددگار نہیں''۔ (العنکبوت 29: آیت 25)

مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿95﴾

اور بے جان کو جاندار سے نکالنے والا ہے وہی تو اللہ ہے۔ پھرتم کہاں بہکے چلے جارہے ہو۔ ﴿95﴾

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿96﴾

وہی صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو آرام و سکون کے لئے بنایا اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے۔ یہ اس ذات کا مقرر کردہ نظام ہے، جو بڑا علم والا ہے۔ ﴿96﴾

آیت 95: زندہ سے مُردہ کی اور مُردہ سے زندہ کی پیدائش:

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہی خشک دانہ اور سوکھی گٹھلی کو گیلی زمین میں پھاڑ دیتا ہے جن سے طرح طرح کی بوٹیاں اور کھیتیاں اور مختلف رنگ اور روپ و ذائقہ کے پھل پیدا ہوتے ہیں یعنی زندہ نباتات مردہ بیجوں سے پیدا کرتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''ان کیلئے مردہ زمین بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے اسے زندہ کرکے اس سے غلہ پیدا کیا، جسے وہ کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کردیئے اور ہم نے اس میں چشمے جاری کردیئے ہیں تاکہ لوگ ان کے پھل کھائیں یقیناً انہوں نے تو پیدا نہیں کئے، پھر وہ شکر کیوں نہیں ادا کرتے''۔ (یٰسٓ 36 آیات 33 تا 34)
اسی طرح اللہ تعالیٰ مرغی کو انڈا سے اور انڈا کو مرغی سے پیدا کرتا ہے۔

آیت 96: اللہ تعالیٰ ہی اندھیرے اور اجالے کا خالق ہے:-

فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اسی (اللہ) نے اندھیروں اور اجالا کو پیدا کیا اور وہی رات کے اندھیروں سے صبح کی روشنی کو پھاڑ دیتا ہے جس سے تمام دنیا میں اجالا ہوجاتا ہے۔'' (الانعام 6: آیت 1)

نظام شمسی وقمری کی باقاعدگی:- اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو ایک نظام کے مطابق پیدا کیا یعنی ان کی رفتار ایک معین اور مخصوص قاعدہ اور حساب سے ہے۔ جس میں ردّ و بدل اور بے قاعدگی نہیں، بلکہ ہر ایک کی منزلیں ہیں جن میں وہ گرمی اور سردی میں آتے جاتے رہتے ہیں،

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿97﴾

اسی نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعہ خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرسکو۔ بے شک ہم نے علم والوں کے لئے دلائل خوب کھول کر بیان کردیئے ہیں۔ ﴿97﴾

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ﴿98﴾

اوراسی نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر ایک جگہ زیادہ وقت ٹھہرنے کی ہے اور ایک جگہ کم وقت ٹھہرنے کی ہے، بے شک ہم نے ایسے لوگوں کے لئے دلائل خوب کھول کر بیان کردیئے ہیں، جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ ﴿98﴾

جس کے نتیجہ میں کبھی دن بڑا ہوجاتا ہے اور رات چھوٹی، کبھی رات بڑی اور دن چھوٹا اور کبھی دونوں برابر ہوجاتے ہیں۔فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اللہ نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور ان کی منزلیں متعین فرمائیں، تاکہ تم سالوں کی تعداد اور حساب جان لو۔'' (یونس10: 1 آیت 5)

آیت 97: تاروں کے فوائد:- کائنات میں کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ نے بے مقصد نہیں بنائی، اللہ ربّ العزّت نے آسمان میں ستارے بھی مختلف مقاصد کے لئے بنائے ہیں ❶ آسمان کی زینت کیلئے، ❷ شیطان کو مارنے کیلئے ❸ اندھیروں میں راستہ معلوم کرنے کیلئے۔ فرمان الٰہی ہے۔(ترجمہ) ''بلاشبہ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے زینت بخشی اور انہیں شیطانوں کو مار کر بھگانے کا ذریعہ بنایا''۔ (الملک 67: آیت 5)

آیت 98: انسان کی تخلیق:- اس آیت مبارکہ میں مستقر سے مراد ماں کا رحم اور مستودع سے مراد باپ کی پشت ہے۔یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمام انسانوں کو آدم علیہ السلام سے پیدا کیا اس طرح کہ باپ کی پیٹھ میں نطفہ کو پیدا کیا اور پھر اسے ماں کے رحم میں پہنچادیا جہاں وہ تخلیق کے مختلف مراحل سے گزر کر انسان بن جاتا ہے۔ (انسان کی تخلیق کے بارے میں تفصیل جاننے کیلئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر المومنون23: آیت12 تا14)

وَهُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَ مِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّیۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّ غَیۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰی ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَ یَنۡعِهٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكُمۡ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿99﴾

اور اسی (اللہ) نے آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات کو نکالا، پھر اس سے سبز ڈالیاں نکالیں، پھر ان سے تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے پیدا کئے، جو بوجھ کی وجہ سے نیچے کو لٹکے ہوئے ہیں اور انگور اور زیتون اور انار کے باغ جو بعض ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور کچھ ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں بھی ہوتے۔ جب درخت پھل لاتا ہے تو اس کے پھل اور اسکے پکنے کو دیکھو۔ ان میں ان لوگوں کیلئے دلائل ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ ﴿99﴾

وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الۡجِنَّ وَ خَلَقَهُمۡ وَخَرَقُوۡا لَهٗ بَنِیۡنَ وَ بَنٰتٍۢ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ؕ

اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے، حالانکہ انہیں بھی اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں بلا سند تراش رکھی

آیت 99: پانی کی برکات:- اللہ تعالیٰ ہی نے آسمان سے بادلوں کے ذریعہ سے برکت والا پانی برسایا، جس سے مخلوق کی روزی پیدا ہوتی ہے، مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے۔ اور ان کی زندگی کیلئے ایک اہم ضرورت بھی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔'' (الانبیآء 21: آیت 30) (مزید معلومات کے لئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر البقرہ 20: آیت 22)

آیت 100: مشرکوں کی مذمت:- جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں، انہوں نے حقیقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں شیطانوں کو شریک کررکھا ہے اور وہ شیطان کو پوجنے لگے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ انہوں نے جنوں کی پرستش

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿100﴾ ع

ہیں حالانکہ وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جو یہ (اس کی طرف منسوب) کرتے ہیں۔ ﴿100﴾

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿101﴾

وہی آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اللہ کے ہاں اولاد کیسے ہوسکتی ہے، اس کی تو کوئی بیوی بھی نہیں ہے اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ ﴿101﴾

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿102﴾

وہی اللہ تمہارا رب ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، پس تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا نگران ہے۔ ﴿102﴾

نہیں کی بلکہ مورتیوں اور پتھروں کو پوجتے تھے تو جواب یہ ہے کہ وہ شیطان کے کہنے سے ان مورتیوں کو پوجتے تھے تو دراصل وہ شیاطین ہی کے پجاری ہوئے۔ (مزید معلومات کیلئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر مریم 19: آیت 44 اور یٰسین 36: آیت 60)

آیت 101: اللہ نے کائنات بغیر نمونہ کے پیدا کی: اللہ تعالیٰ نے بغیر نمونہ کے پوری کائنات پیدا کی اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں تھی۔ اب یہ اللہ کا شریک کیسے بنا رہے ہیں جبکہ انہیں معلوم ہے کہ اللہ کی بیوی ہی نہیں تو اولاد کیسے ہوسکتی ہے۔ اولاد دو متناسب چیزوں سے پیدا ہوتی ہے۔ مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ کے مناسب اور مشابہ نہیں کیونکہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔ لہٰذا اس کی نہ بیوی ہے اور نہ ہی اولاد۔ (مزید معلومات کے لئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر الاخلاص 112)

آیت 102: اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم: اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یہ فرمارہے ہیں کہ تمہارا رب وہ ہے، جو خالق کائنات ہے، جس کی کوئی اولاد اور بیوی نہیں۔ وہی عبادت کے لائق ہے، جو ہر چیز کا خالق ہے، اسی کی عبادت کرو، وہ اکیلا ہے۔ اس کا

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿103﴾

اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا اور وہ سب کو دیکھتا ہے اور وہ بڑا باریک بین، باخبر ہے۔﴿103﴾

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿104﴾

اب بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کے دلائل پہنچ چکے ہیں پھر جو شخص ان سے بصیرت (دل کی روشنی) حاصل کریگا وہ اپنا ہی فائدہ کریگا اور جو شخص اندھا بنا رہے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں۔﴿104﴾

کوئی شریک نہیں۔ وہ ہر چیز کا محافظ و کارساز ہے، پوری کائنات کا مدبّر (تدبیر کرنے والا) ہے، سب کو روزی دیتا ہے اور وہ دن رات، سب کی حفاظت کرتا ہے۔

آیت 103: آخرت میں دیدارِ پروردگار ہوگا:

دنیا میں تو آنکھیں اللہ کو نہیں دیکھ سکتیں لیکن اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور تمام حقائق سے باخبر ہے۔ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ ''بیٹا یاد رکھو، اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی چیز خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمان و زمین میں اللہ اسے بھی لے آئے گا، بے شک اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔'' (لقمٰن 31: آیت 16) قیامت کے دن مومنوں کی آنکھیں اللہ کو دیکھ سکیں گی۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اس روز بہت سے تروتازہ چہرے ہوں گے جو اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔ (القیامۃ 75: آیات 22 تا 23)

آیت 104: بصائر سے مراد:- بصائر سے کتاب وسنت کے دلائل مراد ہیں۔ جو ان دلائل کو دیکھ کر ہدایت کا راستہ اپنالے گا، اس میں اسی کا فائدہ ہے اور جو نہیں اپنائے گا اس میں اسی کا نقصان ہے۔ اسی وجہ سے بصائر کو بیان کرکے فرمایا کہ جو اندھا بنا رہا اس کی سزا وہ خود بھگتے گا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جو سیدھی راہ اختیار کرے گا وہ خود اپنے فائدہ کیلئے اختیار کریگا اور جو بھٹک جائے گا اس کا گناہ اسی پر ہوگا۔'' (بنی اسرائیل 17: آیت 15)

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿105﴾

اور ہم اس طرح دلائل کو مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں، تاکہ یہ (مشرکین) کہیں کہ آپ نے کسی سے پڑھا ہے اور ہم اس کو علم والوں کیلئے خوب ظاہر کردیں۔ ﴿105﴾

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿106﴾

آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو وحی نازل ہوئی ہے، آپ اسی کی پیروی کیجئے۔ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور مشرکین کا خیال نہ کیجئے۔ ﴿106﴾

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے اور

آیت 105: قرآن سے صرف مومن ہدایت پاتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم دانش مندوں کے سامنے حق کی وضاحت کرتے ہیں تاکہ وہ اس کی پیروی کریں اور باطل سے بچتے رہیں اور جاہلوں کے لئے (توحید کے) دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ جاہلوں کی جہالت دور ہوجائے اور ان پر حجت پوری ہوجائے اور جھٹلانے والے مشرک اور کافر کہیں کہ یہ باتیں آپ ﷺ نے اپنے سے پہلے اہل کتاب سے پڑھی اور سیکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف مومنوں کو ہدایت دیتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:-
(ترجمہ) ''آپ فرمادیں، یہ قرآن ایمان والوں کیلئے ہدایت و شفا ہے اور بے ایمانوں کے کانوں میں ڈاٹ اور ان کیلئے اندھا پن ہے۔'' (حٰمٓ السجدہ 41: آیات 44)

آیت 106: رسول اکرم ﷺ کو وحی کی پیروی کرنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ اور ایمان والوں کو حکم فرمارہے ہیں کہ وحی کی پیروی کرو اور اسی کے مطابق عمل کرو، اس لئے کہ یہ وحی برحق ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں، کیونکہ وہ اس ذات کے پاس سے آتی ہے، جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿107﴾

ہم نے آپ کو مشرکین کا نگران نہیں بنایا اور نہ ہی آپ ان پر کارساز ہیں۔ ﴿107﴾

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿108﴾

(ایمان والو) ان کو گالی نہ دو جو اللہ کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حد سے گزر کر اللہ کی شان میں گستاخی کریں گے۔ہم نے اسی طرح ہر جماعت کی نگاہ میں ان کا عمل خوشنما بنا دیا ہے۔ پھرانہیں اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، پس وہ انہیں انکے اعمال کی خبر دے گا۔ ﴿108﴾

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ

اور ان لوگوں نے بڑی سخت اللہ کی قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آجائے تو وہ ضرور ہی اس پر ایمان لے آئیں گے،

آیت 107: شرک بھی اللہ کی مشیت پر موقوف ہے:- اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مشرک شرک نہ کرتے، تاہم اللہ نے انسانوں کو مجبور نہیں کیا کیونکہ جبر کی صورت میں انسان کی آزمائش نہ ہوتی۔ اے نبی ﷺ آپ ان کے شرک کرنے پر پریشان نہ ہوں آپ ﷺ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے۔

آیت 108: مصلحت کی بنا پر کفار کے معبودوں کو برا کہنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مشرکوں اور ان کے معبودوں کو مصلحت کے تحت برا کہنے سے منع فرمار ہے ہیں، اس لئے کہ انہیں اور ان کے جھوٹے معبودوں کو برا کہنے میں فساد عظیم ہے۔ کیونکہ وہ مقابلہ میں اللہ کو جو سچا معبود ہے اور جس کے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں، برا کہیں گے۔

آیت 109: خواہش کے مطابق معجزہ کی درخواست عذاب طلب کرنا ہے:

مشرکین مکہ نے آپ ﷺ سے یہ کہا کہ کوئی معجزہ لائیں تاکہ ہم آپ ﷺ کی تصدیق

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿109﴾

آپ کہہ دیجئے کہ سب نشانیاں (معجزات) اللہ کے قبضہ میں ہیں اور (اے مسلمانو) تمہیں کیا معلوم کہ اگر وہ نشانیاں انکے پاس آ بھی جائیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔﴿109﴾

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿110﴾ ع

اور ہم بھی ان کے دلوں اور نگاہوں کو (قرآن پر ایمان لانے سے) پھیر دیں گے، جیسا کہ یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے اور ہم ان (کفار) کو ان کی سرکشی میں حیران وپریشان ہی رہنے دیں گے۔ ﴿110﴾

کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کونسا معجزہ چاہتے، ہو انہوں نے کہا صفا پہاڑ سونے کا بن جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ صفا کو سونے کا بنادے تو کیا واقعی تم مجھے رسول مان لو گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اللہ کی قسم، اگر آپ ایسا کردیں گے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ ﷺ دعا کرنے کیلئے اٹھے، اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو صفا پہاڑ سونے کا بن جائے گا لیکن اگر ایسا ہوگیا اور پھر بھی یہ ایمان نہ لائے تو اللہ کا عذاب آئے بغیر نہ رہے گا اور اگر آپ چاہیں تو انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں کہ ان میں توبہ کرنے والا توبہ کرسکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ ایمان لے آئیں، نہیں تو کم ازکم ان کی اولاد ایمان لے آئیں گی۔ (طبری)

آیت 110: وحی الٰہی کا انکار ہر معجزہ کا انکار ہے:

اللہ ربّ العزّت فرمارہے ہیں کہ جب مشرکوں نے وحی ہی کا انکار کردیا تو اب ان کے دل کسی معجزہ پر بھی قائم نہیں رہ سکتے اور وہ ہر معجزہ ٹھکرا سکتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اگر یہ (دنیا میں) لوٹا دیئے جائیں، تو جس بات سے روکے گئے ہیں، پھر وہی کریں گے۔ یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔'' (الانعام 6: آیت 28)

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿111﴾

اور اگر ہم ان (کفار) کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے اور ان سے مُردے باتیں کرنے لگتے اور ہم (انکی) ہر (مطلوبہ) چیز ان کے سامنے پیش کر دیتے، تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے۔ ہاں اگر اللہ ہی چاہے تو اور بات ہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔ ﴿111﴾

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿112﴾

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے تھے، کچھ آدمی اور کچھ جن ان میں سے بعض بعض کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسے کام نہ کرتے۔ پس ان لوگوں کو اور جو کچھ یہ جھوٹ گھڑ رہے ہیں، آپ رہنے دیجئے۔ ﴿112﴾

آیت 111: کفار ایمان لانے والے نہیں:

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اگر ہم کفار کی معجزات کے متعلق تمام خواہشات پوری کرلیں اور ان کے پاس فرشتے بھی بھیج دیں جو رسالت کی تصدیق کریں، پھر بھی یہ اس وقت تک ایمان لانے والے نہیں، جب تک اللہ کو ان کا مومن بنانا منظور نہ ہو۔ کفار ایمان سے پیچھا چھڑانے کے لئے اس قسم کے جھوٹ بول رہے ہیں۔ دراصل یہ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے۔

آیات 112 تا 113: انبیا علیہم السلام سے دشمنی:

اللہ ربّ العزّت تسلی دے رہے ہیں کہ اے نبی ﷺ آپ پریشان نہ ہوں اور غم نہ کریں۔ آپ کے ساتھ دشمنی اور مخالفت کا جو معاملہ کیا جارہا ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے، آپ سے پہلے بھی ہر قوم اپنے اپنے نبی کے ساتھ یہی معاملہ کرتی چلی آرہی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:-(ترجمہ) ''اسی طرح ہم نے مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنا دیا'' (الفرقان 31 : آیت 5) یہی بات ورقہ بن نوفل نے رسول اکرم ﷺ سے کہی تھی ''آپ جیسی شریعت جو نبی بھی لے کر آیا اسی سے لوگوں نے عداوت کی۔'' (بخاری)

وَ لِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ لِيَرْضَوْهُ وَ لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿113﴾

اور تا کہ اس (جھوٹ) کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہوجائیں، جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور تا کہ وہ اس (جھوٹ) کو پسند کرلیں اور جو (برے کام) کررہے تھے وہ کرتے ہی رہیں۔ ﴿113﴾

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿114﴾

(اے نبی ﷺ کہہ دیجئے) کیا اللہ کے سوا میں کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں، حالانکہ وہی ہے جس نے ایک مفصل کتاب تمہارے پاس بھیج دی ہے، اور (اے نبی ﷺ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس بات کو یقیناً اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ اتاری گئی ہے، اس لئے آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ ﴿114﴾

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ

آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے، اس کے کلام کو کوئی بدلنے والا نہیں

دشمنانِ رسول شریر انسان بھی ہوتے ہیں اور خبیث جن بھی۔ شیطان ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی شرارت میں پیش پیش ہو﴿ مزید معلومات کے لئے پڑھیئے (الصّٰفّٰت 37: آیات 161 تا 163)﴾

آیت 114: رسول کو غیر اللہ کے فیصلوں کی ضرورت نہیں:

اللہ عزّ وجل اپنے نبی ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ جو اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کررہے ہیں آپ انہیں فرمادیں کہ کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں؟ جو میرے اور تمہارے درمیان اختلاف کا فیصلہ کر دے اور یہ بتا دے کہ کون سی راہ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے مجھے غیروں کے فیصلوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آیت 115: اللہ کے اقوال و احکام سچے اور انصاف پر مبنی ہیں:

اللہ کے اقوال سچے اور احکام انصاف والے ہیں، اس کی خبریں سچی اور ان کی تعمیل عین حق

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿115﴾
اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ ﴿115﴾

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿116﴾
اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں۔ وہ تو صرف بے اصل خیالات (گمان) پر چلتے ہیں اور بالکل جھوٹی باتیں کرتے ہیں۔ ﴿116﴾

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿117﴾
بے شک آپ کا رب اسے خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہک جاتا ہے اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ پر چلتے ہیں۔ ﴿117﴾

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
پس جس جانور پر اللہ کا نام لیا جائے اس (کے

ہے، اللہ تعالیٰ نے جس بات کا حکم فرمایا وہ سراسر عدل ہے اور جس سے روک دیا وہ باطل ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی صفت اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی کہ (ترجمہ) ''وہ (نبی ﷺ) انہیں اچھی باتوں کا حکم فرماتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے۔'' (الاعراف 7: آیت 157)

آیت 116: دنیا کے اکثر لوگ گمراہ ہوتے ہیں:- دنیا میں اکثریت گمراہ لوگوں کی ہی ہوا کرتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اکثر لوگ خواہ آپ (ﷺ) ان کے ایمان لانے کے بارے میں حریص ہی کیوں نہ ہوں ایمان والے نہیں ہیں''۔ (یوسف 12: آیت 103)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو نصیحت فرمارہے ہیں کہ آپ لوگوں کی اکثریت کو دیکھ کر ان کی پیروی کا خیال نہ کیجئے گا، یہ لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور آپ ﷺ کو بھی گمراہ کردینگے۔

آیت 117: اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ اور گمراہ لوگوں کو خوب جانتا ہے:

اللہ عزّ وجل گمراہوں کو خوب جانتا ہے اور ان پر گمراہی کے کام آسان کر دیتا ہے اور سیدھی راہ والوں کو بھی جانتا ہے اور ان پر ہدایت کے کام آسان فرما دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''اے لوگو، نیک عمل کرو، اس لئے کہ نیک لوگوں کے لئے نیک عمل اور برے لوگوں کے لئے برے عمل آسان بنادیئے جاتے ہیں''۔ (بخاری، مسلم)

آیت 118: وہی ذبیحہ حلال ہے جس پر اللہ کا نام لیا جائے:

بتوں کے نام کا جانور حرام ہے، خواہ اس کو اللہ کے نام ہی سے ذبح کیا جائے اور اپنی موت سے

اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿118﴾

گوشت) میں سے کھاؤ، اگر تم اسکے احکام پر ایمان رکھتے ہو۔ ﴿118﴾

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿119﴾

تم ایسے جانور (کے گوشت) میں سے کیوں نہیں کھاؤ گے، جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، حالانکہ اللہ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتا دی ہے، جن کو تم پر حرام کیا ہے، مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہیں اور بے شک بہت سے لوگ علم کے بغیر لوگوں کو اپنی خواہشات سے گمراہ کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ حد سے نکل جانے والوں کو خوب جانتا ہے۔ ﴿119﴾

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ

اور تم کھلے اور چھپے (تمام) گناہ چھوڑ دو

مرا ہوا جانور بھی حرام ہے۔زمانہ جاہلیت میں مشرکین مسلمانوں سے اس بات پر جھگڑا کرتے تھے کہ جس مردہ جانور کو اللہ مار دیتا ہے تم اسے نہیں کھاتے ہو اور جسے تم خود ذبح کرتے ہو اسے کھالیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی تردید کرتے ہوئے حکم دے رہے ہیں کہ جس جانور پر بھی ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو تم اسے کھاؤ اور لوگوں کی باتوں میں نہ آؤ۔

آیت 119: حلال جانوروں کا کھانا حلال ہے:- جن حلال جانوروں کو شریعت کے حکم کے مطابق ذبح کیا جائے ان کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر حرام جانور کی نشاندہی کر دی ہے۔ البتہ سخت لاچاری کی حالت میں حرام جانور بھی بقدر ضرورت کھا سکتے ہیں، کیونکہ زندگی کا باقی رکھنا فرض ہے۔ ﴿مزید معلومات کے لئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیت 173﴾

آیت 120: چھپے، کھلے ہر گناہ سے بچنے کا حکم:

ہر قسم کے گناہ سے بچنا ضروری ہے فرمان الٰہی ہے:-''آپ (ﷺ) فرما دیں کہ میرے رب نے ظاہری اور باطنی ہر قسم کی بے حیائی حرام فرما دی ہے۔''(الاعراف 7: آیت 33) رسول اکرم ﷺ سے گناہ کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:-''جو تمہارے دل میں کھٹکے اور اسے لوگوں سے چھپاؤ وہی گناہ ہے۔'' (ابن ابی حاتم۔عن نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ)

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡسِبُوۡنَ الۡاِثۡمَ سَیُجۡزَوۡنَ بِمَا کَانُوۡا یَقۡتَرِفُوۡنَ ﴿120﴾

بے شک جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کئے ہوئے (برے اعمال) کی عنقریب سزا ملے گی۔ ﴿120﴾

وَ لَا تَاۡکُلُوۡا مِمَّا لَمۡ یُذۡکَرِ اسۡمُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ وَ اِنَّہٗ لَفِسۡقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّیٰطِیۡنَ لَیُوۡحُوۡنَ اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓئِہِمۡ لِیُجَادِلُوۡکُمۡ ۚ وَ اِنۡ اَطَعۡتُمُوۡہُمۡ اِنَّکُمۡ لَمُشۡرِکُوۡنَ ﴿121﴾

اور ایسے جانوروں (کے گوشت) میں سے مت کھاؤ، جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ (کھانا) یقیناً نافرمانی ہے اور بلاشبہ شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں (وسوسے) ڈالتے ہیں تاکہ یہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی بات مان لی تو یقیناً تم بھی ضرور مشرک ہوجاؤ گے۔ ﴿121﴾

اَوَ مَنۡ کَانَ مَیۡتًا فَاَحۡیَیۡنٰہُ وَ جَعَلۡنَا لَہٗ نُوۡرًا یَّمۡشِیۡ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنۡ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ

ایسا شخص جو پہلے مُردہ تھا، پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور عطا فرمایا جس کی مدد سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیا اس شخص کی طرح ہوسکتا

آیت 121 : جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ حرام ہے:

جس جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام یعنی بسم اللہ نہ پڑھی جائے وہ حرام ہے۔ خواہ ذبح کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیئے ترجمہ و تفسیر المائدہ 5: آیت 4) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''تم اپنے سدھائے ہوئے کتّے کو چھوڑو اور اس پر اللہ کا نام بھی لے چکے ہو تو اس کا کیا ہوا شکار کھاؤ۔'' (بخاری، مسلم۔ عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ)

کسی انسان کی بات کو شریعت کے حکم پر مقدم کرنا شرک ہے:

جب تم اللہ کا حکم چھوڑ کر، اس کی شریعت ٹھکرا کر دوسروں کے قول کو پسند کرو گے اور اس کو مقدم سمجھو گے تو یہی شرک ہے۔ فرمان الٰہی ہے:۔ ''انہوں (یہود اور عیسائیوں) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور عابدوں کو رب بنا لیا''۔ (توبہ 9: آیت 31) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، اہل کتاب نے اپنے علما اور عابدوں کی عبادت تو نہیں کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ''کیوں نہیں، انہوں نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا اور عوام نے ان کی پیروی کی یہی ان کی عبادت تھی۔'' (ترمذی)

لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿122﴾

ہے جو اندھیروں میں پڑا ہوا ہو؟ ان سے نکل ہی نہیں پاتا ہو۔ اسی طرح کفار کو ان کے اعمال خوش نما معلوم ہوا کرتے ہیں۔﴿122﴾

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿123﴾

اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے بڑوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں فریب کریں اور وہ لوگ دراصل اپنے ہی ساتھ فریب کر رہے ہیں اور ان کو ذرا بھی شعور نہیں۔﴿123﴾

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ

اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے

آیت 122: کافر و مومن کی مثال:- اس آیت مبارکہ میں کافر و مومن کی مثال بیان ہوئی ہے۔ مومن کا دل پہلے مُردہ تھا اور کفر و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا اور اس کا دل نور ایمان سے جگمگا دیا اور اسے ہدایت کی توفیق عطا فرما کر رسولوں کی باتیں ماننے کا شوق عطا فرما دیا پھر اسے قرآن عظیم دیا جس کی روشنی میں وہ چلتا پھرتا ہے، اس کے احکام بجا لا کر اپنی زندگی بنا رہا ہے اور کافر اس کے برعکس ہوتا ہے۔ کفار کی نگاہ میں شیطان ان کی گمراہی کو خوبصورت بنا کر دکھلاتا ہے اس لئے کفار اپنے برے اعمال کو اچھا اور صحیح سمجھتے ہیں اور برے اعمال کرتے کرتے جہنم میں جا گرتے ہیں۔

آیت 123: شر پسند ہمیشہ سے ہیں:- اس آیت مبارکہ میں رسول اکرم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ جس طرح آپ ﷺ کے زمانہ میں بڑے بڑے مجرم، دغا باز، فسادی، کفر و شرک کی دعوت دینے والے، آپ کی مخالفت پر لوگوں کو ابھارنے والے اور لوگوں کو راہ حق سے روکنے والے شر پسند موجود ہیں۔ اسی طرح ہر پیغمبر کے زمانہ میں ان کی بستیوں میں اسی قسم کے شر پسند اور فتنہ انگیز لوگ موجود رہے ہیں، جو کفر و شرک کے مرکز و ستون بنے رہتے تھے، لیکن ان کا انجام برا ہوا اور ہمیشہ انبیاء علیہم السلام ہی کا مستقبل شاندار اور روشن رہا۔

آیت 124: کفّار نشانیاں بھی ٹھکرا دیتے ہیں:- اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب کفار کے پاس کوئی نشانی آ جاتی ہے اور وہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں پھر صاف کہہ دیتے ہیں کہ جب تک رسولوں کی طرح اللہ اپنا پیغام فرشتوں کے ہاتھ ہم تک نہ بھیجے گا، اس وقت

نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿124﴾

جب تک کہ ہم کو بھی ویسی ہی چیز (نبوت) نہ دی جائے جیسی اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے، اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کا کام کس کو سونپے۔ جن لوگوں نے جرم کیا، عنقریب اللہ کے ہاں انہیں ذلت ملے گی اور ان کے مکروفریب کے بدلہ میں سخت ترین عذاب ملے گا۔ ﴿124﴾

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿125﴾

جس شخص کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے اور جس کو گمراہ رکھنا چاہتا ہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے، جیسے کوئی آسمان پر چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر (حق سے فرار اور نفرت کی) ناپاکی مسلط کر دیتا ہے۔ ﴿125﴾

تک ہم ایمان نہیں لائیں گے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جنہیں ہماری ملاقات کا یقین نہیں ہے ان کا کہنا ہے کہ اللہ ہمارے پاس اپنا پیغام دے کر فرشتوں کو کیوں نہیں بھیج دیتا یا ہمیں اپنا دیدار کیوں نہیں کرواتا۔'' (الفرقان25: آیت21) حالانکہ اللہ تعالیٰ رسالت کے حقدار کو خوب جانتا ہے۔ کفار اس طرح کے بے ہودہ مطالبات کی وجہ سے عذاب الٰہی کا شکار ہونگے۔

آیت 125: نیکیوں کا اچھا لگنا ہدایت کی نشانی ہے:- ''اللہ تعالیٰ جسے ہدایت پر لانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے نیکیاں اچھی اور آسان بنا دیتے ہیں اور وہ خوشی خوشی انہیں انجام دیتا ہے نیکیوں کو دشوار نہ سمجھنا اور انہیں پورے پورے ذوق وشوق سے انجام دینا انسان کے ہدایت یافتہ ہونے کی پہچان ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) '' اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا ہے وہ اپنے رب کی روشنی پر ہے۔'' (الزمر 39: آیت22)

البتہ منافق، کافر اور شک وشبہ والا دل نعمتِ اسلام سے محروم رہتا ہے اور اس طرح بند رہتا ہے کہ اس میں کوئی بھلائی جا ہی نہیں سکتی، یہاں تک کہ لَآ اِلٰـہ اِلَا اللّٰہ بھی دل میں داخل نہیں

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿126﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿127﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓـؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ

اور یہی آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے آیات کو صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ ﴿126﴾ اِن لوگوں کیلئے اُنکے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور اللہ ان سے اُنکے (نیک) اعمال کی وجہ سے محبت رکھتا ہے۔ ﴿127﴾ اور جس دن اللہ تمام مخلوق کو جمع کرے گا (تو فرمائے گا) اے جنات کی جماعت، تم نے تو بہت سے انسانوں کو گمراہ کیا تھا اور انسانوں میں سے ان (جنات) کے دوست کہیں گے کہ اے ہمارے رب، ہم نے ایک دوسرے سے خوب فائدہ حاصل کیا اور ہم اپنی اس میعاد تک آ پہنچے جو آپ نے ہمارے لئے مقرر

ہوتا۔ اسے اقرارِ توحید ایک ناقابلِ برداشت مصیبت معلوم ہوتی ہے جیسے کسی کو آسمان پر چڑھنا انتہائی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح اللہ گمراہ ہوجانے والے کا دل تنگ اور سخت بنا دیتا ہے اسی طرح ان پر اور ان جیسوں پر شیطان مسلط فرما دیتا ہے جو انہیں مزید گمراہ کرتا رہتا ہے۔

آیت 126: انبیا علیہم السلام کی راہ سیدھی اور سچی ہے:- اس آیت مبارکہ میں دین اسلام کی سیدھی اور صاف راہ بتائی جا رہی ہے کہ وہ راہ بہترین ہے جس کی تمام انبیاء علیہم السلام دعوت دیتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی دعوت دیتے ہیں اور جس کا تفصیلی بیان قرآن کریم میں ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ''قرآن اللہ کی سیدھی راہ اور اس کی مضبوط رسی ہے اور یہی حکمت والا ذکر ہے۔'' (ترمذی، احمد۔ عن علی رضی اللہ عنہ)

آیت 127: راہِ انبیا پر چلنے والوں کے لئے (جنت) کی بشارت:

انبیائے کرام علیہم السلام کی راہ سیدھی ہے، چونکہ نصیحت ماننے والے دنیا میں سلامتی اور سیدھی راہ پر، انبیا علیہم السلام کے نقشِ قدم پر تھے اور ٹیڑھی راہ سے بچے ہوئے تھے اس لئے قیامت کے دن انہیں سلامتی والا گھر (جنت) ملے گا اور اللہ ان کا دوست، محافظ، معاون اور کارساز ہوگا۔

قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿128﴾

فرمائی تھی، اللہ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے، جس میں ہمیشہ رہو گے۔ ہاں اگر اللہ ہی کو(ان کو بچانا) منظور ہو تو دوسری بات ہے۔ بے شک آپ کا رب بڑی حکمت والا خوب جاننے والا ہے۔ ﴿128﴾

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿129﴾

اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کردیتے ہیں، ان(برے)اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے رہے۔ ﴿129﴾

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى

اے جنات اور انسانوں کی جماعت، کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میرے احکام بیان کرتے اور تمہیں اس (آج کے)دن سے ڈراتے تھے ؟ تب وہ سب عرض کریں

آیت 128: قیامت کے دن جنات کو ڈانٹ :اللہ تعالیٰ میدانِ محشر میں جنات اور ان پرستاروں کو جمع فرمائے گا اور جنات کو ڈانٹ کر فرمائے گا کیا تم نے لوگوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے میں خوب بڑھ چڑھ کر حصّہ نہیں لیا تھا۔ پھر انسانوں سے فرمائے گا کیا میں نے تمہیں پہلے ہی اچھی طرح سے نہیں سمجھا دیا تھا کہ شیطان کی پیروی نہ کرنا۔

(مزید معلومات کے لئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر یٰسٓ 36: آیات60تا63)

آیت 129: ظالم ظالموں کا دوست ہوتا ہے:- ظالموں کے ظلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے دوست انہی جیسے ظالموں کو مقرر فرمادیتے ہیں، جو ان کے برے اعمال میں ان کی مدد کرکے انہیں مزید گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔(مزید تفصیل کیلئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر الزخرف 43:آیت36)

آیت 130: انبیا علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا چکے:

اس ڈانٹ سے قیامت کے دن کافر جنوں اور انسانوں کے کان کھولے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ باوجود جاننے کے کفار کو ذلیل کرنے کیلئے ان سے پوچھیں گے، کیا میرے رسولوں نے تمہیں میرا پیغام نہیں پہنچایا تھا؟ یعنی ضرور پہنچایا تھا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر

اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿130﴾

گے، ہم اپنے آپ پر یہ گواہی دیتے ہیں اور ان کو دنیاوی زندگی نے دھوکہ میں ڈالے رکھا اور وہ لوگ اپنے آپ پر گواہی دیں گے کہ بلاشبہ وہ کافر تھے۔ ﴿130﴾

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿131﴾

یہ (رسول) اس لئے (بھیجے گئے) کہ آپ کا رب کسی بستی والوں کو کفر کی وجہ سے ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے رہنے والے (احکاماتِ الٰہی سے) بے خبر ہوں۔ ﴿131﴾

وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿132﴾

اور ہر ایک کیلئے ان کے کئے ہوئے (نیک) اعمال کی وجہ سے درجات ہیں اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ ﴿132﴾

وَ رَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَسْتَخْلِفْ مِنْۢ

اور آپ کا رب بے نیاز اور رحمت والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو (دنیا سے) اٹھالے

صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہی سوال کیا تھا:- ''میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟'' تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا:- ''جی ہاں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ''اے اللہ، گواہ رہنا'' (بخاری)

آیت 131: بعثتِ انبیا علیہم السلام کے بعد ہی نافرمانوں پر عذاب اترتا ہے:
اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کے پاس رسول بھیج کر اور کتابیں اتار کر تمام عذر ختم کر دیئے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم پر ظلم کیا گیا اور ہمارے پاس دعوت توحید بھیجے بغیر ہی ہم کو پکڑ لیا گیا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''ہم کسی (قوم) پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتے جب تک کہ رسول نہ بھیج دیں۔'' (بنی اسرائیل 17: آیت 15)

آیت 132: عمل کے مطابق جزا و سزا ہے:- ہر عمل کرنے والے کے لئے اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جنہوں نے کفر اختیار (توحید و رسالت کا انکار) کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا، ہم ان پر عذاب پر عذاب کا اضافہ کرتے جائیں گے، کیونکہ وہ بدامنی پھیلاتے رہے تھے۔'' (النحل 16: آیت 88)

بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ
مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿133﴾
اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ
اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿134﴾
قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ
مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿135﴾

اورتمہارے بعد جس کو چاہے تمہاری جگہ آباد کر دے، جیسے اس نے تمہیں بھی ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے۔ ﴿133﴾
بے شک جس چیز (قیامت) کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، وہ ضرور آنے والی ہے اور تم (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔ ﴿134﴾
(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ اے میری قوم، تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو، میں بھی (اپنی جگہ) عمل کر رہا ہوں، پھر جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس شخص کے لئے آخرت کا انجام (اچھا) ہے بے شک ظالم کبھی بھی کامیاب نہیں ہونگے۔ ﴿135﴾

آیت 133: بعثتِ انبیا علیہم السلام اللہ کی رحمت ہے:- اللہ تعالیٰ مخلوق پر انتہائی مہربان ہے۔ اس لئے لوگوں کے فائدہ کے لئے رسول بھیجتا ہے تا کہ وہ انبیا علیہم السلام کی ہدایات و تعلیمات پر عمل کر کے جنت کی ہمیشہ رہنے والی راحت کے حق دار بن سکیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''بے شک اللہ لوگوں پر بڑا ہی شفیق و مہربان ہے۔'' (البقرہ:2: آیت143)

آیت 134: قیامت اپنے وعدوں کیساتھ عنقریب آ رہی ہے:
اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ بتا رہے ہیں کہ تم سے زندگی بعد الموت کے بعد آنے والے عذاب و ثواب کا جو وعدہ ہے وہ عنقریب آ رہا ہے اور قیامت آ کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے زندہ کرنے پر ہر حال میں قادر ہے، خواہ تم گل سڑ کر مٹی اور بوسیدہ ہڈیاں ہی کیوں نہ بن جاؤ۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو کوئی چیز کسی بات سے عاجز نہیں کر سکتی۔
(مزید معلومات کے لئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر یٰسٓ 36: آیات77 تا83)

آیت 135: نافرمان اپنے (برے) انجام کے منتظر رہیں:- نافرمانوں کا انجام بہت ہی برا ہوگا۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''(اے نبی ﷺ) آپ ان بے ایمانوں سے کہہ دیں تم اپنے طریقہ پر عمل کرتے ہو، ہم اپنے طریقہ پر عمل کرتے ہیں۔ تم بھی انتظار کرو

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿136﴾

اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کئے ہیں، ان (مشرک) لوگوں نے ان میں سے کچھ کو اللہ کا حصّہ مقرر کیا ہوا ہے اور وہ اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ یہ (حصّہ) تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے، پھر جو (حصّہ) ان کے معبودوں کا ہوتا ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں پہنچتا اور جو (حصّہ) اللہ کا ہوتا ہے وہ ان کے معبودوں کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ بہت ہی برا فیصلہ ہے، جو وہ کرتے ہیں۔ ﴿136﴾

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَ

اور اسی طرح بہت سے مشرکین کے خیال میں ان کے معبودوں نے ان کی اولاد کا قتل پسندیدہ (عمل) بنا رکھا ہے کہ وہ (معبود) ان

اور ہم بھی منتظر ہیں عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں بہترین انجام کس کا ہوتا ہے۔ (ھود 11: آیات 121 تا 122) آخر کار اللہ عزّ وجل نے اپنے رسول ﷺ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسے پورا کر دیا، حکومت کی باگ ڈور آپ ﷺ کے ہاتھ میں دے دی۔ آپ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا اور مخالفین پر غالب آئے۔ (تفصیل کے لئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر المجادلہ 58: آیت 21)

آیت 136: شرکیہ اعمال کی تردید:- اس آیت مبارکہ میں ان مشرکین کی تردید ہے جنہوں نے صرف کفر و شرک پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نئی نئی باتیں بھی تراش لیں۔ مثلاً مشرک اناج اور پھلوں میں سے کچھ حصّہ اللہ کے نام کا اور کچھ حصہ بتوں کے نام کا نکالا کرتے تھے اور بتوں کے حصہ کی اس قدر احتیاط و حفاظت کرتے تھے کہ ایک دانہ بھی اس میں سے گرنے نہیں دیتے تھے لیکن اللہ کا حصّہ اگر بتوں کے حصّہ میں مل جاتا تو کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح اگر کوئی جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے تو اس پر اپنے دیوتاؤں کا بھی ضرور نام لیتے لیکن دیوتاؤں کے نام کے ذبیحہ پر بھولے سے بھی اللہ کا نام نہیں لیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس تقسیم کے بارے میں فرمایا کہ یہ تقسیم بہت ہی بری ہے۔

لِيُلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿137﴾

کو ہلاک کردیں اور ان (مشرکین) کے دین کو ان کے لئے مشکوک بنا دیں اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو یہ (مشرکین) ایسا کام نہ کرتے۔ لہٰذا آپ ان کو اور جو کچھ یہ غلط باتیں بنا رہے ہیں، انکے حال پر چھوڑ دیجئے۔ ﴿137﴾

وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿138﴾

اور وہ (مشرکین) اپنے خیال کے مطابق یہ بھی کہتے ہیں کہ کچھ مویشی اور کھیت ایسے ہیں جن کو ہر ایک نہیں کھا سکتا۔ سوائے ان کے جن کو ہم چاہیں اور کچھ مویشی ایسے ہیں جن پر سواری یا بار برداری (مشرکوں نے) حرام کر دی اور کچھ مویشی ایسے ہیں جن پر یہ لوگ (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہیں لیتے۔ یہ سب وہ اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہوئے کرتے ہیں۔ جلد ہی اللہ ان کو انکے جھوٹ گھڑنے کی سزا دے گا۔ ﴿138﴾

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ

اور وہ کہتے ہیں کہ جو بچہ ان (حرام کئے ہوئے) چوپایوں کے پیٹ میں ہے وہ

آیت 137: شیطان کا لوگوں کو بہکانا:- جس طرح شیطان نے مشرکین کو یہ سمجھا دیا کہ تمہاری اللہ اور بتوں کے بارے میں مال کی تقسیم بہت ہی اچھی ہے، اسی طرح انہیں یہ راہ بھی بتا دی کہ اگر غربت کے خوف سے لڑکوں کو اور عار سے بچنے کے لئے لڑکیوں کو قتل کردیا جائے تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- ''ہم تمہیں اور انہیں (تمہاری اولادوں کو) روزی پہنچاتے ہیں یقین مانو اولاد کا قتل کرنا بڑی زبردست غلطی ہے۔'' (بنی اسرائیل 17: آیت 31)

آیات 138 تا 140: مشرکین کے خودساختہ قوانین:

حلال وحرام کے یہ قوانین اللہ عزّ وجل کے مقرر کئے ہوئے نہ تھے بلکہ مشرکین کے خودساختہ تھے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''آپ فرمادیں بھلا بتاؤ تو سہی؟ اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اور تم نے اس میں سے کسی چیز کو حلال ٹھہرا لیا اور کسی کو حرام، آپ فرما دیں کیا اللہ نے

خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى
اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً
فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ
وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿139﴾
قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا
اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ
وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ
افْتِرَاۗءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا
وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿140﴾

صرف ہمارے مَردوں کیلئے (حلال) ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ (بچہ) مُردہ ہے تو سب اس میں شریک ہیں۔ عنقریب اللہ ان کو ان کی غلط بیانی کی سزا دے گا بلاشبہ وہ بڑی حکمت والا ہے اور خوب جاننے والا ہے۔ ﴿139﴾
یقیناً وہ لوگ نقصان میں رہے، جنہوں نے اپنی اولاد کو بغیر علم اور جہالت کی وجہ سے قتل کرڈالا اور جو چیزیں ان کو اللہ نے کھانے پینے کو دی تھیں، انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے ان کو (اپنے اوپر) حرام کر لیا۔ بے شک یہ لوگ ایسی گمراہی میں پڑ گئے کہ کبھی بھی ہدایت یافتہ نہ ہوئے۔ ﴿140﴾

تمہیں اس کی اجازت دی یا تم اللہ پر بہتان باندھ رہے ہو؟''۔ (یونس10: آیت 59) اسی طرح مشرکین نے چند جانوروں کی سواری اور باربرداری حرام کر لی تھی جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام اور کچھ جانوروں پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتے تھے۔ بتوں کے نام کے جانوروں پر حج کے لئے بھی سواری حرام سمجھتے تھے۔ مشرکین یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے تھے کہ یہ اللہ کا حکم ہے، حالانکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے نہ تو انہیں اس کی اجازت دی اور نہ ہی وہ ان باتوں سے راضی ہے۔ (مزید معلومات کے لئے پڑھیئے المائدہ5: آیت103)۔ مشرکین جو جانور بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے، ان کا دودھ مَردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام قرار دیتے تھے۔ اس قسم کی مادہ کے ہاں اگر نر پیدا ہوتا تو اسے ذبح کر کے صرف مرد ہی کھا سکتے تھے اور اگر مادہ پیدا ہوتی تو اسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا اور اگر مُردہ بچہ پیدا ہوتا تو عورت و مرد سب اس کو کھانے میں شریک ہوتے تھے۔ اللہ ربّ العزّت نے مشرکین کے اس خود قانون وضع کرنے کو سنگین جرم قرار دیا اور اسے قابل سزا بتایا۔ خود ساختہ قوانین پر عمل کرنے والوں کا دنیاوی خسارہ یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد اور بہت سے حلال کھانوں سے محروم ہوجاتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ (تفصیل کے لئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر یونس10: آیات69 تا70)

وَهُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَ جَنّٰتٍ مَّعۡرُوۡشٰتٍ وَّ غَیۡرَ مَعۡرُوۡشٰتٍ وَّ النَّخۡلَ وَ الزَّرۡعَ مُخۡتَلِفًا اُکُلُهٗ وَ الزَّیۡتُوۡنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ کُلُوۡا مِنۡ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَ اٰتُوۡا حَقَّهٗ یَوۡمَ حَصَادِهٖ ۫ وَ لَا تُسۡرِفُوۡا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ۙ﴿۱۴۱﴾

اور وہی (اللہ) تو ہے جس نے طرح طرح کے باغات پیدا کئے جن میں لپٹنے والی بیلیں بھی ہیں اور خود اپنے تنوں پر کھڑے ہونے والے درخت بھی۔ نیز کھجور اور کھیتیاں بھی پیدا کیں جن کے پھل (مزے میں) مختلف ہیں اور زیتون اور انار اور جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور جو ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے۔ ان سب کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ پھل لائیں اور ان کی کٹائی، چنائی کے دن اس (اللہ) کا (زکوٰۃ) حق دے دیا کرو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ﴿۱۴۱﴾

وَ مِنَ الۡاَنۡعَامِ حَمُوۡلَةً وَّ فَرۡشًا ؕ کُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ وَ لَا

اور مویشیوں میں سے کچھ اونچے قد کے اور کچھ چھوٹے قد کے (پیدا کئے)

آیت 141: تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہیں:

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ زمین ایک ہوتی ہے مگر کھیتوں کے پھل، رنگ، ذائقہ مختلف ہوتا ہے یہ سب اللہ ربّ العزّت کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ ان تمام چیزوں میں بھی مشرک اپنے غلط فیصلے سے تصرّف کرتے تھے۔ انہیں کیا حق ہے کہ خود حرام و حلال کی تقسیم کریں اور اپنی رائے سے حرام و حلال مقرر کرلیں۔

پیداوار میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا بیان:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی کھیت کاٹتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھی نہیں دیتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں دینے کا حکم دیا۔'' (ابوداؤد) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو فصل کاٹتے وقت صدقہ نہیں دیتے۔ (مزید معلومات کے لئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر القلم 68: آیات 15 تا 33)

تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ﴿142﴾

اور جو رزق اللہ نے تم کو دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔﴿142﴾

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ﴿143﴾

یہ آٹھ قسم کے جوڑے (پیدا کئے) یعنی بھیڑ میں دو(نر اور مادہ) اور بکری میں دو (نراور مادہ)۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ نے ان دونوں کے نر حرام کئے ہیں یا دونوں کی مادہ یا وہ بچے جو دونوں مادہ کے پیٹ میں ہوں؟تم مجھے دلیل سے تو بتاؤ، اگر سچے ہو۔﴿143﴾

وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ

اور اونٹ میں دو(نر اور مادہ) اور گائے

آیت 142: پالتو جانوروں کے فوائد:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں حَمُوْلَةً سے مراد بڑے جانور ہیں جیسے اونٹ گھوڑا، گدھا اور خچر جو سواری اور باربرداری کے کام آتے ہیں۔ فَرْش سے مراد چھوٹے جانور ہیں جیسے بکری، بھیڑاور اس جیسے جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کئے ہیں۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر المؤمن40: آیات79تا81)

آیات 143 تا144: زمانہ جاہلیت کی رسومات کی تردید

زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے بعض جانور جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا، حالانکہ بلند و پست قامت جانور،سب اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کئے ہیں۔ پھران چوپایوں کی مختلف قسمیں ہیں۔مثلاً بھیڑ، بھیڑا، بکری، بکرا، اونٹنی، اونٹ ، گائے اور بیل۔اللہ عزوجل نے یہ تمام جانور کھانے پینے، پہننے، اوڑھنے، سواری اور باربرداری کے لئے پیدا فرمائے اور ان میں سے یا ان کے بچوں میں سے کوئی بھی حرام نہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اللہ نے تمہارے لئے جانوروں کے آٹھ جوڑے (نر و مادہ) پیدا کئے۔''(الزمر39: آیت6) جانوروں کے بچوں کو خاص طور سے اس لئے بیان کیا کہ مشرک انہیں مردوں پر حلال اور عورتوں

اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ
اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ
اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ
اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ
النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿144﴾ ع

میں دو (نر اور مادہ) آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں کی مادہ کو؟ یا دونوں مادہ کے پیٹ کے بچوں کو۔ کیا تم اس وقت حاضر تھے، جب اللہ نے تم کو اس کا حکم دیا تھا؟ پھر اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بغیر دلیل جھوٹی تہمت لگائے، تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔ یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ﴿144﴾

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ
مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ
اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا
مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ
رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ

(اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں، ان میں تو میں کوئی چیز حرام نہیں پاتا، مگر یہ کہ وہ مردار یا بہتا ہوا خون یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے۔ یا ایسا جانور جو غیراللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو۔

پر حرام سمجھتے تھے۔ (مزید معلومات کے لئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر المائدہ 5 آیت 103)

آیت 145: حرام چیزوں کا بیان:

اس آیت مبارکہ میں اللہ ربّ العزّت اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمارہے کہ آپ ان مشرکین سے جو اللہ کی حلال کی ہوئی چیزیں اپنی طرف سے حرام سمجھ رہے ہیں فرما دیں کہ میرے پاس آنے والی وحی میں تو یہ چیزیں حلال ہیں جو میں ابھی تمہیں بتا دیتا ہوں اور وہ چیزیں حرام نہیں ہیں جنہیں تم حرام سمجھ رہے ہو۔ حلال چیزوں کی تفصیل کے لئے اسی آیت کا ترجمہ پڑھیئے۔

مجبوری کی حالت میں بقدرضرورت حرام کھانے کی اجازت:

اگر کوئی شدت بھوک سے بے تاب ہو اور اسے کھانے کو کچھ نہ ملے تو جان بچانے کے لئے وہ بقدر ضرورت حرام چیزوں میں سے کھا سکتا ہے اس لئے کہ اپنی جان بچانا فرض ہے اور یہ حرام کھانا اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿145﴾

پھر جو شخص مجبور ہوجائے بشرطیکہ وہ سرکشی کرنے اور حد سے تجاوز کرنے والا نہ ہو، تو بے شک آپ کا رب بڑا بخشنے والا انتہائی مہربان ہے۔﴿145﴾

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۡ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿146﴾

اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری کی چربی بھی حرام کر دی تھی، مگر وہ (چربی) جو ان کی پشت یا آنتوں پر یا ہڈی سے ملی ہوئی ہو۔ یہ سزا ہم نے انہیں ان کی سرکشی کی وجہ سے دی اور ہم یقیناً سچے ہیں۔﴿146﴾

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿147﴾

پھر اگر وہ آپ (ﷺ) کو جھٹلائیں تو آپ فرمادیجئے کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے ٹالا نہ جائے گا۔ ﴿147﴾

آیت 146: یہود پر ناخن والے جانور حرام کر دیئے گئے تھے:

ناخن والے جانور و مویشیوں اور پرندوں میں سے وہ جانور جن کی انگلیاں الگ الگ نہ ہوں جیسے اونٹ، شتر مرغ، مرغابی، بطخ اور مرغ۔ اس قسم کے جانور اور گائے بکری کی چربی بھی یہود پر حرام تھی۔ بنو اسرائیل کہا کرتے تھے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر چربی حرام فرما لی تھی اس لئے ہم پر بھی حرام ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ہم نے یہود پر ان کے ظلم اور لوگوں کو راہ حق سے روکنے کی وجہ سے حلال و پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں۔'' (النسآء4: آیت160)

آیت 147: بے خوف ہوکر تبلیغ کرنے کا حکم:- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ اگر آپ کے مخالفین (مشرک یہود وغیرہ) آپ کو جھٹلائیں تو آپ پرواہ کئے بغیر تبلیغ کرتے رہیں کیونکہ آپ کے رب کی رحمت بہت وسیع ہے، وہ آپ کو ہر قسم کی سازشوں

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿148﴾

یہ مشرکین عنقریب کہیں گے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا، تو نہ ہی ہم شرک کرتے اور نہ ہی ہمارے باپ دادا اور نہ ہی کوئی چیز ہم (اپنے اوپر) حرام قرار دیتے۔ اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں انہوں نے بھی (رسولوں کو) جھٹلایا تھا یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھ لیا۔ آپ (مشرکین سے) پوچھیئے کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے (اگر ہے) تو اس کو ہمارے سامنے پیش کرو۔ تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور صرف قیاسی (خیالی) باتیں کرتے ہو۔ ﴿148﴾

سے بچالے گا اور ان کفار اور مشرکین کو بھی متنبہ کردیں کہ اللہ کا عذاب آنے والا ہے، جسے کوئی ٹال نہیں سکتا اگر دنیا میں نہیں آیا تو آخرت میں تو ضرور آکر رہے گا۔

آیت 148: ایک گمراہ کن مغالطہ کا ذکر:۔ مشرک شرک اور حلال چیزوں کو حرام کرنے کے ثبوت پیش کیا کرتے تھے کہ ہمارے شرک اور حلال چیزوں کو حرام کرنے کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے اور وہ ہمارے خیالات بدلنے پر بھی بخوبی قادر ہے کہ ہمارے دلوں میں ایمان کی کرنیں جگمگا دے اور ہمیں کفر و شرک کرنے ہی نہ دے لیکن پھر بھی وہ ہمارا عقیدہ نہیں بدلتا جو کچھ ہو رہا ہے اسی کے ارادہ سے ہو رہا ہے اور وہ کفر و شرک سے راضی ہے اگر وہ چاہتا تو نہ صرف ہم بلکہ ہمارے باپ دادا بھی شرک نہیں کرتے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''(مشرکین کہتے ہیں) اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اسی (اللہ) کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرتے''۔ (النحل16: آیت35) یہ ایک گمراہ کن مغالطہ ہے اگر مشرکین کی یہ بات صحیح ہوتی تو اللہ تعالیٰ لوگوں پر عذاب بھیج کر انہیں تباہ و برباد نہ کرتا۔ زندگی ایک امتحان ہے، اس کے نتائج سے انسان کو پہلے ہی آگاہ کردیا گیا ہے اور دنیا میں (نیک یا برے) عمل کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیدیا ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیئے ترجمہ و تفسیر الدھر76: آیت2)

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿149﴾

آپ فرمادیجئے کہ مضبوط دلیل تو اللہ ہی کی ہے۔ لہٰذا اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔ ﴿149﴾

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿150﴾

آپ فرمادیجئے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو یہ گواہی دیں کہ اللہ نے ان (چیزوں) کو حرام کر دیا ہے، پر اگر وہ گواہی دے دیں تو آپ انکے ساتھ گواہی نہ دیجئے اور نہ ہی ایسے لوگوں کے باطل خیالات کی پیروی کیجئے، جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو ٹھہراتے ہیں۔ ﴿150﴾

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا ۖ وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا

آپ فرمادیجئے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں، وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، ماں باپ کے

آیت 149: ہدایت و گمراہی رب کی حکمت پر موقوف ہے: - ہدایت و گمراہی کی تقسیم میں بھی بڑی زبردست حکمت ہے، اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ سب کو ہدایت پر لے آتا، مگر کسی کو ہدایت دینا اور کسی کو نہ دینا رب کی حکمت پر موقوف ہے۔ اگرچہ سارے کام اللہ ہی کے ارادہ سے ہوتے ہیں، مگر اللہ ایمان و توحید سے راضی ہے اور کفر و شرک سے ناراض ہوتا ہے۔

آیت 150: شرک و بدعت کی کوئی سند نہیں:

اللہ ربّ العزّت اپنے نبی ﷺ سے فرمارہے ہی کہ آپ ان مشرکین سے کہہ دیجئیے اگر تمہارے گناہوں اور بدعات سے اللہ راضی ہے تو کوئی معقول دلیل لاؤ اور صفائی کے گواہ پیش کرو جو اس بات کی گواہی دیں کہ جو کچھ تم نے اپنے اوپر حرام کیا ہے وہ اللہ ہی کا حرام کیا ہوا ہے پھر اگر یہ لوگ اس بات کی جھوٹی گواہی دے بھی دیں تو آپ اس گواہی پر کان ہی نہ دھریں کیونکہ یہ لوگ بے ایمان ہیں اور غیروں کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿151﴾

ساتھ اچھا سلوک کرو اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی اور ان (تمہاری اولاد) کو بھی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ، خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ اور کسی ایسے نفس کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے، مگر جس کا قتل برحق ہو۔ تمام باتوں کی اللہ نے تمہیں تاکید کی ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔ ﴿151﴾

آیت 151: رسول اکرم ﷺ کی وصیت:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''تم میں سے کون مجھ سے ان تینوں باتوں پر بیعت کرے گا۔'' پھر آپ نے یہ (الانعام 6: آیات 151 تا 152) آیات پڑھ کر فرمایا کہ جس نے اپنا عہد پورا کیا اس کا ثواب اسے ضرور ملے گا اور جس نے اس میں کمی کی اسے یا تو دنیا ہی میں شرعی سزا مل جائے گی یا اگر (ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے) دنیا میں شرعی سزا نہ مل سکی تو اللہ کے اختیار میں ہے چاہے تو اسے قیامت کے دن سزا دے یا معاف فرما دے۔'' (مستدرک حاکم)

شرک کی ممانعت:- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے یہ بشارت دی کہ آپ کی امت کا جو شخص توحید پر فوت ہوگا وہ ضرور جنت میں جائے گا۔'' ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا:- ''خواہ اس نے زنا اور چوری کی ہو۔'' فرمایا:- ''جی ہاں، خواہ اس نے زنا اور چوری کی ہو۔'' ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے تین مرتبہ یہی سوال کیا اور آپ نے تین مرتبہ یہی جواب دیا۔'' (بخاری، مسلم)

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم:- اللہ تعالیٰ نے شرک سے منع کرنے کے بعد ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ اس (اللہ) کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔'' (بنی اسرائیل 17: آیات 23 تا 24) احادیث میں بھی عبادت کے بعد والدین کی خدمت کو افضل عمل قرار دیا ہے۔ (بخاری، مسلم)

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿152﴾

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے اور ناپ تول انصاف کے ساتھ کرو، ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں بناتے اور جب تم بات کہو تو انصاف سے کام لو، اگرچہ (معاملہ تمہارے) قریبی رشتہ دار ہی (کا) ہو اور اللہ سے جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرو، ان ساری باتوں کا اللہ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ ﴿152﴾

آیت 152: یتیموں کا مال کھانے سے بچنے کا حکم:- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:-''جب یہ آیت اتری تو یتیموں کے سرپرستوں نے ان کا کھانا پینا اپنے کھانے پینے سے علیٰحدہ کر دیا، اس سے نہ صرف سرپرستوں کو نقصان و مشقت اٹھانا پڑی بلکہ یتیموں کو بھی نقصان ہونے لگا۔ اگر کھانا بچ جاتا تو وہ بے چارے یا تو وہ بچا ہوا باسی کھانا کھاتے یا پھر وہ کھانا سڑ جاتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو یہ آیت (البقرہ 2: آیت 220) نازل ہوئی، پھر اس کے بعد لوگوں نے یتیموں کے کھانے پینے کو اپنے کھانے پینے میں ملا لیا۔'' (ابو داؤد)

ماپ تول میں عدل و انصاف کا حکم:- اس آیت مبارکہ میں اللہ ربّ العزّت نے ماپ تول میں انصاف کو مدنظر رکھنے کا حکم دیا ہے کہ ہر چیز لیتے اور دیتے وقت پورا پورا تولو اور ماپو۔ کم تولنے اور ماپنے والوں کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''کم تولنے والوں کے لئے ہلاکت ہے جو لوگوں سے لیتے وقت تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ماپ یا تول کر دیتے ہیں تو کمی کرتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو اس بات کا یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن کے لئے (زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے۔'' (المطففین 83: آیات 1 تا 5)

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿153﴾

اور یقیناً یہ میرا راستہ ہی سیدھا ہے، لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو وہ (راستے) تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے۔ اللہ نے تمہیں اس کا تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔ ﴿153﴾

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِیْۤ اَحْسَنَ وَ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿154﴾

پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اس لئے کتاب دی تھی کہ جو شخص اچھا عمل کرے اس پر ہماری نعمتیں پوری ہوں اور تمام احکام کا تفصیلی بیان ہو اور وہ (کتاب تورات) ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہو تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے پر ایمان لے آئیں۔ ﴿154﴾

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

اور یہ (قرآن) ایسی کتاب ہے جس کو ہم

آیت 153: اتفاق و اتحاد کا حکم اور اختلاف کی ممانعت: اس آیت مبارکہ میں تمام مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کا حکم دیا گیا ہے۔ بدنظمی اور اختلاف کی سخت ممانعت ہے اس لئے کہ پہلے لوگ ریاکاری اور اللہ کے دین میں اختلاف پیدا کرنے ہی کی وجہ سے تباہ ہوئے تھے۔

سیدھی راہ کون سی ہے:- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک خط (لکیر) کھینچ کر فرمایا کہ یہ اللہ کی سیدھی راہ ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں خطوط کھینچ کر فرمایا کہ ان راہوں میں سے ہر راہ پر ایک شیطان کھڑا ہے، جو لوگوں کو اس راہ کی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ نے الانعام 6 آیت 153 کی تلاوت فرمائی۔ (نسائی)

آیت 154: تورات کی تعریف:- اللہ تعالیٰ بسا اوقات قرآن کریم کا ذکر کرتے ہیں تو اسکے ساتھ تورات کا ذکر بھی کرتے ہیں تاکہ یہود کو قرآنی تعلیمات کی طرف راغب کیا جائے یہاں بھی اسی لئے پہلے تورات کی پھر قرآن کریم کی تعریف بیان ہوئی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی اور یہ کتاب (قرآن) عربی زبان میں اس کی تصدیق کر رہی ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو ڈرائے

فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿155﴾

نے نازل کیا جو بڑی خیروبرکت والی ہے۔ لہٰذا تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر (اللہ کی) رحمت نازل ہو۔﴿155﴾

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿156﴾

تاکہ تم یہ نہ کہو کہ کتاب تو صرف ہم سے پہلے دو قوموں (یہود ونصاریٰ) پر نازل ہوئی تھی، اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے ہی بے خبر تھے۔﴿156﴾

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ

یا یہ نہ کہو کہ اگر بے شک ہم پر کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بھی زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے۔

جنہوں نے ظلم کیا اور نیکی کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔'' (الاحقاف46: آیت12)

آیت 155: قرآن کریم پر عمل کرنے کی ترغیب:

اس آیت کریمہ میں قرآن کریم کی پیروی کرنے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب ہے۔ قرآن مجید وہ بابرکت کتاب ہے کہ جو اس کی ہدایات کے مطابق زندگی گزارتا ہے، اسے دونوں جہاں میں برکت ہی برکت نصیب ہوتی ہے کیونکہ یہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی ایک مضبوط رسی ہے، جس نے اسے مضبوطی سے تھام لیا، اس کے لئے دونوں جہاں کی برکات، سعادتوں اور رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

آیت 156: نزولِ قرآن اللہ تعالیٰ کی حجت ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو حجت پوری کرنے کے لئے نازل فرمایا ہے تاکہ کسی شخص کا بھی کوئی عذر باقی نہ رہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرما کر تمام عذر ختم کردیئے۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر القصص28 آیت47)۔ دوفرقوں سے یہودی اور عیسائی مراد ہیں۔

آیت 157: اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا عذر ختم کر دیا ہے:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کفار کا یہ عذر بھی ختم کر دیا کہ اگر غیروں کی طرح ہمارے پاس بھی کتاب آتی تو ہم اس کے احکام پر زیادہ کاربند ہوتے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''انہوں نے

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿157﴾

اب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب، ہدایت اور رحمت آ چکی ہے۔ لہٰذا اب اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور ان سے اعراض کیا جو لوگ ہماری آیات سے اعراض کرتے ہیں ان کے اس اعراض کرنے کی وجہ سے ہم جلد ہی انہیں سخت ترین سزا دینے والے ہیں۔ ﴿157﴾

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ

کیا یہ لوگ صرف اس بات کا انتظار کر رہے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا ان کے پاس آپ کا رب آئے یا آپ کے رب کی بعض نشانیاں آ جائیں؟ جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آ جائیں گی تو

اللہ کی پختہ قسمیں کھا کر کہا کہ اگر ان کے پاس کوئی (رسول) ڈرانے والا آئے گا تو وہ ہر قوم سے زیادہ نیکیوں میں بڑھ جائیں گے۔'' (فاطر 35: آیت 42) اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا کہ تمہاری ہی عربی زبان میں ایک عظیم قرآن، محمد رسول اللہ ﷺ پر اتار دیا گیا ہے جس میں حلال وحرام کا بیان ہے جو لوگوں کی ہدایت کے لئے سراسر نور اور باعثِ رحمت ہے۔

آیت 158: قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں:- اس آیت مبارکہ میں کفار، کو دھمکایا جا رہا ہے کہ تم قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں کے آ جانے کے منتظر ہو۔ لہٰذا جب قیامت کا وقت آ جائے گا تو پھر ایمان و توبہ بھی کام نہیں آئے گی۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جب انہوں (کفار) نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو کہا کہ ہم ایک اللہ پر ایمان لائے اور جن جن کو ہم اس کا شریک بنا رہے تھے ہم نے سب کا انکار کیا، لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا''۔ (غافر 40: آیات 84 تا 85)۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوگا قیامت نہیں آئے گی، پھر جب سورج مغرب سے نکل آئے گا تو تمام روئے زمین کے انسان ایمان لے آئیں گے، لیکن اس وقت ایمان لانا فائدہ نہ دے گا۔'' (بخاری)

نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ
مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا
خَيْرًا ۭ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا
مُنْتَظِرُوْنَ ﴿158﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا
شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ
اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ
يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿159﴾
مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ
اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ
فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا

کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اسے فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا ایمان لانے کے بعد کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ (اللہ کے فیصلہ کا) تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔ ﴿158﴾

بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف کیا اور گروہوں میں بٹ گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ بلاشبہ ان کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ پھر وہ ان کو ان کے اعمال سے آگاہ فرما دے گا۔ ﴿159﴾

جو شخص (وہاں) ایک نیکی لیکر آئے گا تو اس کیلئے 10 گنا (ثواب) ہوگا اور جو شخص برائی لے کر آئے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی ...

آیت 159: فرقہ بندی کی مذمت:- اس آیت کی وعید میں ہر وہ شخص داخل ہے جو دینِ اسلام کی مخالفت کرے، دین میں پھوٹ ڈالے، خواہش کا پجاری اور نیا مذہب ایجاد کرتا ہو۔ اس لئے کے سول اکرم ﷺ جو دین لے کر تشریف لائے وہ ایک ہی دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور اسلام کو فرقہ بندی کی لعنت سے محفوظ رکھا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر فرمایا ہے جس کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو حکم دیا تھا اور انہیں (اور ان کی امتوں سے) کہا تھا کہ اسی دین کو برقرار رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا'' (الشوریٰ 42: آیت 13) لہٰذا سیدھی راہ اور اللہ کا پسندیدہ دین توحید و اتباع رسول ﷺ ہی ہے اور اس کے علاوہ باقی سب جہالت، گمراہی، رائے پرستی اور بے دینی ہے۔

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿160﴾

اور لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ ﴿160﴾

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿161﴾

(اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتا دیا ہے جو ایک مضبوط دین ہے، وہی ابراہیم (علیہ السلام) کا طریقہ تھا، جو اللہ کی طرف یکسو تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ ﴿161﴾

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿162﴾ لَا

آپ فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا، یہ سب اللہ ہی کیلئے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ ﴿162﴾

آیت 160: قیامت کے دن عدل و انصاف سے فیصلہ ہوگا:

اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے عدل اور اس کے فیصلوں کی صداقت کا بیان ہے کہ جو شخص نیکی لائے گا اسے نیکی کا بہترین بدلہ ملے گا۔ وہ بہترین بدلہ یہ ہے کہ ایک نیکی کم از کم دس گنا بڑھا دی جائے گی۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر الانعام 6 آیت 160)

آیت 161: اسلام ہی سیدھی راہ ہے:- اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دے رہیں کہ اللہ کی نعمت کا اعلان فرما دیں کہ مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھا دی ہے جس میں کسی قسم کا ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ یہ راہ سیدھی سالم اور صاف ہے اور پکا اور سچا دین ہے، جو ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا اور دینِ ابراہیمی کے زیادہ قریب دین اسلام ہے۔

(مزید تفصیل کیلئے پڑھیئے ترجمہ وتفسیر ال عمران 3: آیت 68)

آیات 162 تا 163: مشرکوں سے برأت کے اعلان کا حکم:

اس آیت مبارکہ میں رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے کہ آپ مشرکین سے، جو غیروں کی عبادت کرتے ہیں اور غیروں کے نام کی قربانیاں کرتے ہیں، برأت (بیزاری) کا اعلان فرمادیں کہ میری نماز اور قربانی اللہ ہی کے لئے ہے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿163﴾

اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی (توحید اختیار کرنے) کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ ﴿163﴾

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿164﴾

آپ فرما دیجئے کہ کیا میں اللہ کے سوا (اب) کوئی اور رب تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا مالک ہے۔ جو شخص بھی کوئی (برا) عمل کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے اور کوئی نفس دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہوگا۔ پھر وہ تمہیں وہ باتیں بتائے گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ ﴿164﴾

وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ

اور وہ ایسی ذات ہے کہ جس نے تمہیں

فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''(اے نبی ﷺ) آپ اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھیں اور اسی کے لئے قربانی کریں۔'' (الکوثر 10: آیت 2)۔ چونکہ مشرک دیوتاؤں کے پرستار تھے اور ان کے نام کی قربانیاں کیا کرتے تھے اس لئے اللہ ربّ العزّت نے آپ ﷺ کو ان کی مخالفت اور ان کے باطل عقائد سے بچنے کا حکم دیا۔

آیت 164: اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جھوٹے معبودوں کو تلاش کرنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ آپ کہہ دیجئے اے مشرکو، کیا میں بھی تمہاری طرح حقیقی معبود کو چھوڑ کر جھوٹے معبود تلاش کروں؟ حالانکہ اللہ ہی میرا مربی، کارساز، مجھ پر آنچ نہ آنے دینے والا اور میری بگڑی بنانے والا ہے پھر میں اس ایک کا در چھوڑ کر در در کی کیوں ٹھوکریں کھاؤں؟ میرا تو وہی ایک سہارا ہے اور وہی ایک پناہ گاہ ہے کیونکہ وہی کائنات کا پروردگار، خالقِ لیل ونہار اور شہنشاہ ہے۔

آیت 165: لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہی صاحبِ اختیار واقتدار بناتا ہے:

تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے زمین پر آباد کیا ہے۔ جب ان میں سے ایک فوت ہوجاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے، باپ کی جگہ بیٹا آجاتا ہے، بزرگوں کی جگہ بچے آجاتے ہیں۔

الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿165﴾ ع

زمین میں خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے بعض پر درجات بلند کئے تاکہ تمہیں ان نعمتوں میں آزمائے جو اس (اللہ) نے تمہیں عطا فرمائی ہیں۔ یقیناً آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور وہ بے شک بڑا بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا بھی ہے۔ ﴿165﴾

مراتب میں فرق:- اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر مرتبہ میں بلند فرمایا کہ لوگوں کی روزی، عادات، اچھائیوں، برائیوں اور سب چیزوں میں فرق ہے"۔ فرمان الٰہی ہے:- "دنیاوی زندگی میں ان کے درمیان روزی تو ہم ہی نے تقسیم کی ہے اور ہم نے ایک کو دوسرے پر برتری دی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لیتے رہیں"۔ (الزخرف 43: آیت 32)

﴿باقی تفسیر کیلئے پڑھیئے تیسرا حصہ﴾

تصدیق نامہ

میں نے مختصر تفسیر ابن کثیر "الاعلام الاسلامی وقف" کراچی کا مطبوعہ سورہ ال عمران کی آیت نمبر 164 سے سورہ الانعام کی آیت نمبر 165 تک کو بغور پڑھا اور اس کے اعراب وحروف کو چیک کیا اس میں جو اغلاط تھیں وہ درست کر دی گئی ہیں۔ اب میں تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا تفسیر اغلاط سے پاک ومبرّا ہے۔

از

المصدق

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہ اوقاف سندھ) کراچی

ہلال احمد اللہ وسایا خان بلوچ (نفی)
مستند پروف ریڈ
وزارت مذہبی امور
پاکستان اسلام
لیکن نمبر 515 پریس آباد حیدرآباد

گھر بیٹھے اسلام سیکھئے

❶ بذریعہ خط وکتابت کورس (انگلش یا اردو) ❷ قرآن کریم عربی (چھوٹا، بڑا سائز) ❸ قرآن کریم مترجم اردو (چھوٹا، بڑا سائز) ❹ قرآن کریم کا لفظی و بامحاورہ آسان اردو ترجمہ ❺ قرآن کریم مترجم فارسی ❻ 40 دن میں گھر بیٹھے قرآن اور نماز پڑھنا سیکھئے ❼ عربی سیکھئے (قرآن کریم ونماز کی دعاؤں سے) ❽ مختصر تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ ❾ مختصر سیرت النبی ﷺ ❿ ایک ہزار منتخب احادیث ماخوذ از بخاری شریف ⓫ ایک ہزار منتخب احادیث ماخوذ از مسلم شریف ⓬ ایک ہزار منتخب احادیث ماخوذ از مشکوۃ شریف ⓭ آپ ﷺ کے لیل ونہار ⓮ بیماریاں اور ان کا علاج مع طب نبوی ﷺ ⓯ سہل وآسان حج وعمرہ ⓰ دنیاوی تفکرات اور آخرت میں کامیابی کیلئے ⓱ اولاد کی تعلیم وتربیت ⓲ عورتوں کے مسائل اور ان کا حل ⓳ مریض کی نماز ⓴ قصص الانبیاء علیہم السلام ㉑ مختصر سیرت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ㉒ بڑے گناہوں سے بچاؤ کیسے؟ ㉓ غم نہ کریں ㉔ عدت کے مسائل ㉕ نماز پڑھنا سیکھئے ㉖ قربانی کے مسائل ㉗ زکوٰۃ کی فرضیت، وعید اور نصاب ㉘ وقت کا بہترین استعمال ㉙ اولیاء اللہ کی کرامات ㉚ مختلف پمفلٹس واسٹیکرز

ملنے کے پتے :

الاعلام الاسلامی
ISLAMIC COMMUNICATION TRUST
Spreading the Word of Allah Worldwide

کراچی
کمرہ نمبر 10، دوسری منزل، گلشن ٹیرس (بلڈنگ)، نزد جامع کلاتھ مارکیٹ
ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون: 32210209 / 32627369

دفتری اوقات : صبح 11 بجے تا شام 7 بجے تک (تعطیل : بروز اتوار)

e-mail : islamisforall@hotmail.com

Visit our Website : www.islamis4all.com
for all our Books and Correspondence Course

لاہور
F/1 ، رحمان پلازہ۔4، فاطمہ جناح روڈ، لاہور
فون: 36367338 / 36366207

اسلام آباد
المسعود اسلامی بکس، دکان نمبر B-10، بلاک 4-B
مرکز F-8، اسلام آباد فون: 2261356